من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند
حسب ہدایت
حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند
زیر نگرانی
مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند
ترتیب
لجنۃ ترتیب الفتاویٰ
جلد پنجم
باب الامامت، باب الجماعت
ناشر
حجۃ الاسلام اکیڈمی
دار العلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

جلد (۵)

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

جلد (۵)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۲ء

باهتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed By: Noor Graphics, Deoband

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publications, New Delhi
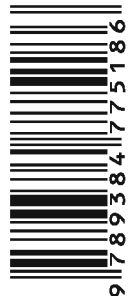
مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد پنجم)

باب الامامت، باب الجماعت

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد پنجم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیر نگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ :

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۵۱۸

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۴ھ-۲۰۲۲ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

کتاب الصلاۃ

تفصیلی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الامامۃ

فصل اول: امام کے اوصاف کا بیان

فصل ثانی: استحقاق امامت کا بیان

فصل ثالث: بدعتی کی امامت کا بیان

فصل رابع: فاسق کی امامت کا بیان

فصل خامس: غلط خواں کی امامت کا بیان

فصل سادس: معذور کی امامت کا بیان

فصل سابع: غیر حنفی کی اقتداء کا بیان

فصل ثامن: تارک نماز کی امامت کا بیان

فصل تاسع: امام کو برطرف کرنے اور نائب بنانے کا بیان

فصل عاشر: متعلقات امامت کا بیان

فصل اول:

امام کے اوصاف

مستقل امام بننا کیسا ہے؟

(۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: مستقل امامت کرنا کیسا ہے؟ یا کبھی کبھی امامت کرا دینا کیسا ہے؟ یا رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک سنانا یا امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر امامت کی اہلیت ہے، تو مستقل امام بننا یا کبھی کبھی امام بننا یا صرف تراویح میں امام بننا جائز اور کارِ ثواب ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی (۸/۸/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأولیٰ بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق، هذا إذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة هكذا في التبيين، ولم يطعن في دينه...... ويجتنب الفواحش الظاهرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة": ج۱، ص: ۱۴۱، زکریا دیوبند)

(فالأعلم) بأحكام الصلاة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة": ج، ص: ۲۹۹، ۳۰۰، شیخ الہند دیوبند)

والأحق بالإمامة: تقديماً بل نصباً مجمع الأنهر الأعلم بأحكام الصلاة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند)

پندرہ سالہ لڑکے کی امامت:

(۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل بارے میں:
برادر حافظ مجاہد حسین جن کی عمر مکمل پندرہ سال ہے، مگر قد وغیرہ کے اعتبار سے پندرہ سال کی عمر معلوم نہیں ہوتی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حافظ موصوف امامت تراویح کر سکتے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی طور پر حافظ صاحب کی عمر پورے پندہ سال ہے اور اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہے تو وہ حافظ صاحب بالغ ہیں اور شرعی اصول کے تحت ان کے پیچھے نماز تراویح درست ہے، چوں کہ اگر کوئی علامت احتلام وغیرہ سے ظاہر نہ ہو، تو عمر کا پندرہ سال ہونا بلوغت کے لیے شرعاً کافی ہے؛ پس ایسی صورت میں ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور شک نہ کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہٗ (۸/۲۸/ ۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خطبہ کی کتاب پھینکنے والے کی امامت:

(۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: بکر نے ایک موقع پر عیدگاہ کے ممبر پر کھڑے ہوکر غصہ میں خطبہ کی کتاب پھینک کر ماری ہے زید چاہتا ہے کہ بکر امامت کرائے کیا یہ زید کا اقدام درست ہے۔ بکر کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اللہ محمد مہر روح (مظفر نگر)

---

(۱) فإن لم يوجد شيء مما ذكرنا فيعتبر البلوغ بالسن وقد اختلف العلماء في أدنى السن التي يتعلق بها البلوغ قال أبو حنيفةؒ ثماني عشر سنة في الغلام وسبع عشرة في الجارية وقال أبو يوسف ومحمد والشافعي رحمهم الله خمس عشرة سنة في الجارية والغلام جميعاً. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة، فصل في بيان ما يرفع الحجر": ج۱، ص:۱۷۲)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بکر میں امامت کی اہلیت اور شرائط ہیں اور سب اس کی امامت پر متفق ہیں تو خطبہ پھینکنے کی وجہ سے اس کو بے ادب تو کہا جا سکتا ہے، لیکن غیر مستحق امامت ہو جائے ایسا نہیں ہے، ایسے شخص کو ادب اور احترام کا معاملہ کرنا چاہئے، کیوں کہ خطبہ میں قرآنی آیات ہوتی ہیں اور احادیث نبوی بھی ہوتی ہیں اور بے ادبی سے باز رہنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہٗ (۹/۱۱/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

گاؤں کے پردھان کو امام بنانا:

(۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہمارے گاؤں میں ایک نمبردار ہی پردھان ہے، وہ شریعت کے معاملے میں کوئی خاص معلومات نہیں رکھتا ہے؛ البتہ قرآن پڑھنا جانتا ہے اب سوال یہ ہے کہ ان کو اپنی گاؤں کی مسجد کا مستقل امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام محمد شاہ، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ صالح اور نیک بھی ہے اور نماز پڑھانی جانتا ہے اور نماز کے مسائل سے واقف ہے، تو اس کو مستقل امام بنایا جا سکتا ہے۔[2]

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یؤم القوم أقرء ھم لکتاب اللہ فإن

---

(۱) لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر رواه الدار قطني. (أخرجه قطني، في سننه، "باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه": ج۱، ص:۴۵۰، رقم:۱۷۶۷)؛
ويؤم القوم أقرأهم لكتاب الله فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة. (أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة": ج۱، ص:۲۳۶، رقم:۶۷۳)

(۲) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقرأة ثم الأورع، (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۴، زكريا ديوبند)

كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة"[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۸/۱۱/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بدمعاملہ شخص کی امامت:

(۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ذیل کے بارے میں:

(۱) امام اپنے معاملات میں ٹھیک نہ ہو۔

(۲) امام کی زبان اور بیان میں تضاد ہو کبھی کچھ اور کبھی کچھ بیان دیتے ہیں۔

(۳) امام صاحب نے مسجد میں دو پارٹیاں بنادی ہوں یہاں تک نوبت آگئی ہو کہ مسجد میں کبھی بھی فساد ہوسکتا ہے۔

(۴) مسجد کے انتظامی معاملات میں دونوں پارٹیاں مخل ہوتی ہیں۔

(۵) امام صاحب دہلی گئے اور واپس آکر فرمایا کہ میں نے دہلی میں اپنا انتظام کرلیا ہے اور متولی مسجد سے سبکدوشی کے لیے کہا، متولی نے اجازت دے دی اور سبکدوش کردیا؛ لیکن دوسری پارٹی نے ۳۵۰۰/روپیہ ماہوار تنخواہ کے بجائے ۵۰۰۰/روپیہ دینے کا اعلان کردیا اور امام صاحب کو روک لیا اور امام صاحب تنخواہ میں اضافہ دیکھ کر فوراً رک گئے اور دہلی جانا ترک کردیا۔

متولی نے بھی ۴۰۰/روپیہ دینے کا اعلان کردیا اور اس وقت چار سو دے رہے ہیں امام صاحب کے معاملات کو دیکھ کر کافی مقتدیوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے اور دوسری مساجد میں نماز ادا کررہے ہیں۔

(۶) امامت کے علاوہ امام صاحب چاول کی تجارت بھی کرتے ہیں اس میں سودا کرتے وقت غلط بیانی کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

(۷) زمینوں کے پلاٹوں کی خرید وفروخت بھی کرتے ہیں اس میں کافی جھگڑا ہوا ہے۔

---

(۱) أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من حق بالإمامة": ج ۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳.

(۸) امام صاحب نے ایک مشاعرہ کے متعلق یہ اعلان کیا جو مشاعرہ میں شریک ہوگا وہ ایمان سے خارج ہے۔

(۹) مقتدیوں نے امام صاحب سے بارش کے لیے دعا کرانے کی درخواست کی تو جواب دیا کہ پہلے جا کر تمام ٹی وی بند کردیں تب دعا کردوں گا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقتدیان مسجد، فتح پوری، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت اگر واقعی ہے تو ایسے حالات میں ایسے شخص (جو فساد کا باعث بنا ہوا ہو اور مذکورہ غلط جملے استعمال کرتا ہو) کو خود ہی امامت سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو امامت سے منع فرمایا ہے کہ وہ شخص امامت پر بضد ہو، ڈٹا رہے اور لوگ اس کی امامت سے متنفر ہوں، پس ایسے شخص کی امامت حدیث شریف کی روشنی میں کراہت سے خالی نہیں ہوگی۔ محلّہ والوں اور مسجد کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ کسی نیک وصالح دیندار باشرع شخص کو امام بنائیں تا کہ تکثیر جماعت ہونے کی بنا پر لوگوں کو اجر وثواب زیادہ مل سکے اور نماز بلا کراہت ادا ہو سکے؛ لیکن مقتدیوں کو بھی بلا وجہ اعتراضات نہیں کرنے چاہئیں۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۳؍ ۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي مسعود الأنصاري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأعلمهم بالسنة، فإن كانوا في السنة سواء، فأقدمهم هجرة، ولا يؤمن الرجل الرجل في سلطانه، ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه. (أخرجه مسلم في صحيحه، ''باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳)

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (أخرجه قطني، في سننه: ج۲، ص: ۸۸؛ علي المتقي الهندي، كنز العمال: ج۸، ص: ۱۱۳، رقم: ۲۰۳۹۰)

ومن حكمها نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم (قوله نظام الألفة) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بوقت تکبیر ابتداء میں کھڑا نہ ہونے والے کی امامت کا حکم:

(۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص اپنے کو عالم کہتا ہے اور اقامت کے شروع میں کھڑا ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس بارے میں علماء سے بحث کروں گا کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ نظیر احمد خاں، یاقوت گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز با جماعت کے لیے کس وقت کھڑا ہونا چاہئے اقامت کے شروع میں یا اس وقت جب مؤذن حی علی الصلاۃ کہے اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اختلاف استحباب وعدم استحباب میں ہے، جواز و عدم جواز میں نہیں ہے؛ اس لیے اگر کوئی اقامت کے شروع میں کھڑا نہ ہو، تو اس کی امامت شرعاً درست ہے؛ البتہ اس کو لازم ہے کہ ان لوگوں پر لعن طعن نہ کرے جو اقامت کے شروع میں کھڑے ہوتے ہیں؛ کیوں کہ یہ مسئلہ استحبابی ہے اس میں شدت سے کام نہ لیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلوات بين الجيران. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة‘‘: ج ۲، ص: ۲۸۷)

و أم قوما وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريما. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج ۲، ص: ۲۹۷)

(۱) قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا في التبيين والخلاصة وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره‘‘: ج ۱، ص: ۱۴۱)

(۲) ويكره إمامة عبد......ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول......لا يكفر بها ......وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلا...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

معالج کی امامت کا حکم:

(۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص حافظ قرآن فاضل دار العلوم دیوبند ہے اس نے الہ آباد بورڈ سے آیوروید کا کورس بھی کیا ہے وہ امامت کے ساتھ ادویات سے مریضوں کا علاج کیا کرتا ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہ عالم، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: امامت کے ساتھ علاج معالجہ کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ امام کو لازم ہے کہ فرائض امامت میں کوتاہی نہ آنے دے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۱۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کا جماعت میں تاخیر کرنا:

(۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے امام صاحب جماعت کے لیے وقت مقررہ سے تاخیر کرتے ہیں اور ایک دو مخصوص مقتدی حضرات کا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال ابن عابدين: قوله وهي اعتقاد إلخ عزاه هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا، فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام": ج ۲، ص: ۲۹۸، ۳۰۰)

(۱) ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ﴾ (سورة النور: ۳۷)

لما استخلف أبو بكر الصديق قال لقد علم قومي أن حرفتي لم تكن تعجز عن مؤنة أهلي وشغلت بأمر المسلمين فسيأكل آل أبي بكر من هذا المال ويحترف للمسلمين فيه. (أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده": ج ۱، ص: ۲۷۸، رقم: ۲۰۷۰)

انتظار کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ شریف احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی امام کسی دنیاوی رئیس یا کسی ذی جاہ آدمی کا انتظار کرنے میں جماعت میں تاخیر کرتا ہے تو وہ شخص گناہگار ہے مگر نماز ادا ہو جاتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۶/۱/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جنبی نے قصداً نماز پڑھادی:

(۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر کسی نے قصداً حالت جنابت میں نماز پڑھادی اب وہ افسوس کرتا ہے کہ میں نے بہت برا کیا، اب اس کی معافی کی کیا شکل ہے اتنے مقتدیوں تک خبر پہونچانا مشکل ہے، ایسی صورت میں عذاب سے بچنے کی کیا شکل ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد الیاس، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر وہ جگہ مذکورہ شخص سے قریب ہے تو خود یا بذریعہ خط وغیرہ اہل مسجد کو مطلع کر دیا جائے کہ فلاں روز کی نماز کسی وجہ سے درست نہیں

---

(۱) رئیس المحلة لا ینتظر ما لم یکن شریراً والوقت متسع. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب هل باشر النبي صلی اللہ علیه وسلم الأذان لنفسه'': ج۲،ص:۷۱)

فالحاصل أن التأخیر القلیل لإعانة أهل الخیر غیر مکروه. (ابن عابدین، ''کتاب الصلوة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الرکوع للجائی، باب صفة الصلاة'': ج۲،ص:۱۹۹)

ہوئی، [۱] اس روز جو حضرات جماعت میں شریک تھے اپنی اپنی نماز لوٹالیں، یہ بات نماز و جماعت کے اس وقت بتادی جائے کہ جس میں زیادہ نمازی آتے ہوں اور امام جس نے نماز پرھائی اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۵/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ڈھیلے سے استنجا نہ کرنے والے کی امامت:

(۱۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام صاحب پیشاب کے بعد ڈھیلہ استعمال نہیں کرتے ہیں، صرف پانی سے استنجاء کرتے ہیں، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اظہار الحق، بنارس

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے صحیح ہونے کے لیے طہارت ضروری ہے۔ اگر امام صاحب صرف پانی سے طہارت پر اکتفاء کرتے ہیں اور اس سے زائد احتیاط کی ضرورت نہ ہو تو ان کی اقتداء میں بلاشبہ نماز درست ہے، بظاہر اس قسم کا شبہ درست نہیں ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولنا قوله صلى الله عليه وسلم الإمام ضامن معناه تتضمن صلاته صلاة القوم وتضمين الشيء فيما هو فوقه يجوز وفيما هو دونه لا يجوز وهو المعنىٰ في الفرق فإن الفرض يشتمل على أهل الصلاة فإذا كان الإمام مفترضاً فصلاته تشتمل على صلاة المقتدي وزيادة فصح اقتداء ه به. (السرخسي، المبسوط، ''كتاب الصلوة، باب أذان العبد والأعمى وولد الزنا والأعرابي'': ج۱، ص:۲۸۲)

(۲) والاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بیوی کی نس بندی کرانے والے کی امامت:

(۱۱) **سوال:** میری بیوی کو جب بھی حمل قرار پاتا ہے تو اس کی حالت کافی خراب ہو جاتی ہے دو مرتبہ ایسا ہو چکا ہے اب تیسری مرتبہ میری بیوی کو حمل قرار پایا ہے، اس مرتبہ پھر اس کی حالت نازک ہوگئی، شدید بیمار ہوگئی، تو میں نے سوچا کہ شاید مر نہ جائے تو میں نے اجازت دے دی کہ اپنے میکے جاکر اس حمل کو صاف کرالو تو ڈاکٹر اور میری سسرال والوں نے اس کا آپریشن کرادیا جب کہ میں نے صرف حمل صاف کرانے کو کہا تھا میں کبھی کبھی امام کی غیر موجودگی میں نماز پڑھاتا ہوں، تو میری اور میری اقتداء میں پڑھی گئی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شوکت علی، مادھو پور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں آپ کی امامت بلا کراہت صحیح اور درست ہے؛ اس لیے کہ آپ کی طرف سے بظاہر کوئی کوتاہی نہیں پائی گئی جب کہ نماز تو فاسق کے پیچھے بھی درست ہو جاتی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۵/۲۲ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... يستنجي بالحجر ولا يستنجي بالماء، والأفضل أن يجمع بينهما......قيل هو سنة في زماننا وقيل على الإطلاق وعليه الفتوىٰ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء'': ج ۱، ص: ۱۰۴، زکریا دیوبند)

ثم اعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل ويليه في الفضل الاقتصار على الماء ويليه الإقصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وإن تفاوت الفضل. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب إذا دخل المستنجي في الماء القليل'': ج ۱، ص: ۵۵۰، زکریا دیوبند)

(۱) ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (سورة البقرة: ۱۶۰)
﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورة آل عمران: ۸۹)
صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، ......أفاد أن الصلاة خلفهما ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

طویل رکوع وسجود کرنے والے کی امامت:

(۱۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہمارے امام صاحب رکوع وسجود بہت طویل کرتے ہیں مقتدیوں نے منع کیا، مگر نہیں مانتے، تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نیاز احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: امام کو مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے قرأت، رکوع سجود کو دراز نہ کرنا چاہیے، بلکہ قرأت، رکوع اور سجود کو سنت کے مطابق ادا کرنا چاہیے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے، تو ہلکی نماز پڑھائے، کیوں کہ ان میں کمزور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب تم تنہا نماز پڑھو، تو جتنی چاہے طویل کرو۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۸/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أولى من الإنفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث، من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲، ص:۳۰۱)

(۱) يكره تحريما (تطويل الصلاة) على القوم زائدا على قدر السنة في قراءة وأذكار رضي القوم أو لا لإطلاق الأمر بالتخفيف. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب لإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا“: ج۲، ص:۳۰۴)

وكره تطويل الصلاة كذا في التبيين وينبغي للإمام أن لا يطول بهم الصلاة بعد القدر المسنون، وينبغي له أن يراعي حال الجماعة هكذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره“: ج۱، ص:۱۴۴)

عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رجل: يا رسول الله لا أكاد أدرك الصلاة مما يطول بنا فلان فما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في موعظة أشد غضبا من يومئذ فقال أيها الناس إنكم منفرون فمن صلى بالناس فليخفف فإن فيهم المريض والضعيف وذا الحاجة. (أخرجه البخاري في صحيحه، ”كتاب العلم، باب الغضب في الموعظة والتعليم إذا رأي ما يكره“: ج۱، ص:۱۹، رقم:۹۰) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام بننے کے لیے شرائط کیا ہیں؟

(۱۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام بننے کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشید الدین، بہادر پور

الجواب وباللہ التوفیق: درج ذیل ترتیب کے مطابق کوئی بھی شخص امام بن سکتا ہے:
(۱) مسائل نماز سے واقف ہو۔ (۲) قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو۔ (۳) صالح پرہیز گار ہو۔
(۴) اگر حافظ قرآن بھی ہو، تو بہت ہی اچھا ہے زیادہ عمر والا، عمدہ اخلاق والا، نورانی چہرہ، اچھے خاندان اور نسب والا ہو، تو سونے پر سہاگہ۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۸/۲:۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

طویل نماز اور طویل خطبہ دینے والے کی امامت:

(۱۴) **سوال:** ایک امام صاحب ایسے ہیں جن کے پیچھے نوے فی صدی لوگ نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے؟ تپتی دھوپ اور کھلے آسمان کے نیچے عیدین کا خطبہ اور نماز اتنی طویل کرتے ہیں کہ لوگ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن منهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء. (أخرجه البخاري في صحيحه، ''كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء'': ج۱،ص:۱۴۲،رقم:۷۰۳)

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الأحسن تلاوة للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم الأشرف نسبا. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲،ص:۲۹۴، زکریا دیوبند؛ وابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة'': ج۱،ص:۳۵۴، زکریا دیوبند)

بے حد پریشان ہو جاتے ہیں باوجود سمجھانے کے امام صاحب اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق احمد، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: احادیث اور جزئیات فقہیہ میں تصریح کی گئی ہے کہ امام کو نمازیوں کی رعایت ضروری ہے [۱] اور جس امام کی وجہ سے نمازی پریشانی میں مبتلا ہو جائیں، تو ایسا امام چوں کہ ہدایت نبوی کے خلاف کا مرتکب ہوتا ہے؛ اس لیے وہ قابل عزل ہوگا اور سوال میں لکھی ہوئی وجہ ایسی شرعی وجہ ہے کہ اس پر امام کو معزول کیا جاسکتا ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۳/۱۴۰۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بالغ ہونے کے باوجود داڑھی نہ نکلنے والے کی امامت:

(۱۵) **سوال:** میری عمر ۲۴ر سال ہے حافظ قرآن ہوں، مگر ڈاڑھی نہیں نکلی، ایک جگہ امامت کرنا چاہتا ہوں لوگ معترض ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے پیچھے عمر رسیدہ لوگوں کی نماز نہ ہوگی، کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مکرم حسین، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: آپ نماز کے صحیح وفاسد ہونے کے مسائل سے واقف

---

(۱) في الصحيحين إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير، وإذا صلى لنفسه فليطول ما شاء. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة: مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي'': ۲:ص:۳۰۴، زکریا دیوبند)

(۲) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً. لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲،ص: ۲۹۸، زکریا دیوبند)

ہوں قرآن مجید صحیح اور تجوید کے ساتھ پڑھتے ہوں اور آپ کی دینداری پر لوگوں کو شک وشبہ نہ ہو صرف ڈاڑھی نہ نکلنے کی وجہ سے امامت کے لائق نہ سمجھتے ہوں تو ان کا خیال مناسب نہیں ہے؛ البتہ کسی کی عمر کم ہو اور خوبصورت ہو اور اس کو بدنظر لوگوں کے شہوت کے ساتھ دیکھنے کا احتمال ہو جس کی وجہ سے لوگ اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں، تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

’’قوله (وكذا تكره خلف أمرد) الظاهر إنها تنزيهية أيضاً كما قال الرحمتي: أن المراد به الصبيح الوجه لأنه محل الفتنة ......: وفي حاشية المدني عن الفتاویٰ العفيفية سئل العلامة الشيخ عبدالرحمن بن عيسیٰ المرشدي عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الإنبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلك عن حد الأمرد فأجاب بالجواز من غير كراهة وناهيك به قدوةً والله أعلم‘‘[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام بننے کے لیے کن کن باتوں کا ہونا ضروری ہے؟

(۱۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام بننے کے لیے کن کن باتوں کا ہونا ضروری ہے کہ وہ لائق امامت ہو سکے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالخبیر مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر یہ ہے کہ امام مسائل نماز سے بخوبی واقف ہو قرآن پاک صحیح پڑھنے والا ہو، صالح اور پرہیز گار ہو اگر ان امور کے ساتھ حافظ قرآن بھی ہو تو

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد‘‘: ج۱، ص: ۳۰۲، ۳۰۱، زکریا دیوبند۔

بہت اچھا ہے۔[۱]

”والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجهاً ثم الأشرف“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۵ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نومسلمہ کے بیٹے کی امامت:

(۱۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان عظام: زید نے ایک نومسلم لڑکی سے شادی کرلی تھی جس سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تو وہ لڑکا شرعی احکام سے واقف ہوکر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس کی امامت کو ناجائز کہے وہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کی امامت درست اور جائز ہے۔ نومسلم کا بیٹا ہونا قطعاً کوئی عیب نہیں ہے جو اس کو عیب سمجھ کر اس کی امامت کو ناجائز کہے وہ خلاف شرع بات کہنے کی

---

(۱) (والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات. والتقوى: اتقاء المحرمات (ثم الأسن) أي الأقدم إسلاما، فيقدم شاب على شيخ أسلم، وقالوا: يقدم الأقدم ورعا. وفي النهر عن الزاد: وعليه يقاس سائر الخصال، فيقال: يقدم أقدمهم علما ونحوه، وحينئذ فقلما يحتاج للقرعة (ثم الأحسن خلقاً) بالضم ألفة بالناس (ثم الأحسن وجها) أي أكثرهم تهجدا: زاد في الزاد: ثم أصبحهم: أي أسمحهم وجها، ثم أكثرهم حسبا (ثم الأشرف نسبا) زاد في البرهان: ثم الأحسن صوتا. وفي الأشباه قبيل ثمن المثل: ثم الأحسن زوجة. ثم الأكثر مالا، ثم الأكثر جاها (ثم الأنظف ثوبا) ثم الأكبر رأسا. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في الصلاة“: ج۲، ص: ۲۹۴ تا ۲۹۶)

(۲) أيضًا: ص: ۲۹۴.

وجہ سے گناہ گار ہے اس پر توبہ لازم ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نابینا باشرع حافظ کی امامت:

(۱۸) **سوال:** ایک شخص نابینا ہے، حافظ قرآن و باشرع ہے اور مسائل سے بھی کسی قدر واقف ہے، تو ایسے شخص کا امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یٰسین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اگر وہ نابینا شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ سوال میں لکھا گیا ہے تو ان کی امامت بلاشبہ درست اور جائز ہے خود اس شخص کو چاہیے کہ پاکی وناپاکی کا خوب خیال رکھے۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۳/۱۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) شروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء، الإسلام، والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار كالرعاف وألفأ مأة والتمتة واللثغ وفقد شرط كطهارة وستر عورة. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“ ص: ۷۷، ۷۸، مكتبه: عكاظ ديوبند)

(۲) والكراهة في حقهم لما ذكر من النقائص، فلو عدمت بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري، والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والأعمى من البصير زالت الكراهة. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۶، ص:۲۱۱)
كره إمامة ...... الأعمى لأنه لا يتوقى النجاسة ولا يهتدى إلى القبلة بنفسه ولا يقدر على استيعاب الوضوء غالباً الخ. (الزيلعي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة والحدث في الصلاة: ج۱، ص: ۳۴۵) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

چوڑے پائنچے کا پاجامہ پہننے والے کی امامت:

(۱۹) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص لباس کنّا کٹ قمیص، چوڑے پائنچے کا پائجامہ استعمال کرتا ہے، نیز ٹوپی نوک دار چونچ والی استعمال کرتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ظریف احمد، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کی امامت میں جو نماز پڑھی گئی وہ نماز ادا ہوگئی تاہم کسی اچھے دیندار، بزرگانہ لباس، وضع وقطع والے شخص کو امام بنایا جائے تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ نماز جیسا اہم فریضہ پورے حقوق کے ساتھ ادا کیا جاسکے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۴/۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وکرہ إمامة العبد والأعمی لعدم اهتدائه إلی القبلة وصون ثيابه عن الدنس، إن لم يوجد، أفضل منه فلا كراهة. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل في الأحق بالإمامة وترتيب الصفوف“:ص:۱۱۲)

(۱) وعلی هذا فما صار شعارا للعلماء يندب لهم لبسه ليعرفوا بذلك، فيسألوا، وليطاوعوا فيما عنه زجروا، وعلل ذلك ابن عبد السلام بأنه سبب لامتثال أمر الله تعالی والانتهاء عما نهی الله عنه. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۶، ص:۱۴۰)

ذكر ما يستنبط منه من الأحكام فيه: جواز لبس الثوب المعلم وجواز الصلاة فيه .وفيه: أن اشتغال الفكر اليسير في الصلاة غير قادح فيها، وهو مجمع عليه. (علامه عيني، عمدة القاري شرح البخاري، ”كتاب الصلوة“: ج۴، ص:۱۱۳)

وعنه، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم، رواه أحمد، وأبو داود.

(وعنه): أي عن ابن عمر (قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم (من تشبه بقوم): أي من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار. (فهو منهم): أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کا نماز پڑھانے میں جلدی کرنا:

(۲۰) **سوال:** ہمارے امام صاحب بڑی جلدی نماز پڑھاتے ہیں، مقتدیوں کی رکوع وسجود کی تسبیحات پوری نہیں ہو پاتیں، اسی طرح قعدہ اخیرہ میں تشہد ودرود شریف پورا نہیں ہوتا کہ سلام پھیر دیتے ہیں، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی اسعد صاحب، مرادنگر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ایک اہم عبادت ہے، سنن ومستحبات کی رعایت کرتے ہوئے اداء کی جانی چاہئے اور امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے۔ التحیات کے بعد درود شریف ودعاء اسی طرح رکوع وسجود میں کم از کم تین تین مرتبہ تسبیحات مسنون ہیں تمام ہی کی رعایت کرنی چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۷/۱۴۳۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ...... ولما كان الشعار أظهر في التشبه ذكر في هذا الباب. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، "كتاب اللباس، الفصل الأول": ج ۸، ص: ۲۲۲، رقم: ۴۳۴۸)

(۱) وفى المنية: ويكره للإمام أن يعجلهم عن إكمال السنة .ونقل فى الحلية عن عبد الله بن المبارك وإسحاق وإبراهيم والثورى أنه يستحب للإمام أن يسبح خمس تسبيحات ليدرك من خلفه الثلاث.

والحاصل: أن فى تثليث التسبيح فى الركوع والسجود ثلاثة أقوال عندنا، أرجحها من حيث الدليل الوجوب تخريجاً على القواعد المذهبية، فينبغي اعتماده كما اعتمد ابن الهمام ومن تبعه رواية وجوب القومة والجلسة والطمأنينة فيهما كما مر .وأما من حيث الرواية فالأرجح السنية؛ لأنها المصرح بها فى مشاهير الكتب، وصرحوا بأنه يكره أن ينقص عن الثلاث وأن الزيادة مستحبة بعد أن يختم على وتر خمس أو سبع أو تسع ما لم يكن إماماً فلايطول، وقدمنا فى سنن الصلاة عن أصول أبى اليسر أن حكم السنة أن يندب إلى تحصيلها ويلام على تركها مع حصول إثم يسير وهذا يفيد أن كراهة تركها فوق التنزيه وتحت المكروه تحريماً .وبهذا يضعف قول البحر: إن الكراهة هنا للتنزيه؛ لأنه مستحب وإن تبعه الشارح وغيره، فتدبر. ابن عابدين؛ رد المحتار. ج:۱، ص:۴۹۵

ٹیوشن پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

(۲۱) **سوال:** دہلی کی ایک مسجد کے امام صاحب پانچوں وقت کی نماز پڑھاتے ہیں اور اکثر اذان بھی دیتے ہیں صبح چاشت کی نماز کے بعد زوال تک اور ظہر کی نماز کے بعد سے فارغ ہوکر بچوں کو درسِ قرآن دیتے ہیں ان کی تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہانہ ہے۔ عصر مغرب و دیگر اوقات میں ان بچوں کو گھر جاکر ٹیوشن پڑھاتے ہیں جو اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں اس سے دین کی خدمت اور ان کی حفاظت بھی ہوتی ہے کچھ لوگوں کو ان کے باہر جاکر ٹیوشن پڑھانے سے اعتراض ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں براہِ کرم اس بارے میں جواب دیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرب خاں، رودگران، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں امام صاحب پر لازم ہے کہ مسجد کی طرف سے جو ذمہ داری ہے اس کو پورا کریں اس کے ساتھ گھروں پر جاکر ٹیوشن پڑھانے اور اس کی اجرت لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں؛ لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے شرط یہ ہے کوئی غیر شرعی طریقہ نہ ہو، ایسے امام کی اقتداء میں نماز اداء کرنا درست ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲/۴/۱۴۳۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قربانی کے لیے محنتانہ کے نام پر کچھ رقم لینے والے کی امامت:

(۲۲) **سوال:** زید امام ہے اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کراتا ہے، حصہ والے سے کچھ

---

(۱) قال في الهندية، لو جلس المعلم في المسجد والوراق يكتب فان كان المعلم يعلّم للحسبة والوراق يكتب لنفسه فلا بأس به لأنه قوية وإن كان بأجرة يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة": ج ۵، ص: ۳۷۱)

وبعض مشايخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم لأنه ظهر التوانى في الأمور الدينية ففي الامتناع يضيع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ. (ابن عابدين، رد المحتار، "مطلب فی الاستئجار علی الطاعات": ج ۶، ص: ۵۵)

رقم بھی لے لیتا ہے تاکہ یقین ہوجائے کہ ان کی قربانی ہوگئی ان حصہ دار کو کہا جاتا ہے کہ قربانی کے دن سارے اخراجات جوڑ کر بتایا جائے گا چناں چہ قربانی کا جانور لاتے ہیں اور ان کی قیمت، گاڑی کرایہ، جانور کے کھانے کا خرچ وغیرہ اور محنتانہ کے نام پر پچاس روپیہ اور فی حصہ ایک حصہ اتنے کا ہے پس صورت مذکورہ میں محنتانہ کے نام پر لی گئی رقم صحیح ہے یا غلط؟ نیز آج سے دو سال قبل کچھ لوگوں نے امام صاحب کو منع کیا پھر امام صاحب نے قربانی کرانا بند کردیا گزشتہ بات کو لے کر اب بھی کچھ لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کتراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری نماز نہیں ہوگی جو آج سے چند دن قبل تک نماز ادا کر رہے تھے ان کی نماز امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا ظفرالاسلام، جموں

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام صاحب نے قربانی کے جانور کی قیمت، اس سے متعلق اخراجات قربانی کرانے والوں سے لیے اس میں کوئی حرج نہیں تھا، پھر کچھ نمازیوں کے کہنے پر وہ کام بھی بند کردیا یہ اور بھی اچھی بات ہوئی تو بظاہر امام صاحب کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہے اس لیے بشرطِ صحت سوال ان کی امامت درست ہے ان کی اقتدا چھوڑ کر کوئی انتشار پیدا کرنا غلط ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۲/۵/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأما الإجماع فإن الأمة اجمعت على ذلك قبل وجود الأصم حيث يعقدون عقد الإجارة من زمن الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم إلى يومنا هذا من غير نكير فلا يعبأ بخلافه إذ هو خلاف الإجماع. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الإجارة، "فصل في ركن الإجارة ومعناها": ج۴، ص:۱۷۴، المكتبة العلمية، بيروت)

لو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره ذلك تحريما. وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار ج ۲، ص ۲۹۸، زکریا، دیوبند

قرض کے لیے رہن رکھنے والے کی امامت:

(۲۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: قرض لینے کے لیے رہن رکھنا درست ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نور محمد، داؤد نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی شخص کو قرض دیتے وقت کوئی چیز رہن رکھ دی جائے، تو شرعاً درست ہے؛ لیکن سود یا شبہ سود کی صورت نہ ہو۔ شرائط رہن کی پابندی ضروری ہے جو شخص ایسا کرے اس کی امامت شرعاً درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۴/۶/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خلاف سنت عمل کرنے والے کی امامت:

(۲۴)**سوال:** ہمارے یہاں ایک امام صاحب خود کو قاسمی کہتے ہیں، فجر کی نماز کے بعد دعاء جہری کرتے ہیں اور دعا میں فاتحہ پڑھتے ہیں، جمعہ کا خطبہ اردو میں دیتے ہیں اور کافی طویل خطبہ دیتے ہیں اور نکاح کی مجلس میں خطبہ نکاح کے بعد ایجاب وقبول سے پہلے دولہا کو استغفار پڑھاتے ہیں اور معروف دعا ''اللهم ألف بينهما الخ'' پڑھ کر آخر میں فاتحہ پڑھتے ہیں، نماز جنازہ کے بعد دعا اور فاتحہ پڑھتے ہیں، گیارہویں اور بارھویں میں شریک ہوکر طعام تناول فرماتے ہیں ان کی امامت شرعاً کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسحاق، گنڈل پیٹ

---

(۱)الوديعة أمانة في يد المودع إذا هلكت لم يضمنها، لقوله عليه السلام: ليس على المستعير غير المغل ضمان ولا على المستودع غير المغل ضمان ولأن بالناس حاجة إلى الاستيداع فلو ضمناه يمتنع الناس عن قبول الودائع فيتعطل مصالحهم. (المرغيناني، الهداية، ''كتاب الوديعة'': ج ۳، ص: ۲۷۳، دار الکتاب دیوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: بعد نماز فجر دعاء دائماً بالجہر خلاف سنت نبوی ہے، خطبہ جمعہ عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھنا مکروہ ہے اور خطبہ کو اتنا لمبا کرنا جس سے لوگوں کو پریشانی ہو اور لوگوں کی ناراضگی کا سبب بنے تو اس میں دینی حرج ہے؛ اس لیے شرعاً درست نہیں ہے اور اگر مقتدی اس پر راضی ہوں، تو طویل خطبہ میں کوئی حرج نہیں اور خطبہ نکاح کا مذکورہ طریقہ بھی خلاف سنت ماثورہ ہے۔ نماز جنازہ کے بعد دعا اور فاتحہ منقول نہیں ہے اور گیارہویں، بارھویں میں شریک ہونا اس لیے جائز نہیں کہ اس کا ثبوت نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نہ صحابہ کرامؓ سے ہے نیز یہ بہت سے مفاسد کا ذریعہ ہے؛ لہٰذا مذکورہ امام کے اگر ایسے حالات ہوں تو وہ مشعل راہ نہیں ہیں امام کو چاہئے کہ شریعت کا پابند رہے حتی کہ تہمت کی جگہوں اور افعال سے بھی پرہیز کرے اور یہ شخص اگر اس طریقہ کو نہ چھوڑے تو امام بدل دیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

گنجے کی امامت:

(۲۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: گنجے کی امامت کیسی ہے جب کہ سر پر بالکل بال نہیں ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید احمد، مدراس

الجواب وباللہ التوفیق: اگر گنجے کے سر میں زخم وغیرہ نہیں جس سے خون بہتا ہو تو

---

(۱) وكره إمامة المبتدع، بارتكابه ما أخذت على خلاف الحق الملتقي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم وعمل أو مال بنوع شبهة أو استحسان، وروى محمد عن أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ أن الصلاة خلف أهل الأهواء لاتجوز والصحيح أنها تصح مع الكراهة خلف من لاتكفره بدعته. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة، فصل في بيان الأحق بالإمامة": ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

امامت اس کی بلاکراہت درست ہے کوئی وجہ عدم جواز یا کراہت کی نہیں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۶/۱۰/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ممتاز عالم کا تہمت لگنے کے باوجود امامت کرنا:

(۲۶) **سوال:** ایک مستند عالم دین عرصہ دراز سے جامع مسجد میں امامت کرا رہے تھے لوگوں نے ان پر تہمت لگا کر جو بالکل بے بنیاد تھی مسجد کی امامت سے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا، مگر متولی صاحب نے پھر ان کو امام مقرر کر لیا اور پچانوے فیصد مقتدیوں نے ان کی امامت پر لبیک کہا مگر اب بھی مخالفین باز نہیں آتے۔ ان کو امامت پر رہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: کل ائمہ مساجد، شہر: ہندوپور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام کے پیچھے شرعاً نماز جائز ودرست ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۵/۷/۱۴۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام، والبلوغ والعقل، والذكورة والقراء ة والسلامة من الأعذار، كالرعاف والفأفأة والتمتمة والثلثغ وفقد شرط كطهارة وستر عورة. (الشرنبلالي، نورالایضاح، ’’کتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ص:۷۷-۷۸، مکتبہ عکاظ دیوبند)

(۲) وإن قدموا غير الأولىٰ فقد أساؤا ولكن لا يأثمون وفيه لوأمّ قوماً وهم له كارهون فهو على ثلاثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره: وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ص:۳۰۱، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره، وإن هو أحق لا، والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲، ص:۲۹۷)

فسق سے توبہ کرنے والے کی امامت:

(۲۸) **سوال:** ہماری مسجد میں ایک نوجوان، بالغ تراویح سنا رہا ہے، کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پینٹ پہنتا ہے، موبائل دیکھتا ہے اور ڈاڑھی کٹواتا ہے، اس پر حافظ صاحب نے تائب ہوکر آئندہ اِن باتوں سے گریز کی یقین دہانی کرائی، تو کیا ایسے شخص کی تراویح میں امامت درست ہوگی؟

فقط والسلام

المستفتی: عزیز الرحمٰن، کھتولی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال شخص بلاشبہ فاسق ہے جس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[1] لیکن اگر کوئی شخص فاسق وگناہگار ہو سچی توبہ کرے اور اپنی توبہ کا اعلان کرے تو اس کو اللہ رب العزت معاف کردیتے ہیں حدیث شریف میں ہے۔ ''**التائب من الذنب کمن لا ذنب له**''[2] جس شخص نے توبہ کرلی وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو؛ اس لیے مذکورہ فی السوال حافظ کی اقتداء میں تراویح یا دیگر نماز پڑھنا بلاشبہ درست ہے اس کی اقتداء میں جو لوگ تراویح پڑھ رہے ہیں شرعاً ان کا یہ فعل بلاشبہ درست ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۹/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زنا کا الزام لگے شخص کی امامت:

(۲۹) **سوال:** ہمارے یہاں ایک دینی مدرسہ ہے اس میں اردو ہندی بھی پڑھائی جاتی ہے

(۱) إمامة الفاسق مکروهة تحریماً. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بیان من یصلح إمامًا لغیره'': ج۱، ص:۱۴۴)

(۲) أخرجه ابن ماجه في سننه، ''کتاب الزهد، باب ذکر التوبة'': ص:۳۰۳، رقم:۴۲۵۰.

(۳) ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورة النساء:۱۱۰)

اس میں ماسٹرنی کام کرتی تھیں، ایک سال تک کام کرتی رہیں، مدرسہ کے متولی نے محلّہ والوں سے مشورہ کر کے اس کو ہٹادیا، محلّہ کے کچھ لوگ اس کے ساتھ لگ گئے اور متولی پر الزام تراشی کی کہ متولی نے رات اس کو اپنے گھر بلایا تھا مگر وہ نہیں گئی، متولی امام مسجد بھی ہے اس پر کچھ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور عورت کو اس الزام پر قسم کھانے کے لیے بھی تیار کرلیا جب کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں کیوں کہ مہتمم صاحب نے اس کو تنخواہ دینے کے لیے بلایا تھا، مہتمم صاحب خود بال بچوں دار آدمی ہیں یہ الزام کیسے درست ہوسکتا یہ الزام لگانے والے گناہ گار ہوں گے یا نہیں؟ اور امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد آفتاب خلیل احمد، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال جرم کی اگر شرعی شہادت نہیں ہے، تو جرم ثابت نہیں ہوتا، نیز جب تک جرم ثابت نہ ہو، اس کو زبانوں پر لانا اور الزام تراشی کرنا شرعاً گناہ کبیرہ ہے۔[۱] جن لوگوں نے الزام لگایا وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں تاہم اس امام کو بھی انتہائی احتیاط لازم ہے جرم ثابت ہونے سے قبل اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱۲/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَاتَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (سورۃ النور:۴)

لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیه بالکفر إلا إذا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك. (مشکوۃ المصابیح، ص:۴۱۱)

(۲) ﴿وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْۚ﴾ (سورۃ النساء:۱۵)

﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَۚ فَاِذْلَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (سورہ النور:۱۳)

وفیه لو أم قوماً وهم له کارهون، فهو من ثلاثة أوجه:إن کانت الکراهة لفساد فیه،أو کانوا أحق بالإمامة منه، یکره،وإن کان هو أحق بها منهم ولا فساد فیه ومع هذا یکرهونه لا یکره له التقدم. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإیضاح، "کتاب الصلوة، فصل في الأحق بالإمامة وترتیب الصفوف"،ص:۱۱۲)

جس امام کی لوگ مخالفت کرتے ہوں اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

(۳۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: محلّہ کی مسجد میں امام صاحب امامت کرتے ہیں جس میں ایک دو آدمی خلاف بھی ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو ان کا امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا ابوالکلام، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لوگ اگر امام سے بغیر وجہ شرعی کے ناراض ہوں، تو شرعاً امامت بلا کراہت درست ہے اور اگر کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں، تو وہ وجہ تحریر کی جائے اس کے بعد جواب تحریر کیا جا سکتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۷/۱/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تعویذ کرنے والے کی امامت:

(۳۱) **سوال:** مسجد کے امام صاحب لوگوں کو تعویذ دیتے ہیں اور اس پر پیسے بھی لیتے ہیں تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ یا امام صاحب سرکاری کوئی چیز بنا کسی کے پوچھے سڑک کے کنارے سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، مثلاً کھڑنجے کی اینٹ وغیرہ۔

فقط: والسلام
المستفتی: فرید احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنی آیات وادعیہ ماثورہ اور احادیث میں مذکورہ

(۱) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أولأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريما لحديث أبي داؤد، لايقبل صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون وإن هو أحق لاوالكراهة عليهم. (الحصكفي، الدر المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۷)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دعاؤں پر مشتمل تعویذ دینا اور اس پر مناسب اجرت لینا جائز ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، امام صاحب کا سرکاری اینٹ یا دیگر سامان کا بغیر اجازت اٹھانا فعل قبیح ہے جس کا ترک کرنا لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۶/۱۴۱۷ھ)

سید احمد علی سعید

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غیر شادی شدہ کی امامت کا حکم:

(۳۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

جو امام شادی شدہ نہ ہوں ان کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں ایک صاحب نے کہا کہ ان کے پیچھے نماز جائز نہیں، جب کہ ہم نے انہیں یہ مسئلہ بتایا جو مسائل امامت میں ہے کہ غیر شادی شدہ امام کی امامت جائز ہے اور ایک آدمی نے یہ بھی بتایا کہ اس شخص کو اذان پڑھنے کا حکم بھی نہیں ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور امامت تو بالکل ناجائز ہے تو ہمیں اس بات کا مفصل جواب مرحمت فرمائیں کہ ان کے پیچھے پنج وقتہ نماز جمعہ وعیدین درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: صرف شادی نہ ہونا امامت واذان کے ناجائز ہونے کا سبب نہیں ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی دوسری بات کراہت کی اس میں نہیں ہے تو ایسے شخص کا امام بنانا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......رجل أم قوماً وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أولأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لايكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۴).

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله. (أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب الطب: باب الشرط في الرقية بقطع من الغنم": ج۲،ص:۸۵۴، رقم:۳۱۱۳)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اين علمتم أنها رقية؟ أحسنتم، اقتسموا واضربو لي معكم بسهم، سليمان بن الأشعث السجستاني. (أخرجه أبو داؤد في سننه، "كتاب الطب، كيف الرقی": ج۲،ص:۵۴۴، رقم:۳۹۰۰)

اور اذان دینا بلا شبہ جائز ہے، جن لوگوں نے ناجائز بتایا وہ غلطی پر ہیں اور جہالت کا شکار ہیں۔ (۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۸/۳/۱۴۱۵ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

محلّہ کے حافظ کو امام بنانا:

(۳۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: مسجد کے امام صاحب جماعت میں گئے ہیں، محلّہ کے ایک حافظ صاحب ہیں لوگ ان کو امام بنا دیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: معصوم علی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محلّہ کے امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے۔ موقع

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، (الحصكفي، الدر المختار، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲،ص:۲۹۴)

قوله بأحكام الصلاة فقط أي وإن كان غير متبحّر في بقية العلوم، وهو أولى من المتبحر، كذا في زاد الفقير عن شرح الإرشاد. (قوله ثم الأحسن زوجة) لأنه غالبا يكون أحب لها وأعف لعدم تعلقه بغيرها. (أيضًا)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراء ة ثم الأورع. (الحصكفي، الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲،ص:۲۹۴)

وأولى الناس بالإمامة أعلمهم بالسنة...... ثم الأورع...... ثم الأحسن خلقًا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة‘‘: ج۱،ص:۶۰۹)

والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا (مجمع الأنهر) الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲،ص:۲۹۴)

وأما شروط الإمامة فقد عدها في نور الإيضاح على حدة، فقال: وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراء ة والسلامة من الأعذار كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط كطهارة وستر عورة. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرىٰ‘‘: ج۲،ص:۲۷۶)

ومصلحت کے اعتبار سے اہل محلہ باہمی مشورے سے انہیں کوامام بنائیں رکھیں یا کسی اور کوامام بنائیں دونوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۷/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا قیدی امامت کرسکتا ہے؟

(۳۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا کوئی قیدی دوسرے قیدیوں کی امامت کرسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایوب، گڑگاؤں

الجواب وباللہ التوفیق: اگر لائق امامت ہوتو اس کی امامت درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۶/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراء ة ثم الأورع. (الحصكفي، الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)
وأولى الناس بالإمامة أعلمهم بالسنة......ثم الأورع......ثم الأحسن خلقًا. (ابن نجيم،البحر الرائق،"كتاب الصلوة، باب الإمامة":ج۱،ص:۶۰۹)
والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا (مجمع الأنهر) الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)
(قوله بأحكام الصلاة فقط) أي وإن كان غير متبحر في بقية العلوم، وهو أولى من المتبحر، كذا في زاد الفقير عن شرح الإرشاد. (قوله ثم الأحسن زوجة) لأنه غالبًا يكون أحب لها وأعف لعدم تعلقه بغيرها. (ابن عابدين، رد المحتار) (أيضًا:)
(۲) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تنہا رہنے والے کی امامت:

(۳۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک ایسا شخص جو جوان ہو، صحتمند ہو، لیکن تنہا رہتا ہو کیا اس کا امامت کرنا صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالغفار، مدھیہ پردیش

الجواب وباللہ التوفیق: امامت کے لائق وہ شخص ہے جو دین دار، نیک، صالح متبع شریعت ہو، اس کا کردار صحیح ہو، اس کی شادی اگر نہ ہوئی ہو یا شادی ہونے کے باوجود وہ کافی دنوں تک تنہا رہتا ہو تو اس کی امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بس شرط یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا کردار خراب نہ ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۷/۷/۱۴۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

لڑکی کی شادی نہ کرنے والے کی امامت کا حکم:

(۳۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ص: ۷۸،۷۷، مکتبہ عطاظ دیوبند)

أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلوة مع أداء الأركان، وهما موجودان من غير نقص في الشرائط والأركان، ومن السنة حديث صلو خلف كل برو فاجر. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج ۱، ص: ۶۱۰، زکریا دیوبند)

(۱) أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلوٰة مع أداء الأركان وهما موجودان من غير نقص في الشرائط والأركان ومن السنة حديث صلوا خلف كل بر وفاجر. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج ۱، ص: ۶۱۰، زکریا دیوبند)

وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار، (الشرنبلالي، نور الإيضاح، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ص: ۷۸-۷۷، مکتبہ عکاظ دیوبند)

جس شخص کی لڑکی کی عمر پچیس سال ہوگئی ہو اور وہ شادی نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: غلام رسول، سہرسہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لڑکی کی شادی کرنا موقع اور کفو کے مل جانے پر ضروری ہے اگر مناسب رشتہ مل جائے تو دیر نہ کرنی چاہئے حدیث شریف میں اس کی بہت زیادہ تاکید فرمائی گئی ہے۔ کہ لڑکا و لڑکی کے بالغ ہو جانے کے بعد نکاح میں جلدی کرنی چاہئے تاہم امامت اس کی درست ہے۔[۱]

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خطب إليكم ممن ترضون دينه وخلقه فزوجوه إلا تفعلوه تكن فتنة في الأرض وفساد عريض"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۱۰/۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ولد الزنا کی اولاد کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(۳۷) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص کی پیدائش ناجائز تھی مگر اس کی شادی قرآن وحدیث کے مطابق ہوگئی اس سے جو اولاد پیدا

---

(۱) قوله وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولدالزنا، بيان للشيئين الصحة والكراهة، أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلوٰة مع أداء الأركان وهما موجودان من غير نقص في الشرائط والأركان، ومن السنة حديث صلوا خلف كل بر وفاجر. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلوة، باب الإمامة": ج ۱، ص: ۶۱۰، زکریا دیوبند)

(۲) أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب النكاح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في من ترضون دينه فزوجوه": ج ۱، ص: ۲۰۷، رقم: ۱۰۸۴؛ نعیمیہ دیوبند)

ہوگی تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احتشام الحق قاسمی، بستی

الجواب وباللہ التوفیق: اس کی اولاد اگر عالم اور صالح ہو تو ان کی امامت درست ہوگی؛ بلکہ افضل ہوگی اور خود اس شخص کی امامت بھی درست ہے جب کہ وہ خود بھی صالح اور عالم ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۱۱/۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سرکاری ملازم جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳۸) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: سرکاری ملازم نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اقبال احمد، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: سرکاری ملازم نیک ہو۔ نمازی ہو نماز پڑھانی جانتا ہے تو بلاشبہ اس کی امامت درست ہے اس کے پیچھے نماز جمعہ درست وصحیح ہو جائے گی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۱/۴/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وكره إمامة العبد والأعمى وولد الزنا الذي لاعلم عنده ولا تقوى فلذا قيده مع ماقبله بقوله الجاهل، إن لو كان عالماً تقياً لاتكره وولد الزنا من ولد الرشد، قوله، وولدالزنا لأنه ليس له أب يعلمه فيغلب عليه الجهل فلو كان عنده علم لا كراهة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة:فصل في بيان الاحق بالإمامة''،ص:۳۰۲، شیخ الہند دیوبند)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سرکاری تنخواہ پانے والے کی امامت:

(۳۹) **سوال**: ایک شخص سرکاری اسکول کا ٹیچر ہے وہ خارجی اوقات میں محلّہ کے بچوں کو پڑھاتا بھی ہے اور ایک مسجد میں نماز بھی پڑھاتا ہے، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ سرکاری تنخواہ پانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سرکاری تنخواہ پانے والے کی امامت درست نہیں ہے؟ کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ ’’بینوا وتوجروا‘‘۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ہاشم، دلشاد نگر، بھوپال

الجواب وبالله التوفيق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری نماز درجہ مقبولیت کو پہونچے تو تم میں جو بہتر اور نیک ہو وہ تمہاری امامت کرے وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان قاصد ہے۔

’’إن سركم أن تقبل صلوتكم فليؤ مكم خيار كم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، رواه الطبراني وفي رواية الحاكم فليؤ مكم خيار كم وسكت عنه‘‘(۱)

دوسری حدیث میں ہے کہ: تم میں جو سب سے بہتر ہو اس کو امام بناؤ کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ایلچی ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب نورالایضاح میں ہے:

’’فالأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقاً ثم الأحسن وجها ثم للأشرف نسباًثم الأحسن صوتا ثم الأنظف ثوباً‘‘(۲)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وولد الزنا إذا كان أفضل القوم فلا كراهة إذا لم يكونا محتقرين بين الناس لعدم العلة للكراهة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج۱، ص: ۶۱۰، زکریا دیوبند)

(۲) الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق هذا إذا علم من القراء ة قدر ماتقوم به سنة القراءة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة‘‘: ج۱، ص: ۱۴۱)

(۱) أخرجه الحاكم، في المستدرك على الصحيحين: ج ۳، ص: ۲۲۲، رقم: ۷۷۷.

(۲) الشرنبلالي، نور الايضاح، ’’كتاب الصلوة، باب الإمامة‘‘: ص: ۸۳، ۸۴.

الحاصل: امامت کا زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو دین کے امور کا زیادہ جاننے والا ہو اگر سرکاری ٹیچر دین کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور ان سے کوئی بہتر نہ ہو تو ان کی امامت اور ان کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز درست ہے، نیز امام صاحب ٹیچر کی ذمہ داریاں پوری کر کے تنخواہ لے رہے ہیں اس لیے ان کے لیے تنخواہ لینا جائز ہے اور ان کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز بلا کراہت درست ہے۔

’’قال الفقيه أبو الليث رحمه الله تعالى: اختلف الناس في أخذ الجائزة من السلطان، قال بعضهم: يجوز ما لم يعلم أنه يعطيه من حرام، قال محمد رحمه الله تعالىٰ: وبه نأخذ ما لم نعرف شيئا حراما بعينه، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وأصحابه كذا في الظهيرية‘‘(۱)

’’وفي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ أن الشيخ أبا القاسم الحكيم كان يأخذ جائزة السلطان وكان يستقرض لجميع حوائجه وما يأخذ من الجائزة يقضي بها ديونه‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۱۲/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

غیر محرم عورتوں کو جھاڑ پھونک کرنے والے کی امامت:

(۴۰) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! سلام مسنون: مسئلہ پوچھنا ہے کہ ہمارے امام صاحب امامت کے علاوہ تعویذ گنڈے اور جھاڑ پھونک کے کام کرتے ہیں، ان کے پاس علاج کے لیے غیر محرم عورتیں بھی آتی ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ ایسے اماموں کے بارے میں شریعت

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الكراهية، الثاني عشر في الهدايا والضيافات‘‘: ج۵، ص: ۳۴۲.

(۲) أيضاً.

کیا حکم دیتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احسان اللہ، کٹک، اڈیسہ

الجواب وباللہ التوفیق: واضح رہے کہ ایسے تعویذ اور عملیات جو آیاتِ قرآنیہ اور ادعیہ ماثورہ یا کلماتِ صحیحہ پر مشتمل ہوں ان کو لکھنا، استعمال کرنا اور ان سے علاج کرنا شرعاً درست ہے، سوال میں مذکور امام اگر جائز تعویذات کا کام کرتے ہیں اور غیر محرم عورتوں سے پردہ بھی کرتے ہیں اور دیگر اوصافِ امامت سے متصف ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور اگر ناجائز تعویذات جن میں کلماتِ شرکیہ یا کلماتِ مجہولہ یا نامعلوم قسم کے منتر لکھے جاتے ہیں اور امام صاحب غیر محرم عورتوں سے پردہ نہیں کرتے تو ایسے امام کی امامت میں نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے امام صاحب کو چاہیے کہ متہم ہونے سے بچیں اور اپنے کردار پر خاص توجہ دیں اس لیے کہ امامت کا منصب بہت ہی مقدس اور بابرکت ہے جو تقویٰ طہارت اور اعلیٰ اخلاقی رویہ کا تقاضا کرتا ہے وہ عامۃ الناس کے لیے نمونہ اور قائد کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے امام صاحب کو ان سب چیزوں سے بچنا چاہئے جو عوام میں بحث کا موضوع بنتا ہو، تاہم ان کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز درست ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

”عن عوف بن مالك الأشجعي، قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا: يا رسول الله كيف ترى في ذلك؟ فقال: اعرضوا على رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك“[1]

”عن أبي سعيد الخدري أن رهطاً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم انطلقوا في سفر سافروها، فنزلوا بحي من أحياء العرب، فقال بعضهم: إن سيدنا لدغ، فهل عند أحد منكم شيء ينفع صاحبنا؟ فقال رجل من القوم: نعم، والله إني لأرقي، ولكن استضفناكم، فأبيتم أن تضيفونا، ما أنا براق حتى تجعلولي جعلاً، فجعلوا له قطيعاً من الشاء، فأتاه، فقرأ عليه أم الكتاب ويتفل حتى برأ كأنما نشط

(۱) أخرجه مسلم في صحيحه، ”كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنمط“: ج۱، ص:۲۲۴، رقم: ۲۲۰۰.

من عقال، قال: فأوفاهم جعلهم الذي صالحوهم عليه، فقالوا: اقتسموا، فقال الذي رقى: لاتفعلوا حتى نأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فنستأمره، فغدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا له، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أين علمتم أنها رقية؟ أحسنتم، اقتسموا واضربوا لي معكم بسهم"(۱)

"قال العيني: كأنه أراد المبالغة في تصويبه إياهم. فيه جواز الرقية، وبه قالت الأئمة الأربعة، وفيه جواز أخذ الأجرة. قال محمد في الموطأ: لابأس بالرقى بما كان في القرآن وبما كان من ذكر الله تعالى، فأما ماكان لايعرف من الكلام فلاينبغي أن يرقى به، انتهى. وأما ما كان من الآيات القرآنية، والأسماء والصفات الربانية، والدعوات المأثورة النبوية، فلا بأس، بل يستحب سواء كان تعويذاً أو رقيةً أو نشرةً، وأما على لغة العبرانية ونحوها، فيمتنع؛ لاحتمال الشرك فيها"(۲)

"رجل أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة، لا يكره"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کی حالت میں کپڑے سے کھیلنے والے کی امامت:

(۴۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہمارے امام صاحب رکوع اور سجدے سے کھڑے ہونے کے بعد اپنے کپڑے یعنی دامن

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الطب: باب كيف الرقى": ج ۲، ص: ۵۴۴، رقم: ۳۹۰۰.
(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الطب والرقى، الفصل الثانى": ج ۷، ص: ۲۸۸۰، رقم: ۴۵۵۳.
(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس، في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج ۱، ص: ۱۴۴، زكريا ديوبند.

وغیرہ کو اکثر نماز کی حالت میں صحیح کرتے رہتے ہیں، نماز کی حالت میں دامن کو بار بار سیدھا کرنے یا کپڑے سے کھیلنے کی وجہ سے ہماری نماز میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی؟ نیز عمل کثیر کس کو کہتے ہیں؟ از روئے شریعت مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سیف اللہ، کوٹہ، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز کی حالت میں امام صاحب کا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر کسی عذر اور ضرورت کی وجہ سے کپڑے درست کرنا پڑے تو اس صورت میں مکروہ نہیں ہے؛ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔

"**كل عمل هو مفيد لا بأس به للمصلي**" کہ ہر وہ عمل جو مفید ہو اس کے کرنے میں نمازی کے لیے کوئی حرج نہیں ہے اور جو مفید نہ ہو وہ کام کرنا مکروہ ہے "**وما ليس بمفيد يكره**"(۱)

اور اگر کپڑے سیدھے کرتے کرتے عملِ کثیر پایا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اس نماز کا اعادہ واجب ہوگا سجدۂ سہو سے بھی فساد کی تلافی نہ ہوگی۔

نیز عملِ کثیر یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ دور سے دیکھنے والے کو یقین ہو جائے کہ یہ کام کرنے والا نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا جو کام عام طور پر دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے، مثلاً عمامہ باندھنا ازار بند باندھنا وغیرہ، یہ تمام کام عملِ کثیر شمار ہوتے ہیں ایسے ہی تین حرکاتِ متوالیہ یعنی تین بار "**سبحان ربي الأعلى**" کہنے کی مقدار وقت میں تین دفعہ ہاتھ کو حرکت دی تو یہ عملِ کثیر ہے ورنہ قلیل ہے اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

"(قوله: أي رفعه) أي سواء كان من بين يديه أو من خلفه عند الانحطاط للسجود، بحر. وحرر الخير الرملي ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية. بين يديه أو من خلفه عند الانحطاط للسجود، بحر. وحرر الخير الرملي ما يفيد أن الكراهة

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره": ج۱،ص:۱۶۴۔

فيه تحريمية"[۱]

"(و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة أصحها (ما لايشك) بسببه (الناظر) من بعيد (في فاعله أنه ليس فيها) وإن شك أنه فيها أم لا فقليل، (قوله: ليس من أعمالها) احتراز عما لو زاد ركوعًا أو سجودًا مثلًا فإنه عمل كثير غير مفسد؛ لكونه منها غير أنه يرفض؛ لأن هذا سبيل ما دون الركعة ط قلت: والظاهر الاستغناء عن هذا القيد على تعريف العمل الكثير بما ذكره المصنف، تأمل. (قوله: ولا لإصلاحها) خرج به الوضوء والمشي لسبق الحدث فإنهما لايفسدانها ط. قلت: وينبغي أن يزاد ولا فعل لعذر احترازًا عن قتل الحية أو العقرب بعمل كثير على أحد القولين كما يأتي، إلا أن يقال: إنه لإصلاحها؛ لأن تركه قد يؤدي إلى إفسادها، تأمل (قوله: وفيه أقوال خمسة أصحها ما لايشك إلخ) صحّحه في البدائع، وتابعه الزيلعي والولوالجي، وفي المحيط: أنه الأحسن، وقال الصدر الشهيد: إنه الصواب. وفي الخانية والخلاصة: إنه اختيار العامة، وقال في المحيط وغيره: رواه الثلجي عن أصحابنا، حلية. القول الثاني: إن ما يعمل عادةً باليدين كثير وإن عمل بواحدة كالتعميم وشدّ السراويل وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بهما كحلّ السراويل ولبس القلنسوة ونزعها إلا إذا تكرر ثلاثًا متواليةً، وضعّفه في البحر بأنه قاصر عن إفادة ما لايعمل باليد كالمضغ والتقبيل. الثالث: الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل. الرابع: ما يكون مقصودًا للفاعل بأن يفرد له مجلسًا على حدة. قال في التتارخانية: وهذا القائل: يستدل بامرأة صلت فلمسها زوجها أو قبلها بشهوة أو مص صبي ثديها وخرج اللبن: تفسد صلاتها، الخامس: التفويض إلى رأى المصلي، فإن استكثره فكثير وإلا فقليل"[۲]

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: في الكراهة التحريمية والتنزيهية": ج۲، ص:۴۰۶.

(۲) أيضًا: مطلب في التشبه بأهل الكتاب": ج۲، ص:۳۸۴، ۳۸۵.

"يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود كذا في معراج الدراية"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

صفائی کرنے والے مؤذن کی امامت کا حکم:

(۴۲) **سوال:** مسجد کا مؤذن صفائی کا کام کرتا ہے اگر اس کو امام بنادیا جائے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: رضی الحسن قاسمی، مدنا پور

الجواب وبا لله التوفيق: مؤذن صاحب کے نماز پڑھا دینے میں کوئی حرج نہیں بلا کراہت امامت درست ہے، مسجد کی صفائی کرنے سے اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا اصل بات یہ ہے کہ وہ امامت کے لائق ہو اور قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۱/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره": ج۱، ص:۱۶۴.

(۲) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض ثم الأحسن تلاوة وتجويدًا للقرأة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن. (الحصكفي، الدر المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۴)

والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا مجمع الأنهر. (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل: سنة (ثم الأحسن تلاوة)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

لاپرواہ امام کی امامت کا حکم:

(۴۳)**سوال:** ہمارے امام صاحب وقت کے پابند نہیں ہیں اور تجارت کرتے وقت ان کی نظر غیر محرم عورتوں پر پڑتی رہتی ہے اور مقتدی حضرات ان سے بہت خفا رہتے ہیں، ایسے امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، ہرہ، میرٹھ

الجواب وبا للہ التوفیق: امام صاحب پر وقت کی پابندی لازم ہے، تجارت میں بھی اپنی نظر کی حفاظت لازم ہے، اس کا خیال رکھا جائے۔ مقتدیوں کے ناراض ہونے کی وجہ سوال میں ذکر نہیں کی گئی ہے کمی امام کی ہو یا مقتدیوں کی تاہم دونوں کو اتحاد واتفاق سے رہنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۱۱/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وتجويدًا (للقراءة، ثم الأورع) أي: الأكثر اتقاء للشبهات. (أيضًا).

شروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار. (أيضاً)

(۱) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الرباء ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمردينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (أيضًا، ج۱،ص:۲۹۹)

تجوز إمامة الأعربي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة إلا أنها تكره في المتون. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره": ج۱،ص:۱۴۳)

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۱) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کو وقت کا پابند ہونا چاہئے:

(۴۴) **سوال:** ہمارے یہاں مقتدی حضرات پہلے آجاتے ہیں اور امام صاحب تاخیر سے آتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الرشید خلق شاہ والا

الجواب وبا للہ التوفیق: مقتدیوں کی رعایت میں وقت کی پابندی کرنی چاہئے؛ لیکن اگر اتفاقاً کچھ معمولی تاخیر ہو جائے تو مقتدیوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۷/۳/۱۴۲۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

بیڑی سگریٹ گٹکا کھانے والے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

(۴۵) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب بیڑی سگریٹ وغیرہ کھاتے ہیں اور مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کامل بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر بیڑی سگریٹ پینے کے فوراً بعد

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الرد: قوله نال فضل الجماعة الخ، أن الصلوة خلفهما أولى من الإنفراد. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد": ج۲،ص:۳۰۱)

(۱) فالحاصل أن التأخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، مطلب إطالة الركوع للجائي" ج۲،ص:۱۹۹.

وقال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إنكم لم تزالوا في صلاة ما انتظرتم الصلاة. (أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب وقت العشاء وتأخيرها": ج۱،ص:۲۲۹،رقم:۸۴۷)

نماز پڑھاتے ہیں تو نماز میں کراہت آئے گی۔ [۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۷/۷/۱۴۲۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

موچی کی امامت کا حکم:

(۴۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: موچی کی امامت کیسی ہے؟ غیر موچی کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

ایک مسجد میں امام متعین ہے پانچ وقت باجماعت نماز ہوتی ہے، اس مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا کیسا ہے عند الاحناف اور بہار شریعت میں مفتی احمد یار خان نے لکھا ہے کہ محراب سے ہٹ کر جائز ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شوکت علی رشیدی، جموں کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ موچی ہے اور نماز پڑھانی جانتا ہے اور قرآن پاک

---

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه، قال: أول مرة الثوم، ثم قال: الثوم والبصل والكراث فلا يقربنا في مساجدنا. (أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب الأطعمة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: باب ماجاء في كراهة أكل الثوم والبصلة النسخة الهندية": ج۲،ص:۳،رقم:۱۸۰۴)

ويكره لمن أراد حضور الجماعة ويلحق به كل ماله رائحة كريهة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الأطعمة": ج۸،ص:۱۰۷،رقم:۴۱۹۶)

قال العلماء: ويلحق بالثوم كل ماله رائحة كريهة من المأكولات وغيرها. (الطيبي، شرح الطيبي، "كتاب الصلوة: باب المساجد": ج۲،ص:۲۳۳،رقم:۷۰۷)

تفسير السراج المنير ج۱،ص:۴۱.

وأما الفاسق في الشرع فهو الخارج عن أمر الله بارتكاب كبيرة أو إصرار على صغيرة ولم تغلب طاعاته على معاصيه ولايخرجه ذلك عن الإيمان، إلا إذا اعتقد حل المعصية سواء أكانت كبيرة أم صغيرة. (مفردات القرآن للراغب، ج۱،ص:۶۳۶)

صحیح پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے سب کی نماز درست ہوگی۔ (۱)

مسجد محلّہ جس میں کہ امام مقرر ہو محلّہ کے اکثر نمازی اسی میں نماز پڑھتے ہوں تو مفتی بہ قول کی رو سے جماعت ثانیہ اس میں مکروہ ہوگی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۱۰/۱۴۰۷ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

لون لینے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۴۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) اگر کسی امام نے ضرورت کی وجہ سے لون لیا اور اسے بچوں کی ضروریات میں خرچ کیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) حضرت مولانا زکریا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کسی امام سے مقتدی ناراض ہوں یا اس کے مخالف ہوں تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کسی امام نے اپنی مرضی کے خلاف گھر میں فوٹو لگے دیکھے مگر بچوں کا شوق سمجھ کر انکار

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. وحفظه قدر فرض ثم الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن، الخ. (الحصكفي، الدر المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)

والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا. مجمع الأنهر. الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل: سنة ثم الأحسن تلاوة وتجويدًا للقراء ة، ثم الأروع أي: الأكثر اتقاء للشبهات. (ابن عابدين، رد المحتار) (أيضًا:)

(۲) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لافي مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن، قوله: ويكره أي تحريمًا؛ لقول الكافي: لايجوز، والمجمع: لايباح، وشرح الجامع الصغير: إنه بدعة، كما في رسالة السندي، (قوله: بأذان وإقامة الخ).... والمراد بمسجد المحلة ماله إمام وجماعة معلومون، كما في الدرر وغيرها. قال في المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعًا. اھ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": (أيضًا: ص:۲۸۸)

نہیں کیا تو ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم محمد عاقل، سہارنپور

الجواب وبا للہ التوفیق: (۱) شدید ضرورت میں لون لینے کی گنجائش ہے مذکورہ امام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، اگر شدید مجبوری نہ ہو تو امامت مکروہ ہے۔(۱)

(۲) مقتدیوں کی ناراضگی اگر شرعی وجہ سے ہو مثلاً امام احکام شرعیہ کے خلاف کرتا ہو اور ایسا کرنا شرعاً ثابت بھی ہو تو اس صورت میں فتویٰ یہی ہوگا کہ اس امام کو معزول کردیا جائے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے؛ بلکہ ناراضگی کسی ذاتی وجہ کی بنا پر ہو تو امام کی امامت پر وہ ناراضگی بالکل اثر انداز نہیں ہوگی اور امامت اس کی بلا شبہ جائز و درست ہوگی۔(۲)

(۳) امام پر ضروری ہے کہ وہ فوٹو ہٹادے اگر قدرت کے باوجود وہ نہیں ہٹائے گا تو نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی لیکن بکراہت ہوگی۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۸/۱۰/۱۴۰۷ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

چوغہ پہن کر جمعہ پڑھانا کیسا ہے؟

(۴۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) وفي القنية والبغية يجوز للمحتاج الاستقراض الربح انتهى. (ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ''الفن الأول، القاعدة الخامسة'': ص:۹۳ نعیمیہ دیوبند)

(۲) ولو أم قومًا وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة كره له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد، لايقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون، وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (ابن عابدین، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب: في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۷)

(۳) ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعًا فلا يعظم بتقديمه للإمامة.... وقال في مجمع الروايات. وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزًا ثواب الجماعة؛ لكن لاينال ثواب من يصلي خلف إمام تقي. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

امام صاحب نماز جمعہ چوغہ پہن کر پڑھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: عبدالرؤف، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوغہ پہن کر نماز پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر ٹخنوں سے نیچے نہ ہونا چاہئے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بواسیر کا آپریشن کرنے والے امام کا حکم:

(۴۹) **سوال:** ایک شخص بواسیر کا آپریشن مرد وعورت کا کرتا ہے اس شخص کے لیے امامت

---

(۱)عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزارفي النار. (أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب اللباس: باب ما أسفل من الكعبين ففى النار": ج۲،ص:۸۶۱،رقم:۵۷۸۷)

عن أبي ذرؓ، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال:ثلاثة لا يكلمهم الله ولا ينظر إليهم يوم القيامة، ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم، قلت من هم يا رسول الله فقد خابوا وخسروا فأعادها ثلثا، قلت من هم يا رسول الله فقد خابوا، وخسروا، قال: المسبل، والمنان، والمنفق سلعة بالحلف الكاذب، أو الفاجر. (أخرجه أبو داؤد في سننه، "كتاب اللباس: باب ماجاء في الإسبال، الإزار": ج۲،ص:۵۶۵،رقم:۴۰۸۷)

إن الإسبال يكون في الإزار والقميص والعامة وأنه لا يجوز إسباله تحت الكعبين إن كان للخيلاء، فإن كان لغيرها فهو مكروه، وظواهر الأحاديث فى تقييدها بالجر خيلاء تدل على أن التحريم مخصوص بالخيلاء ......وأما القدر المستحب فيما ينزل إليه طرف القميص والإزار فنصف الساقين كما في حديث ابن عمر المذكور، وفي حديث أبي سعيد: إزارة المؤمن إلى أنصاف ساقيه لا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين ما أسفل من ذلك فهو في النار، فالمستحب نصف الساقين والجائز بلا كراهة ما تحته إلى الكعبين فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه......قال القاضي: قال العلماء: وبالجملة يكره كل ما زاد على الحاجة والمعتاد في اللباس من الطول والسعة والله أعلم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب اللباس: الفصل الأول": ج۸،ص:۱۹۸،رقم:۴۳۱۴)

کرانا بوقت ضرورت جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر دین محمد صاحب، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: بیماری کا علاج مجبوری ہے اس لیے حسب ضرورت آپریشن کرنا درست ہے اور اس کی وجہ سے امامت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، امامت درست ہے، لیکن بوقت ضرورت قدر ضرورت سے تجاوز ہرگز نہ کیا جائے آپریشن میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۶/۱۴۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھیل وغیرہ دیکھنے والے امام کا حکم:

(۵۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) اگر کوئی امام پھول بنانے والی مشین کے کارخانے میں نوکر رکھ کر پھول بنواتا ہے لیکن خود نہیں بناتا اور جس کپڑے میں پھول ہوتا ہے کبھی کبھی اس کپڑے میں جانور کی پرنٹ کی ہوئی تصویر بھی ہوتی ہے اور اس تصویر کے اوپر پھول کا کام کرنا پڑتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) و الأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، و قبل واجب، وقيل: سنة (ثم الأحسن تلاوة) و تجويدا (للقراء ة، ثم الأروع) أي: الأكثر اتقاء للشبهات. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۴)

و) اعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولى بالإمامة من غيره) مطلقا. قوله: مطلقا) أي وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه، وفي التتارخانية: جماعة أضياف في دار نريد أن يتقدم أحدهم ينبغي أن يتقدم المالك، فإن قدم واحدا منهم لعلمه و كبره فهو أفضل، وإذا تقدم أحدهم جاز لأن الظاهر أن يأذن لضيفه إكراما له، (أيضًا: ص:۲۹۷)

(۲) اگر کوئی امام عادۃً نہیں؛ بلکہ اتفاقاً میدان میں یا ٹی وی پر فٹ بال یا کرکٹ کا کھیل دیکھے اور کبھی کبھی ٹی وی پر خبریں بھی سنتا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص مسجد میں یا مسجد سے لگے ہوئے کمرے میں قرآن پاک کی تعلیم دے یا حفظ کرائے اور مسجد سے لگے ہوئے کمرے میں حفظ کے طالب علم کے لیے کھانا پینا کرائے تو یہ پڑھنا اور پڑھانا شریعت میں ممنوع ہے یا نہیں؟

(۴) اگر کوئی امام پگڑی دے کر مکان لے اور اس میں کارخانہ چلائے اور تین سو روپیہ ماہانہ کرایہ بھی دیتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: احقر محمد عبداللہ، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) سوال میں مذکورہ افعال اگر امام خود نہیں کرتا؛ بلکہ وہ نوکر کرتا ہے جس کو اس کام کے لیے رکھا ہے اور امام کو اس کی اطلاع بھی ہوئی تو ایسی صورت میں اس غیر شرعی شکل میں امام کی شرکت بلا واسطہ نہیں ہوئی لہٰذا ان کی امامت میں نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) مذکورہ امام کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔(۲)

(۳) مسجد سے متصل کمرے میں مذکورہ جملہ امور جائز اور صحیح ہیں؛ کیوں کہ یہ امور مساجد کی تعمیر کے مقاصد میں سے ہیں اور مقصد میں تعلیم وتعلم بھی ہے۔(۳)

---

(۱) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراء ة والسلامة من الأعذار. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ص:۷۷، مکتبہ عکاظ دیوبند)

لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل بروفاجر. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، فصل في بيان الاحق بالإمامة'': ص:۳۰۳، شیخ الہند)

أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلوة مع أداء الأركان وعموهما موجود ان من غير نقص في الشرائط والأركان. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ج۱، ص:۶۱۰، زکریا)

(۲) أيضاً:

(۳) قال المصنف في البحر لعلامة: لأن المسجد ملكا لأحد وعزاه إلى النهاية ثم قال: ومن هنا يعلم جهل بعض مدرسي زماننا من منعهم من يدرس في مسجد تقرر في تدريسه أو كراهتهم...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

(۴) اگر بغیر پگڑی کے نہیں مان رہا تھا تو پگڑی دے کر مکان لینے کی امام کے لیے گنجائش تھی اس لیے اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵/۱۲/۹ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شادی نہ کرنے والے عالم کی امامت:

(۵۱) **سوال:** زید عالم ہے اور نکاح کی وسعت بھی رکھتا ہے مگر نکاح نہیں کرتا محض اس بنا پر کہ مجھ کو اتنے روپیہ چاہئے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: پروفیسر غیاث الدین، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص میں اگر شرائط امامت پائی جاتی ہیں تو اس کی امامت درست ہے صرف نکاح نہ کرنے کی وجہ سے امامت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۱۲/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لذلك زاعمين الاختصاص به دون غيرهم وهذا جهل عظيم... لأن المسجد مابني إلا لها من صلوة أو اعتكاف وذكر شرعي وتعليم علم أو تعلمه وقرأة قرآن، (ابن نجيم، الاشباه والنظائر''الفن الثالث من الأشباه، القول في احكام المسجد'': ج۴،ص:۶۳)

(۱) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراء ة والسلامة من الأعذار. (الشرنبلالي،نور الإيضاح''كتاب الصلوة، باب الإمامة'':ص:۷۷،مکتبہ عکاظ دیوبند)

لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل بروفاجر. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، فصل في بيان الاحق بالإمامة'': ص:۳۰۳، شیخ الہند)

أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلوة مع أداء الأركان وعموهما موجود إن من غير نقص في الشرائط والأركان. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ج۱،ص:۶۱۰،زکریا)

(۲) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة،الإسلام،والبلوغ،والعقل، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دماغی خلل کی وجہ سے بے پردہ پھرنے والی عورت کے شوہر کی امامت کا حکم:

(۵۲)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہندہ سانس، دمہ اور دماغی مریضہ ہے سر اور چہرے پر کپڑا رکھنا اس کے لیے بہت زیادہ پریشان کن ہے دم گھٹنے لگتا ہے، اکثر باہر پھرتی ہے، دماغی خلل ہے۔ اس کا شوہر نمازی پرہیز گار آدمی ہے، ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر بھی وہ سر اور چہرہ پر کپڑا نہیں رکھتی تو اس کی امامت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اجمل خاں، دہلی

الجواب وبا للہ التوفیق: بشرط صحت سوال ہندہ کے شوہر کا امام بننا درست ہے امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے ہندہ کو گھر میں رہنے کے لیے کہا جائے اور جس کام میں واقعۃ وہ معذور ہے اس پر زبردستی نہ کی جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۷/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... والذکورة، الخ. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة'': ص: ۷۸،۷۷، مکتبہ عکاظ دیوبند)

ويشترط كونه مسلماً حرّا ذكراً عاقلاً بالغًا قادرًا الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة'': ج۲،ص: ۲۸۰، زکریا دیوبند)

(۱) قوله بشرط اجتنابه الخ، كذا في الدراية المجتبى وعبارة الكافي وغيره الأعلم بالسنة أولى إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس لا يرغبون في الاقتداء به. (الحصكفي، الدر المختار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند)

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَایُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْكَانَ ذَا قُرْبٰی اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰی فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (الفاطر: ۱۸)

وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل بروفاجر عما لم يكن متبدعاً بدعة يكفر بها ومالم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة'': ص: ۳۰۴، شیخ الہند دیوبند)

غیر حافظ پابند شرع کی امامت کا حکم:

(۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر کوئی شخص حافظ تو نہیں ہے؛ لیکن نماز پڑھا سکتا ہے تو کیا دوسرے ایسے مقتدیوں سے وہ امامت کے لیے مقدم ہوگا کہ جن کو کوئی سورت یاد نہ ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزاد عالم، سہارنپور

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: اگر کوئی غیر حافظ پابند شرع ایسا ہو جو نماز پڑھا سکے تو وہ نماز کے لیے مقدم ہے اور اگر کوئی ایسا نہ ہو کہ نماز بھی صحیح پڑھا سکے کہ اس کو چند سورتیں بھی یاد نہ ہوں تو بغیر جماعت نماز پڑھنے کے بجائے اسی غیر حافظ کو امام بنالیا جائے۔[۱]

’’والأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ وحفظہ فرض وقیل واجب وقیل سنۃ......قولہ قدر فرض......قدر ما تجوز بہ الصلاۃ‘‘[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲/۴/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بدفعلی کرکے توبہ کا اعلان کرنے والے کی امامت:

(۵۴) **سوال:** زید ایک مسجد کا امام ہے، اس سے بدفعلی کا گناہ سرزد ہوگیا تھا جس سے اس

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد‘‘: ج۲، ص:۲۹۴۔

(۲) وشروط صحۃ الإمامۃ للرجال الأصحاء ستۃ أشیاء، الإسلام، والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ، بحفظ آیۃ تصح بھا الصلوۃ علی الخلاف، قولہ بحفظ آیۃ، ولو قصیرۃ والأولی أن یقول بحفظ ما تصح بہ الصلوۃ. (أحمد بن محمد، حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ’’کتاب الصلوۃ:باب الإمامۃ‘‘: ص:۲۸۸، شیخ الہند دیوبند)

نے توبہ کرلی اوراس کا اعلان بھی کردیا، صورت مذکورہ میں زید کی امامت درست ہے یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اختر جمال صاحب، میرٹھ

الجواب وبا للہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید بدفعلی کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے؛ لیکن اس نے توبہ کرلی اورتوبہ کا اعلان بھی کردیا تو اس کی امامت درست ہے؛ مناسب یہ ہے کہ اس مسجد میں امامت نہ کرائے کہ مقتدیوں کے ذہنوں میں اس کی برائی باقی ہے اور وہ اس کو برا سمجھتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۱/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عصر وعشاء سے پہلے کی سنت ترک کرنے والے کی امامت کا حکم کیا ہے؟

(۵۵) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: عصر وعشاء سے پہلے کی سنتیں ترک کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر بنیاد احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: عصر وعشاء سے قبل سنتیں غیر مؤکدہ ہیں جن کے پڑھنے پر

---

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (أخرجه ابن ماجه في سننه، ''كتاب الزهد، باب ذكر التوبة''، ص: ۳۱۳، رقم: ۴۲۵۰)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن اللّٰه یحبّ العبد المؤمن المفتن التواب. (أخرجه أحمد، في المؤطاء، ''باب مسند علی ابن أبي طالب''، ج ۲، ص: ۱۲۸، رقم: ۶۰۵)

لقوله علیه السلام: صلوا خلف بروفاجر الخ. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة''، ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

ثواب ہوتا ہے اور نہ پڑھنے پر گناہ نہیں ہوتا اس لیے مذکورہ شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۶/۱۱ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

وقف بورڈ کی مسجد میں امامت کرنا:

(۵۶) **سوال:** ایک امام صاحب گاؤں کی جامع مسجد میں امامت کرتے ہیں اور بچوں کو تعلیم دیتے ہیں تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے اس جگہ کو چھوڑ کر پنجاب میں (وقف) بورڈ کی امامت اور تعویذ وغیرہ کے لیے زیادہ آمدنی سمجھ کر جانا چاہتے ہیں گزارہ صحیح ترکیب سے ہو بھی جاتا ہے، مگر اپنے والدین سے علاحدہ اپنی زوجہ کی فرمائش کی وجہ سے الگ مکان لے کر رہنا چاہتے ہیں اور والدین سے مکان کے لیے کسی رقم یا تعاون کے طالب نہیں؛ کیوں کہ والدین کی آمدنی زیادہ نہیں، کافی عرصہ سے اسی کشمکش میں اور دھن میں لگے ہوئے ہیں کہ کوئی مکان کے بننے کی سہولت ہو جائے اور آمدنی مستقل ہو جائے امام صاحب کی اہلیہ والدین کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی، جھگڑا بھی ہو جاتا ہے کیا پنجاب میں جا کر امامت کرنا جائز ہوگا تا کہ وہاں کی آمدنی کے ذریعہ مکان بنا کر رہنا سہنا الگ سے ہو جائے، اور تعویذوں پر بغیر مطالبہ کیے لوگ جو کچھ دیں تو لینا جائز ہوگا؟ کیا کہہ کر بھی تعویذ کے اوپر کچھ لینا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: منفعت علی، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: زوجہ اگر شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو شوہر پر لازم ہے کہ اس کے لیے الگ مکان کا انتظام کرے خواہ پورا مکان الگ ہو یا صحن ایک ہو

---

(۱) ترکه لا یوجب إساءة ولا عتاباً کترك سنة الزوائد، لکن فعله أفضل. (ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، آداب الصلاة“: ج ۲، ص: ۱۷۵)

وحکمه الثواب بفعله وعدم اللوم علی ترکه. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ”کتاب الصلوة، فصل في آداب الوضوء“: ج ۱، ص: ۱۱۲)

کمرہ الگ ہو[۱] اس مقصد کے لیے اور دیگر اخراجات کو پورا کرنے کے لیے زیادہ آمدنی کی خاطر (وقف بورڈ) میں ملازمت کرنا اور تعویذ وعملیات کی اجرت لینا جائز اور درست ہے۔ شرط یہ ہے کہ جھوٹ کا سہارا نہ لے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قعدہ اولیٰ میں دیر تک بیٹھنے والے کی امامت:

(۵۷) **سوال:** حضرات علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ہمارے امام صاحب قعدہ اولیٰ میں بہت دیر تک بیٹھے رہتے ہیں بعض مرتبہ تو شبہ ہو جاتا ہے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے، امام صاحب کو اس سے قبل بھی کئی بار کہا جا چکا ہے لیکن وہ نمازیوں کی رعایت نہیں کرتے ہیں، کیا مقتدیوں کو بار بار کہنے سے ہم لوگ گناہگار تو نہیں ہوئے؟ اور امام صاحب پر کوئی وعید ہے کیا؟ ''**بینوا وتوجروا**''.

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرم اللہ، نالندہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام صاحب کو چاہئے کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد فوراً کھڑے ہو جائیں؛ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل علم کے ہاں اسی پر

---

(۱) وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن أهله لأنها تتضرر بمشاركة غيرها فيه لأنها لاتأمن على متاعها ويمنعها ذلك من المباشرة مع زوجها ومن الاستمتاع إلا أن تختار ذلك لأنها رضيت بانتقاص حقها. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطلاق: باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة'' ج ۵، ص: ۳۲۰، زکریا)

قال العيني كأنه أراد المبالغة في تصويبه إياهم، فيه جواز الرقية، وبه قالت الائمة الأربعة: وفيه جواز أخذ الأجرة، قال محمد في المؤطأ: لا بأس بالرقى بما كان في القرآن وبما كان من ذكر الله تعالىٰ. (أخرجه أبو داؤد في سننه، ''كتاب الطب، باب الرقى'': ج ۲، ص: ۵۴۴)

عمل ہے، چناں چہ وہ پہلی دو رکعت کا قعدہ طویل کرنے کو پسند نہیں کرتے، اور نمازی کو چاہیے کہ پہلی دو رکعت کے تشہد پر کچھ بھی اضافہ نہ کرے، علماء فرماتے ہیں: اگر تشہد پر کچھ اضافہ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا، امام شعبی رحمہ اللہ اور دیگر اہلِ علم سے اسی طرح منقول ہے۔

امام صاحب کو چاہئے کہ قعدہ اولیٰ کو زیادہ طول نہ دیں اور مقتدیوں کی رعایت کریں البتہ اگر امام صاحب التحیات کو قدرے سکون سے پڑھتے ہیں تاکہ ہر قسم کے نمازی کی رعایت رکھی جائے تو یہ امر مستحسن ہے، اس پر امام صاحب کو تنقید کا نشانہ بنانا درست نہیں ہے۔

”سمعت أبا عبيدة بن عبد الله بن مسعود يحدث عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا جلس في الركعتين الأوليين كأنه على الرضف قال شعبة ثم حرك سعد شفتيه بشيء فأقول حتى يقوم؟ فيقول حتى يقوم، والعمل على هذا عند أهل العمل يختارون أن لا يطيل الرجل القعود في الركعتين الأوليين ولا يزيد على التشهد شيئا. وقالوا إن زاد على التشهد فعليه سجدتا السهو، هكذا روي عن الشعبي وغيره“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۰/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

آنکھیں بند کر کے تلاوت کرنے والے کی امامت:

(۵۸) **سوال:** حضرات مفتیان کرام: سلام مسنون:

عرض ہے کہ ہماری مسجد میں امام صاحب اکثر آنکھیں بند کر کے تلاوت کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس سے مقتدیوں کی نماز میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی ہے؟ جب کہ امام صاحب سے

---

(۱) أخرجه الترمذي في سننه، ”أبواب الصلاة الرسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: مقدار القعود في الركعتين الأولين“: ج۱ص:۸۴، رقم: ۳٦٦.

پوچھنے پر بولتے ہیں کہ خشوع وخضوع کی وجہ سے آنکھیں بند کر کے تلاوت کرتا ہوں؛ اس لیے نماز میں کوئی کراہت لازم نہیں آتی ہے جب کہ ہم نے کسی عالم دین سے ہی سن رکھا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟ آپ ہی حضرات اس کا صحیح جواب دے کر ذہنی الجھن اور خلجان کو دور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر آپ کے امام صاحب خشوع وخضوع کی وجہ سے اور ذہنی انتشار سے حفاظت کی غرض سے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھاتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے، تاہم بغیر کسی عذر اور ضرورت کے نماز میں آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا اور پڑھانا دونوں مکروہ ہے۔

”ويكره أن يغمض عينيه في الصلاة؛ لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن تغميض العين في الصلاة؛ ولأن السنة أن يرمي ببصره إلى موضع سجوده وفي التغميض ترك هذه السنة؛ ولأن كل عضو وطرف ذو حظ من هذه العبادة فكذا العين“(۱)

”وتغميض عينيه للنهي إلا لكمال الخشوع، (قوله إلا لكمال الخشوع) بأن خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره، بل قال بعض العلماء: إنه الأولى وليس ببعيد حلية وبحر“(۲)

(ويكره) (تغميض عينيه) إلا لمصلحة لقوله صلى الله عليه وسلم: إذا قام أحدكم في الصلاة فلا يغمض عينيه لأنه يفوت النظر للمحل المندوب ولكل عضو

---

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الصلوة، بيان مايستحب ومايكره في الصلوة“: ج۱، ص: ۵۰۷.

(۲) ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة“: ج۲، ص: ۴۰۹.

وطرف حظ من العباده وبروية ما يفوت الخشوع ويفرق الخاطر ربما يكون التغميض أولىٰ من النظر. قوله (إلا لمصلحة) كما إذا غمضها لرؤية ما يمنع خشوعه نهر،أو كمال خشوعه در. أو قصد قطع النظر عن الأغيار والتوجه إلى جانب الملك الغفار مجمع الأنهر ...... (قوله فلا يغمض عينيه) ظاهره التحريم، قال في البحر: وينبغي أن تكون الكراهة تنزيهية إذا كان لغير ضرورة ولا مصلحة"[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۴۴۳/۵/۵ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

سہواً حالتِ جنابت میں امامت کرنے کا حکم:

(۵۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام: میں ایک مسجد میں تقریباً دس سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہا ہوں گزشتہ ہفتہ میں بھولے سے حالتِ جنابت میں لوگوں کو نماز پڑھادی گھر جانے کے بعد یاد آیا کہ میں نے جنابت کی حالت میں نماز پڑھادی ہے سوال یہ ہے کہ اب میرے لیے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ نماز کے سلسلے میں اس صورت میں مقتدیوں کو کیا کہا جائے؟ براہ کرم شرعی رہنمائی فرما کر ذہنی خلجان کو دور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امام الدین، پونہ، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: ذکر کردہ سوال میں آپ نے سہواً جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی ہے جنابت کی حالت میں نماز پڑھانا اور پڑھنا دونوں ناجائز اور سخت گناہ کا کام ہے البتہ آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے لاعلمی میں حالتِ جنابت میں نماز پڑھائی ہے؛ اس لیے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے تاہم اس پر توبہ اور استغفار کریں، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی

(۱) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"كتاب الصلوة، فصل في المكروهات"، ص:۳۵۴.

ہے جس سے معلوم ہوتا ہے خطا اور نسیان کی وجہ سے ان شاء اللہ مواخذہ نہیں ہوگا۔

”وعن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله قد تجاوز عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه“(۱)

نیز حالت جنابت میں پڑھائی گئی نماز دوبارہ ادا کریں امام اور مقتدیوں کے لیے نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے آپ کسی نماز میں اعلان کردیں کہ فلاں دن کی فلاں نماز میں جو حضرات شریک ہوئے تھے وہ اپنی نماز کا اعادہ کرلیں کسی وجہ سے وہ نماز نہیں ہوئی ان شاء اللہ اس کے بعد آپ بری الذمہ ہیں؛ لیکن آئندہ آپ اپنے منصب اور پاکی اور ناپاکی کا خاص خیال رکھیں آپ کی وجہ سے عوام ذہنی تناؤ اور کوئی خلجان میں مبتلا نہ ہوں۔

”وفي كفر من صلى بغير طهارة...... مع العمد خلف في الروايات يسطر. (قوله: كما في الخانية) حيث قال بعد ذكره الخلاف في مسألة الصلاة بلا طهارة وأن الإكفار رواية النوادر. وفي ظاهر الرواية لا يكون كفرا، وإنما اختلفوا إذا صلى لا على وجه الاستخفاف بالدين، فإن كان على وجه الاستخفاف ينبغي أن يكون كفرا عند الكل“

”(وإذا ظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد في رأى مقتد (بطلت فيلزم إعادتها)؛ لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفساداً (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أو ركن. وهل عليهم إعادتها إن عدلاً، نعم، وإلا ندبت، وقيل: لا لفسقه باعترافه؛ ولو زعم أنه كافر لم يقبل منه؛ لأن الصلاة دليل الإسلام وأجبر عليه (بالقدر الممكن) بلسانه أو (بكتاب أو رسول على الأصح) لو معينين وإلا لايلزمه، بحر عن المعراج. وصحح في مجمع الفتاوى عدمه مطلقاً؛ لكونه عن خطأ معفو عنه، لكن الشروح مرجحة على الفتاوى“(۲)

---

(۱) أخرجه ابن ماجه في سننه، ”كتاب الطلاق، باب طلاق الكره والناس“: ص:۱۴۵، رقم:۲۰۴۳.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ج۲، ص:۳۰۷.

”قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلاة بلا طهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة أو مع ثوب نجس، وهو ظاهر المذهب كما في الخانية، وفي سير الوهبانية“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۴۴۳/۹/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

لگائی بجھائی کرنے والے کی امامت:

(۶۰) **سوال:** ہمارے امام صاحب کو لگائی بجھائی کی عادت ہے اور ایک ہی خاندان میں تفرقہ پیدا کرتے رہتے ہیں، اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرار، منگلور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام کے جو حالات سوال میں مذکور ہیں ان سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف وانتشار اور لڑائی وغیرہ پیدا ہوتی ہے، امام صاحب پر لازم ہے کہ اس طرح کے عمل کو ترک کردیں ورنہ اپنا کوئی دوسرا نظم کرلیں امامت کا منصب انتہائی اہم ہے۔ مقتدیوں کو بھی لازم ہے کہ حقائق پر ہی کوئی فیصلہ کریں۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص: ۱۸۵۔

(۲) ويكره تقديم العبد والأعرابي والفاسق لأنه لا يتهم لأمر دينه. (ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ج۱، ص: ۳۶۰؛ وإبراهيم الحلبي، وحلبي كبيري، ” “: ص: ۳۱۷؛ وابن عابدين، رد المحتار، ”باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام“: ج۲، ص: ۲۹۸، زکریا دیوبند)

غیر مختون کی امامت:

(۶۱) **سوال:** ایک حافظ کی ختنہ نہیں ہوئی، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے شخص کی امامت درست ہے، تاہم ختنہ کرانا سنت اور شعائر میں سے ہے۔

"عن أبي أیوب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: أربع من سنن المرسلین الحیاء ویروی الختان، والتعطر، والسواك، والنكاح"[۱] والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائصه فلو اجتمع أهل بلدة علی ترکه حاربهم الإمام"[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۸/۲:۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نمبر دار کو مستقل امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶۲) **سوال:** ہمارے گاؤں کا ایک نمبر دار ہے جو شرعی معلومات نہیں رکھتا، صرف قرآن پاک پڑھنا جانتا ہے، اس کو امام مستقل بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام رسول، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: امامت ایک اہم ذمہ داری ہے "**الإمام ضامن**" ہر کس وناکس کو امام بنانا درست نہیں ہے بلکہ اس کے لیے کچھ شرائط ہیں:

---

(۱) أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب الصلوة، عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب ماجاء في فصل التراویح": ج۱،ص:۱۸۰، رقم:۱۰۸۰۔

(۲) ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، مسائل شتی": ج۹،ص:۵۲۴۔

’’قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: یؤم القوم أقرء هم لکتاب اللہ فإن کانوا في القرآة سواء فأعلمهم بالسنة فإن کانوا في السنة سواء فأقدمهم هجرة فإن کانوا في الجهرة سواء فأقدمهم إسلاما ولا یؤمن الرجل الرجل في سلطانه ولا یقعد في بیته علی تکرمته إلا بإذنه‘‘[۱] ’’والأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقرأة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم أصبحهم أي أسمحهم وجها ثم أکثر هم حسبا ثم الأنظف ثوباً ثم الأکبر رأساً الخ‘‘[۲]

اگر بستی یا محلّہ میں کوئی عالم یا نماز کے ضروری مسائل سے واقف شخص موجود ہے، تو اس کو امام بنایا جائے اور اگر مذکورہ نمبر دار کے علاوہ کوئی صحیح قرآن پڑھنا نہیں جانتا، تو اس نمبر دار کو بھی امام بنانا درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۲۹/۱۱/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فلمی تقریبات کے لیے لائٹس بنانے والی کمپنی میں کام کرنے والے کی امامت:

(۶۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بحیثیت مینجر میں ایک کمپنی میں کام کرتا ہوں جو مختلف قسم کی لائٹس بناتی ہے، جن لائٹوں کا استعمال بڑے بڑے جلسہ جلوس، فلمی تقریبات ایڈوٹائزمنٹ وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔ ہم سے یہ لائٹیں خریدنے والی کمپنیاں ان لائٹوں کو مذکورہ بالا کاموں کے لیے کرائے پر دیتی ہیں۔ اب مسئلہ یہ

---

(۱) أخرجه مسلم في صحيحه، ’’کتاب المساجد: باب من أحق بالإمامة‘‘: ج۱، ص:۲۳۶؛ وأخرجه أبوداؤد، في سننه، ’’کتاب الصلوة، باب من أحق بالإمامة‘‘: ج۱، ص:۸۶؛ وأخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب الصلوة، عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب من أحق بالإمامة‘: ج۱، ص: ۵۵؛ وأخرجه نسائي، في سننه، ’’کتاب الإمامة، من أحق بالإمامة‘‘: ج۱، ص:۹۰)

(۲) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲، ص:۲۹۴.

ہے کہ لائٹ کی اس فیکٹری میں بطور مینجر کام کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ کیا میری کمائی حلال ہوگی۔ میں حافظ قرآن ہوں ایک مرکزی مسجد میں تراویح پڑھاتا ہوں شرعاً میری امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فرقان عبدالغنی، جوگیشوری، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کے لیے مذکورہ فیکٹری میں بحیثیت مینجر کام کرنے کی شرعاً گنجائش ہے؛ اس لیے کہ اس کمپنی میں جو لائٹیں تیار کی جارہی ہیں ان کا استعمال معصیت کے لیے براہ راست نہیں ہو رہا ہے اور نہ یہ چیزیں صرف معصیت میں استعمال ہوتی ہیں؛ اس لیے ایسی کمپنی میں ملازمت کرنا درست ہے اور اس سے حاصل شدہ آمدنی حلال ہے اور آپ کے پیچھے امامت بلا کراہت درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۹/۱۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران قاسمی گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(و) جاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمراً)؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره، وقيل:يكره لإعانته على المعصية، ونقل المصنف عن السراج والمشكلات: أن قوله: ممن أي من كافر، أما بيعه من المسلم فيكره، ومثله في الجوهرة والباقاني وغيرهما، زاد القهستاني معزياً للخانية: أنه يكره بالاتفاق" (بخلاف بيع أمرد ممن يلوط به وبيع سلاح من أهل الفتنة)؛ لأن المعصية تقوم بعينه، ثم الكراهة في مسألة الأمرد مصرح بها في بيوع الخانية وغيرها، واعتمده المصنف على خلاف ما في الزيلعي والعيني، وإن أقره المصنف في باب البغاة، قلت: وقدمنا ثمة معزياً للنهر أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً، فليحفظ توفيقاً" (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۵۶۰).

ذكر قاضي خان في فتاواه أن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصر به لأجل التخمير حرم وكذا غرس الكرم على هذا انتهى وعلى هذا عصير العنب بقصد الخلية أو الخمرية، (ابن نجيم،الاشباه والنظائر، "الفن الأول في القواعد الكلية، النوع الأول، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها": ج۱،ص:۱۰۲)

بکرے ذبح کرنے والے کی امامت:

(۶۴) سوال: ایک مسجد کا امام ہے مگر بکرے وغیرہ ذبح کرتا ہے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فقیر احمد ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: چوں کہ بکرے وغیرہ ذبح کرنا کوئی عیب نہیں ہے[1] اس لیے اس کی امامت بلاشبہ درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۶/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کے باوجود گھر نہ جانے والے کی امامت:

(۶۵) سوال: ہمارے امام صاحب کی شادی کو تین برس ہو گئے ہیں اور ڈھائی برس سے ہماری مسجد میں امامت کر رہے ہیں ایک برس سے وہ گھر نہیں گئے کچھ جاہل لوگ کہتے ہیں جو شادی شدہ امام چار ماہ تک گھر نہ جائے تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ تو کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: شادی شدہ مرد اپنی بیوی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زیادہ مدت تک دور نہ رہے[2] امام کو بیوی نے اجازت دی ہوگی اور ملازمت کی وجہ سے دور رہنے پر رضامند ہوگی لہٰذا ان کی امامت میں شبہ نہ کیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

لڑکی کے بے پردہ ہونے پر حافظ صاحب کی امامت:

(۶۶)**سوال:** ایک حافظ صاحب کی نوجوان لڑکی اسکول میں بچوں کو تعلیم دیتی ہے اور وہاں اسکول میں نامحرم استادوں سے کوئی پردہ نہیں کرتی ان کے پاس بے پردہ بیٹھتی ہے۔ بلکہ نامحرم لڑکوں کے ساتھ کبھی کبھی ناشتہ بھی کرتی ہے کیا ایسی صورت میں ان حافظ صاحب کی امامت درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ایوب انصاری، پھلاؤدہ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ حافظ صاحب کی امامت درست ہے، لڑکی پر پردہ لازم اور ضروری ہے۔ امام کو چاہئے اس کو اس بات سے روکے اگر امام صاحب اپنی بچی کو سمجھاتے نہیں ہیں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۵/۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿۱۱۹﴾ (سورة الانعام:۱۱۹)

(۲)ويؤمر المتعبد بصحبتها أحياناً، ويؤيده ذلك أن عمر رضى الله عنه مما سمع في إمرأة تقول الطويل فوالله لولا الله تخشىٰ عواقبه، لزجزح من هذا السرير جوانبه. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب النكاح: باب القسم'': ج۴،ص:۳۸۰، زکریا دیوبند)

(۱)وروي محمد عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وأبي يوسف رحمه الله تعالىٰ أن الصلاة خلف أهل الهواء لاتجوز، والصحيح أنها تصح مع الكراهة خلف من لاتكفره بدعته لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل بروفاجر وصلوا على كل بروفاجر الخ. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة'':ص:۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ...... ثم الأحسن خلقا ......ثم أكثرهم حسب ثم الأشرف نسبا ...... قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۷-۹۸، زکریا دیوبند)

فرضی نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(۶۷) سوال: ایک مسجد کے امام صاحب ہیں، جس نے کسی کے کہنے پر بلا تحقیق ایک فرضی نکاح پڑھا دیا ہے، ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

جس امام نے وہ نکاح پڑھایا ہے اور اکثر پڑھاتا رہتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ادارہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جس امام نے وہ فرضی اور نام نہاد نکاح پڑھایا ہے اور وہ ایسا ہی کرتا ہے تو وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور فاسق ہے۔ اس کو امامت سے الگ کر دیا جائے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور شامی میں ہے ایسا شخص واجب الاہانۃ ہے اس کی توقیر جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
۱۴۰۷/۵/۳۰ھ

زوجین کے درمیان تفریق کے لئے تعویذ کرنے والے کی امامت:

(۶۸) سوال: ہمارے یہاں کے مشہور و معروف عالم دین اور خطیب کے لڑکے نے

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ...... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار‘‘: ج۱، ص: ۵۶۰)

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلوة: فصل في بيان الأحق بالإمامة‘‘: ص: ۳۰۲،۳، شیخ الہند دیوبند)

شادی کی لڑکی ہر ماہ ۳،۴ سفر بغیر محرم بغرض تجارت کرتی ہے، شریعت کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے خطیب نے اپنی عزت، وقار اور وجاہت کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے بیٹے کے مستقبل کو برباد دیکھتے ہوئے اعمال قرآنی مؤلف حضرت تھانویؒ جدید اضافہ مفتی شفیع صاحب ص ۲۰ تفریق والا عمل کیا'' و القینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة'' حضرت تھانویؒ نے ناجائز جگہ استعمال کرنے والے کو گنہگار لکھا ہے، بعض جھوٹے، جواری، شرابی آدمیوں نے اس عمل پر خطیب صاحب پر نکتہ چینی کی جس پر چند مفتیوں سے فتویٰ لیا گیا، دوسرے مفتیوں نے اس عمل کو جائز اور اس کے پیچھے امامت کو صحیح اور جائز بتلایا، ایک مفتی لکھتا ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف اور آئندہ نہ کرنے کا ارادہ متولی اور ۳،۴ مقتدیوں کے سامنے کرے اس فتوے کی بنیاد پر شرابی جواری لوگ خطیب صاحب کو معافی مانگنے کو کہہ رہے ہیں، ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اور خطیب صاحب پر طعن و تشنیع کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابراہیم، اسماعیل، برما

الجواب وبا للہ التوفیق: سوال میں جو حالات لکھے ہیں ان کے پیش نظر امام موصوف نے اگر مذکورہ عمل کیا تو کوئی غلطی یا شرعی جرم نہیں کیا نکتہ چینی کرنے والے یا امام سے مذکورہ وجہ کی بناء پر معافی کا مطالبہ کرنے والے غلطی پر ہیں امام واجب التعظیم ہے۔ مذکورہ مطالبہ امام کی حرمت اور عزت کے منافی اور غیر شرعی ہے جو موجب گناہ ہے۔ امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۶/۶/۱۴۰۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ولو أم قوما وهم له كارهون، إن) الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة فيكره له ذلك تحريما؛ لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون، (وإن هو أحق لا)، والكراهة عليهم، (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة": ج ۲، ص: ۲۹۷)

فصل ثانی

استحقاق امامت کا بیان

بکر مسجد کا مستقل امام ہے، تراویح پڑھانے کا حق بکر کا ہے یا زید کا؟

(۶۹) **سوال:** بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہے اور حافظ قرآن بھی ہے اور زید بھی حافظ قرآن ہے جو عرصہ دراز سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا ہے، بکر کہتا ہے کہ میں امام مقرر ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو حاصل ہے، زید کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے تو تراویح پڑھانے کا حق کس کو حاصل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر محمد اقبال، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: عموماً جس شخص کو امام مقرر کیا جائے امامت مسجد کے متعلق امور اس کے ذمہ ہوتے ہیں، اس لیے تراویح میں قرآن سنانے کا مستحق بھی وہی ہے الا یہ کہ امام خود ہی اجازت دیدے یا جس وقت امام کو مقرر کیا جائے تبھی وضاحت ہو جائے کہ آپ صرف فرض نمازوں کی امامت کریں گے تراویح کے لیے متولی یا ذمہ دار حضرات جس کو مناسب سمجھیں گے مقرر کریں گے، تو پھر اختیار ہوگا کہ متولی جس کو چاہیے تراویح کے لیے مقرر کر دے یا اہل محلہ مقرر کریں پس مسئولہ صورت میں زید کا یہ کہنا کہ میرا قدیمی حق ہے کوئی دلیل جواز نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۹/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) دخل المسجد من هو أولى بالإمامة في أهل محلة فإمام المحلة أولى. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس: في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة": ج۱، ص:۱۴۱)
فإن استووا يقرع بين المستوين أو الخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم. (الحصكفي، الدر المختار مع الرد، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۷)

مقرر امام کے علاوہ دوسرے شخص کو امام عیدین مقرر کرنا:

(۷۰) **سوال:** ایک امام صاحب عرصہ پچیس سال سے ہماری بستی میں بچوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں اور قرآن خوانی کرتے ہیں، جمعہ وعیدین کی نمازیں پڑھاتے ہیں، اب کچھ لوگ دوسرے عالم کو عیدین کا امام بنانا چاہتے ہیں، جب کہ مذکورہ شخص متقی و پرہیز گار ہیں، ان کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مبارک علی، ہماچل

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جو شخص امامت کر رہا ہے، جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے، بچوں کو تعلیم دیتا ہے، وہی عیدین کی نماز پڑھانے کا مستحق ہے، اختلاف کرنا ہرگز جائز نہیں اور بغیر وجہ شرعی کسی کام سے (شرعی کاموں سے) کسی کو علیحدہ کرنا جائز اور درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مقرر امام کی موجودگی میں بلا اجازت دوسرے کا نماز پڑھانا:

(۷۱) **سوال:** مسجد میں امام مقرر ہونے کے باوجود کسی دوسرے کو نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ ذاتی مخاصمت کی بنا پر اس کی اجازت نہیں ہے، گاؤں کے اکثر امام قاری نہیں ہوتے قاف کو کاف پڑھتے ہیں کیا نماز ہو جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نور محمد، ہردل مئو، ہردوئی

---

(۱) اعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره. (الحصكفي، الدر المختار مع الرد، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)

دخل المسجد من هو أولى بالإمامة من إمام المحلة، فإمام المحلة أولى، كذا في القنية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة": ج۱،ص:۱۴۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں بشرط صحت سوال امام معین کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو امامت کرانا شرعاً درست نہیں[1] اگر امام معین میں کوئی نقص نہ ہو تو صرف اپنے ذاتی اختلاف کی بنا پر اس کی امامت پر اعتراض کرنا یا اس کی اقتدا نہ کرنا بھی شرعاً درست نہیں اپنے ذاتی اختلاف کو ذات تک ہی محدود رکھا جائے[2] امام کی عظمت اور اس کا احترام لازم اور ضروری ہے۔ امام اس شخص کو بنایا جائے جو قرآن کریم صحیح اور مخارج کی ادائیگی کے ساتھ پڑھتا ہو۔ ک کو ق اور زبر کو پیش پڑھنے سے معانی، مطالب بدل جاتے ہیں جو شخص معذور نہ ہو تخلیقی طور پر اس کی زبان میں کمی نہ ہو؛ بلکہ قلت مشق کی بنا پر ایسی غلطی کرے ایسے شخص کی امامت شرعاً درست نہیں، اس لیے کہ نماز کے فاسد ہو جانے کا خوف رہتا ہے مثلاً اگر ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ کو ﴿کل أعوذ برب الناس﴾ پڑھا، تو معنی میں بڑا فرق ہو کر نماز فاسد ہو جائے گی؛ لہٰذا ایسے لوگ امامت نہ کریں اور صحیح قرآن پڑھنے والے کی اقتدا کریں۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

علماء وطلبہ کی موجودگی میں امامت کا حقدار کون ہے؟

(۷۲) **سوال:** ہمارے قصبہ باسٹہ میں قاضی شہر مولانا حبیب اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، بستی میں کئی علماء موجود ہیں اور طالب علم بھی، سوال یہ ہے کہ امامت عیدین کے لیے افضل اور حقدار کون ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: اہل بستی قصبہ باسٹہ، بجنور

---

(۱) اعلم أن صاحب البیت ومثله إمام المسجد الراتب أولٰی بالإمامة من غیره. (الحصکفي، الدر المختار مع الرد، "کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۷)

(۲) وإن هو أحق لا والکراهة علیهم. (أیضاً: ج۲، ص:۲۹۸)

(۳) معنی الحسن في التلاوة أن یکون عالما بکیفیة الحروف والوقف وما یتعلق بها. (أیضًا: ص:۲۹۴)

الجواب وباللہ التوفیق: امامت کے لیے مقدم اور زیادہ حقدار وہ ہے جو قرآن کریم، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز کے مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو، قرآن کریم تجوید کے ساتھ اچھے انداز پر پڑھتا ہو اور تقویٰ وطہارت کا زیادہ پابند ہو؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں جو عالم ایسا ہو کہ اس میں مذکورہ اوصاف زیادہ بہتر انداز میں پائے جاتے ہوں وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۱/۵/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

متعینہ امام کے علاوہ امامت کا حقدار کون ہے؟

(۷۳) **سوال:** ایک مسجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے وہاں پر اصل امام ایک بوڑھے آدمی حافظ صاحب ہیں اور ایک دوسرے حافظ عمر رسیدہ، بزرگ، متقی اور پرہیز گار جو اسی گاؤں کے باشندے اور دوسری مسجد کے قدیم امام ہیں جن کو چالیس سال سے زیادہ امامت کرتے ہوئے ہو گئے ہیں اور گاؤں کے سب ہی لوگ ان کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ اور ایک نابینا (جن کو بہت ہی کم نظر آتا ہے) حافظ ہیں جو گاؤں میں چھوٹی مسجد میں امام ہیں جو باہر کے رہنے والے ہیں امام جامع اپنے علاوہ اگر دوسرے شخص کو امام بنائیں تو ان مذکورہ دونوں حضرات میں کون نماز جمعہ کی امامت کا مستحق ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اکرام، سانپلہ خورد

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ دونوں حضرات میں سے جو شخص عمر رسیدہ متقی

---

(۱) الأولی بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق هذا إذا علم من القراء ة قدر ماتقوم به سنة القراء ة هكذا في التبيين ولم يطعن في دينه هكذا في الكفاية وهكذا في النهاية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة": ج۱،ص:۱۴۱)

الأحق بالإمامة تقديماً بل نصبا. مجمع الأنهر. الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (ابن عابدين، رد المحتار علی الدر المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)

پرہیزگار اور چالیس سال سے امام ہیں اور اسی گاؤں کے رہنے والے ہیں اور گاؤں کے لوگ ان کی عزت و احترام کرتے ہیں وہی امام نماز جمعہ بننے کے مستحق ہیں پس اگر اصل امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نماز جمعہ پڑھائے، تو مذکورہ حافظان دونوں میں سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے نماز جمعہ پڑھوائی جائے۔ [1]

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۸/۱۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حافظ اور عالم باعمل میں سے امامت کا حقدار کون ہے؟

(۷۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک شخص صرف حافظ ہو اور دوسرا عالم باعمل ہو، تو دونوں میں امامت کا حقدار کون ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر مسعود حسین، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: ایک شخص صرف حافظ ہے اور دوسرا شخص عالم باعمل ہے پس اگر کوئی مقررہ امام مسجد موجود نہ ہو یا اس کا قائم مقام نہ ہو تو ایسی صورت میں عالم دین کو امامت کا مستحق قرار دیا جائے گا یہی افضل اور بہتر ہے جیسا کہ ہدایہ، شامی، البحر الرائق اور فقہ کی بہت سی کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ [2]

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۲/۱۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإن كان متبحرا في علم الصلاة لكن لم يكن له حظ في غيره في العلوم فهو أولى، هكذا في الخلاصة فإن تساووا فأقرأهم أي أعلمهم بعلم القراءة......فإن تساووا فأورعهم فإن تساووا فأسنهم كذا في الهداية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة“: ج۱، ص:۱۴۱)

ثم الأورع ثم الأسن. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پنج وقتہ نماز کی پابندی کرنے اور پابندی نہ کرنے والوں میں امامت کا حقدار کون ہے؟

(۷۵) **سوال:** ایک مولوی صاحب مکمل عالم ہیں؛ مگر ہفتہ میں ایک دن بھی ان کو مسجد میں نہیں دیکھا جاتا صرف جمعہ کی نماز پڑھانے آتے ہیں۔ دوسرے مولوی صاحب کی تعلیم ہدایہ اولین تک ہے وہ پانچوں وقت کی نماز کے پابند ہیں ان دونوں میں سے نماز پڑھانے کے لیے کون سے مولوی صاحب بہتر ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: جمال الدین، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: ان دونوں میں سے جو شخص مسائل نماز سے واقف اور پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنے والا ہے وہ ہی افضل ہے کہ اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے اس صورت میں ﴿إن أکرکم عند اللّٰہ أتقاکم﴾ پر عمل کیا جائے اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے جماعت میں نہ دیکھنے یا اس کے حاضر جماعت نہ ہونے کی وجہ کو معلوم کریں کوئی شرعی عذر تو نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۲/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ”کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۴)

(۲) الأولی بالإمامة أعلمهم بأحکام الصلاة هکذا في المضمرات وهو الظاهر هکذا في البحرالرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلوة، الباب الخامس: في الإمامة، الفصل الثاني في بیان من هو أحق بالإمامة“: ج۱،ص:۱۴۱)

الأحق بالإمامة تقدیماً بل نصبا. مجمع الأنهر. الأعلم بأحکام الصلاة. (ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۴)

(۱) فإن تساووا فأورعهم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلوة،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دوکاندار کا امامت کرنا:

(۷۶) سوال: امام کی غیر موجودگی میں باشرع اور صحیح قرآن کریم پڑھنے والا کوئی دوکاندار امامت کرسکتا ہے یا نہیں، بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: امین الدین، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: دکاندار اگر لائق امامت ہو تو اس کی امامت بالکل درست ہے، دکاندار ہونے کی وجہ سے اس کی امامت کے صحیح ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۳/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة": ج۱، ص:۱۴۱)

الأعلم بالسنة أولى إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس لايرغبون في الاقتداء به. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۴)

(۱) إذا لم يكن بين الحاضرين صاحب منزل ولا وظيفة ولا ذو سلطان فالأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم الأشرف نسبا ثم الأحسن صوتا ثم الأنظف ثوبا، فإن استووا يقرع أو الخيار إلى القوم فإن اختلفوا فالعبرة بما اختاره الأكثر وإن قدموا غير الأولى فقد أساء وا. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة، فصل في الأحق بالإمامة وترتيب الصفوف": ص:۱۱۱،۱۱۲)

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحيحه: "كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة": ج۱، ص: ۲۳۶، رقم:۶۷۳)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة، وتجويداً للقراءة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في الصلوة": ج۲، ص:۲۹۵،۲۹۴)؛

وثم الأحسن تلاوة وتجويداً، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (أيضًا:)

حاکم کی موجودگی میں محکوم کا نماز پڑھانا:

(۷۷)**سوال:** کیا استاذ کی موجودگی میں شاگرد نماز پڑھا سکتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حاکم کی موجودگی میں محکوم نماز نہیں پڑھا سکتا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، جلالپور، اے پی

الجواب وباللہ التوفیق: یہ سمجھنا غلط ہے کہ حاکم کی موجودگی میں محکوم نماز نہیں پڑھا سکتا؛ لہٰذا استاذ کی موجودگی میں طالب علم کا امامت کرنا درست ہے۔ وہ باریش ہوتو زیادہ بہتر ہے استاذ کو مقدم کرنا چاہیے، لیکن استاذ ہی اپنے شاگرد کو آگے بڑھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۲/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)إذا لم يكن بين الحاضرين صاحب منزل ولا وظيفة ولا ذو سلطان فالأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم الأشرف نسبا ثم الأحسن صوتا ثم الأنظف ثوبا، فإن استووا يقرع أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا فالعبرة بما اختاره الأكثر وإن قدموا غير الأولى فقد أساء وا.
(حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، فصل في الأحق بالإمامة وترتيب الصفوف'': ص:۱۱۱،۱۱۲)

عن عبداللہ بن مسعود رضي اللہ عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب اللہ وأقدمهم قراءة.
(أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص:۲۳۶، رقم: ۶۷۳)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة، وتجويداً للقراءة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۵،۲۹۴)

ثم الأحسن تلاوة وتجويداً، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (أيضًا:)

و إن كان ذلك الذي يقدمه مفضولا بالنسبة إلى باقي الحاضرين (النووي، شرح النووي على مسلم، باب من أحق بالإمامة ج۱، ص:۲۳۶)

عالم، مفتی اور نماز کے مسائل سے واقف کی موجودگی میں امامت کا حقدار کون ہے؟

(۷۸) **سوال:** ایک شخص جو جید عالم اور مفتی ہے، اس کو مسائل سے بہترین واقفیت ہے وہ اپنے گاؤں میں امامت کرنا چاہتا ہے ان کا کہنا ہے کہ جمعہ وعیدین اور نماز جنازہ وغیرہ پڑھانے کا زیادہ حقدار میں ہوں جب کہ اس کے علاوہ گاؤں میں کوئی مفتی اس سے زیادہ مسائل سے واقف نہیں ہے تو کون زیادہ حقدار ہے، گاؤں والوں کو کس کا انتخاب کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مصلح الدین، غازی پور

الجواب وباللہ التوفیق: جو آدمی نمازیوں میں سب سے زیادہ لائق ہو اور نماز وغیرہ کے مسائل سے زیادہ واقف ہو، متبع شریعت ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو ایسے شخص کو امام بنانا چاہئے، امامت ایک جلیل القدر منصب ہے اس کے لیے کسی اچھے وجید عالم کو ہی منتخب کیا جانا چاہئے تاہم فتنہ وفساد سے بچنے کی ہر ممکن کوشش اہل مسجد پر لازم ہے۔

”والأحق بالإمامة تقديما بل نصباً، الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ......ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراء ة ثم الأورع“(۱)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۸/۶/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، رد المحتار،”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند۔

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحيحه، ”كتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب من أحق بالإمامة“: ج ۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳)

ثم الأحسن تلاوة وتجويداً، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (ابن عابدين، رد المحتار،”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۴، زكريا)

علماء کی موجودگی میں غیر عالم، غیر حافظ کی خطابت وامامت کا حکم:

(۷۹) **سوال:** برسوں سے ایک خاندان کے ایک عام فرد غیر حافظ، غیر عالم کے خطبہ دینے کا سلسلہ چلا آرہا ہے، آخر میں چھ سات سال سے اسی خاندان کا ایک فرد جو صرف ناظرہ خواں ہے۔ نہ حافظ ہے، نہ عالم، خطبہ دے رہا ہے اور خطبہ کے دوران کچھ خرافات ہوتی ہیں، کیا ایسے شخص کا خطبہ دینا اور نماز پڑھانا درست ہے، جب کہ اس بستی میں عالم بھی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نبیل، پہانی

الجواب وباللہ التوفیق: افہام وتفہیم کا پہلو اختیار کرنا ہی بہتر ہے اس کے لیے آپ کوئی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں؛ بلکہ یہ عمل کار ثواب ہوگا اور فتنہ وفساد کا سد باب بھی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، خطبات میں خطا ہو جائے تو کوئی خاص نقصان نہیں ہوگا مگر امامت کے دوران قرأت میں خطا ہو جانا بعض دفعہ نماز کے فاسد ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے؛ لہٰذا کوئی فریق ضد سے کام نہ لے اگر واقعۃً ایسی خطا نہیں ہے جو مفسد نماز ہو تو بھی امام وخطیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا خیال کر کے اعلم من الناس کو ترجیح دینا چاہئے دین میں وراثت علمی اعتبار سے چلتی ہے خاندانی اعتبار سے نہیں، پھر بھی امام بضد رہتا ہے تو اس کے لیے امامت کرنا مناسب نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود رضي اللہ عنه قال: قال لنا علیه السلام: یؤم القوم أقرأهم لکتاب اللہ وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحیحه، "کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب من أحق بالإمامة": ج۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاة ثم الأحسن تلاوة، وتجویداً للقراءة. (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص: ۲۹۵-۲۹۴، زکریا)

کمیٹی کا مقرر کردہ امام ہی اصل امام ہے:

(۸۰) **سوال:** ہماری مسجد کے منتظمین نے ایک نیا امام مقرر کیا ہے اور جو سابق امام تھے ان کو لکنت کی وجہ سے علاحدہ کردیا ہے تو نئے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: منتظمہ کمیٹی کا مقرر کردہ امام ہی امام ہے جس کو لکنت وغیرہ اعذار کی وجہ سے علاحدہ کردیا گیا وہ امام ہی نہیں ہے؛ البتہ جو نمازیں سابق امام کی اقتداء میں پڑھی گئیں وہ نمازیں سب کی ادا ہوگئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ امام کو چاہئے کہ اختلافات کا باعث نہ بنے منتظمہ کمیٹی کو تقرر کرنے اور علاحدگی کا پورا اختیار حاصل ہے اس کے فیصلہ پر عمل ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۷/۱۲/۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امامت کا حقدار کون ہے؟

(۸۱) **سوال:** بستی کی ایک مسجد میں امامت کے لیے بہت سے لوگ دعویدار ہیں کچھ صحیح قرآن پڑھنے والے ہیں اور کچھ کا قرآن صحیح نہیں ہے، ان میں سے امامت کے لیے کس طریقہ پر انتخاب کیا جائے تاکہ کوئی اختلاف نہ ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زید عالم، بارہ بنکی

---

(۱) إعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولىٰ بالإمامة من غيره مطلقاً. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)

(۲) ولو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أولأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً. (أيضًا:)

الجواب وباللہ التوفیق: اچھا پڑھنے والے حافظ کو امام مقرر کیا جائے اور اختلاف کی صورت میں امامت کے لیے قرعہ اندازی درست ہے؛ لیکن قرعہ میں انہی کے نام شامل کیے جائیں کہ جو قرآن صحیح پڑھتے ہیں۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۳/۱/۱۴۲۷ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا سابق امام کا حافظ بیٹا عالم کے مقابلے میں مستحق ہے؟

(۸۲) **سوال:** بندہ مومن قبرستان کی مسجد دھولیہ، مہاراشٹر میں بحیثیت امام ہے۔ ۲۰۰۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل ہوئی ۲۰۱۲ء میں بحیثیت امام وخطیب تقرر ہوا، ''الحمد للہ علی ذلک'' اس مسجد میں پنج وقتہ اور عیدین کی نمازیں ادا ہوتی ہیں، عیدین اور جمعہ میں شہر کے کافی لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ہمارے شہر میں آج سے تقریباً چالیس پچاس سال پہلے کوئی عالم نہیں تھا۔ تو اس قبرستان کی مسجد میں شہر کی بزرگ شخصیت حضرت حافظ عبدالقیوم صاحبؒ صرف عیدین کی امامت کرتے تھے اور مسجد میں ایک امام الگ تھا، پھر حافظ صاحب کے فرزند دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کر کے آئے مولانا کا ایک مقام تھا اور عزت تھی؛ اس لیے مولانا اپنے والد کی حیات میں ہی اس مسجد میں عیدین کی امامت کرنے لگے تھے، مولانا بڑے عالم تھے اس لیے عیدین کے اجتماع سے خطاب اور امامت کے لیے موزوں تھے (لہٰذا مقررہ امام سے نماز عیدین نہ پڑھوا کر حضرت مولانا سے پڑھوائی جاتی تھی)۔

۷/۱/اگست ۲۰۱۴ء میں مولانا داعی اجل کو لبیک کہہ گئے (إنا للہ وإنا إلیه راجعون) تو مولانا کے لڑکے جو صرف حافظ ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ عیدین کی نماز پڑھاتے آئے ہیں؛ اس لیے اب ہم ہی پڑھائیں گے۔ مولانا کی وفات کے بعد ذمہ داروں اور شہر کے ایک بڑے عالم کی رائے کے مطابق بندہ (یعنی موجودہ امام) نے سالِ گذشتہ بقرعید کے موقعہ پر خطاب کیا

(۱) ثم الأحسن تلاوة وتجويد أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ أي أجود لا أكثرهم حفظاً ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۵)

اور امامت کے فرائض انجام دیئے؛ لیکن مولانا مرحوم کے لڑکوں کی ضد میں آکر ذمہ داران اپنا فیصلہ اس اعتبار سے بدل رہے ہیں کہ مولانا مرحوم کے اکرام اور ان کو خراج عقیدت کے طور پر ان کے لڑکے کو جو صرف حافظ ہیں امامت کی ذمہ داری دے رہے ہیں۔ بندہ نے کہا بھی کہ میں امام ہوں اور امام ہونے کی حیثیت سے امامت کا میں حقدار ہوں۔ دوسرے اور جو شہر کے بڑے عالم ہیں وہ اپنے اپنے مقام میں اپنی مسجدوں میں امامت کرتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمایئے؟ ''بینوا توجروا''

(۱) اس مسجد میں عیدین کی امامت کا حق دار کون ہے؟

(۲) کیا امام کو عیدین کی نماز سے روکنا جائز ہے؟

(۳) کیا شریعت میں اس طرح اکرام اور خراج عقیدت کا طریقہ ہے؟

(۴) کیا مولانا مرحوم کی اولاد یہاں عیدین کی امامت کے حقدار ہیں؟

شہر کی اکثر عوام کا بھی یہی کہنا ہے کہ مولانا مرحوم کے بعد اب امام ہی عیدین کی نماز کا حقدار ہے تو ذمہ داروں کا یہ فیصلہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ہلال احمد، بنی گنج

الجواب وباللہ التوفیق: بشرطِ صحت سوال صورت مسئولہ میں امامت کے زیادہ حقدار وہ امام صاحب ہیں جو مسجد کے مستقل امام ہیں اور پنج وقتہ نمازیں پڑھاتے ہیں عیدین کی نماز میں وارث بن کر امامت کرنے کے لیے زور دینا درست نہیں ہے۔ امام صاحب اگر اپنی مرضی سے کسی کو دیدیں تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن اس کے لیے ان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۶/۸/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) (والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصبا مجمع الأنهر، (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، (حسن تلاوة) وتجويداً (للقراء ة ثم الأورع) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مقرر امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۸۳) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب نے اپنی ضرورت کی وجہ سے اپنی طرف سے ایک صاحب کو قائم مقام امام مقرر کر دیا، اب امام صاحب کی غیر موجودگی میں مقتدیوں میں سے ایک صاحب جو بڑے عالم ہیں انہوں نے اس قائم مقام امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور اپنی نماز تنہا ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ان سے بڑا عالم ہوں، امامت کا میں حقدار ہوں کیا ان کا یہ کہنا اور جماعت چھوڑنا درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکبر، مادھو پوری

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال مقرر قائم، مقام امام امامت کے مستحق ہیں، دوسرا آدمی جو مقرر امام نہیں ہے وہ مستحق امامت نہیں ہے نیز کسی شرعی وجہ کے نہ ہوتے ہوئے اس شخص کا جماعت چھوڑ کر چلے جانا قطعاً درست نہیں اور ان کا یہ کہنا کہ میں مقرر قائم مقام امام سے بڑا عالم ہوں یہ شرعی عذر نہیں ہے، مقرر امام خواہ مقتدی سے کم درجہ کا عالم ہو تب بھی جماعت چھوڑنی درست نہیں اور ترک جماعت کا گناہ اس کے دامن پر ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۵/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أی الأكثر اتقاء للشبهات والتقوى: اتقاء المحرمات. الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلوة هكذا في المضمرات، هذا إذا علم من القراء ة قدر ما تقوم به سنة القراءة هكذا في التبيين. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲ص:۲۹۴)

ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه كذا في المحيط وإن كان متبحرا في علم الصلوة لكن لم يكن له حظ في غيره من العلوم فهو أولى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة'': ج۱ص:۱۴۱)

(۱) عن أبي مسعود، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يؤم الرجل في سلطانه ولا يجلس على تكرمته في بيته إلا بإذنه. (أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول الله...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پابند شرع اور غیر پابند شرع میں امامت کا حق دار کون؟

(۸۴) **سوال:** ہماری مسجد میں امام مقرر نہیں ہے مگر دو لوگ ہیں ایک زید دوسرا بکر۔ زید کی ڈاڑھی بھی ہے اور اعلم بالسنۃ بھی ہے اور پابند شرع بھی ہے، مگر بکر ڈاڑھی کاٹتا ہے پابند شرع بھی نہیں ہے کبھی کبھار وہ بھی نماز پڑھاتا ہے ایسی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ضیاء اللہ، غازی پور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر امام متعین ہے تو وہ نماز پڑھائے اور اگر مقرر نہیں ہے تو مقرر کر لیا جائے جو پابند شریعت اور امامت کے لائق ہو، امام کے مقرر نہ ہونے کی صورت میں زید سے امامت کرائیں، اس لیے کہ وہ اعلم بالسنۃ اور پابند شرع ہے۔ بکر تو ڈاڑھی بھی کٹاتا ہے اور ایک مشت سے کم رکھتا ہے اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ فرض ادا ہو جاتا ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۱۲/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... صلی اللہ علیه وسلم، باب من أحق بالإمامة": ج۱، ص:۴۵۸، رقم:۲۳۵)

ولا يؤمن الرجل الرجل في سلطانه) أی: في مظهر سلطنته ومحل ولايته، أو فيما يملكه، أو فی محل يكون في حكمه) ويعضد هذا التأويل الرواية الأخرى في أهله، ورواية أبي داؤد في بيته ولا سلطانه، ولذا كان ابن عمر يصلی خلف الحجاج، وصح عن ابن عمر أن إمام المسجد مقدم على غير السلطان، وتحريره أن الجماعة شرعت لاجتماع المؤمنين على الطاعة وتآلفهم وتوادهم، فإذا أم الرجل الرجل في سلطانه أفضى ذلك إلى توهين أمر السلطنة، وخلع ربقة الطاعة. (ملا علي قاري، المرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، الفصل الأول": ج۳، ص:۱۷۵، رقم:۱۱۱۷)

قوله صلى الله عليه وسلم: ولا يؤمن الرجل في سلطانه معناه ماذكره أصحابنا وغيرهم أن صاحب البيت والمجلس وإمام المسجد أحق من غيره وإن كان ذلك الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه وصاحب المكان أحق فإن شاء تقدم وإن شاء قدم من يريده وإن كان ذلك الذي يقدمه مفضولاً بالنسبة إلى باقي الحاضرين لأنه سلطانه فيتصرف فيه كيف شاء. (النووي، شرح النووی على مسلم، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب من أحق بالإمامة": ج۱، ص:۲۳۶، رقم:۶۷۳)

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ولدالزنا وغیر ولدالزنا میں امامت کا حقدار کون ہے؟

(۸۵) **سوال:** ولدالزنا باشرع شخص جس کا یہ عیب عندالناس مشہور اور معروف ہو اس کی امامت سے مقتدی بھی سب خوش ہوں حالاں کہ دوسرا باشرع شخص بھی موجود ہے جو اس عیب سے بھی مستثنٰی ہے ایسی حالت میں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نفیس احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں جو امام مقرر ہے اگرچہ بقول آپ کے ولدالزنا ہے مگر باشرع، دیندار، عالم دین ہونے کی بناء پر اسی کو امامت پر باقی رکھنا چاہئے ورنہ امامت کھیل بن کر رہ جائے گی اور لوگوں کی نظروں میں امام کی عظمت و وقار گھٹ جائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۷/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض ثم. الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

إن سركم أن تقبل صلوتكم فليؤمكم خياركم. (المعجم الكبير للطبراني، ''باب أما أسند مرثد بن أبي مرثد الغنوي'': رقم:۷۷۷)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما فعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب في الأخذ من اللحية'': ج۳،ص:۳۹۸)

صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولیٰ من الإنفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد'': ج۲،ص:۳۰۱،۳۰۲)

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض ثم. الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

اجعلوا أئمتكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (سنن الدار قطني، ''باب تخفيف القرأة لحاجة'': رقم:۱۸۸۱)

سید اور تیاگی میں کون امامت کا حقدار ہے؟

(۸۶)**سوال:** زید وعمر دو شخص ہیں، عمر سید ہے اور زید تیاگی ہے، علم اور عمل میں دونوں برابر ہیں اخلاق وعادت یکساں ہیں یہ دونوں امامت کرنا چاہتے ہیں تو بستی والے کس کو رکھیں؟ سید افضل ہے تو کیوں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حمزہ حسن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ دونوں واقعی طور پر علم، مسائل اور علم تجوید میں یکساں ہیں، تو ان میں جو شخص زیادہ پرہیزگار اور زیادہ عمر والا ہے اس کو امام بنایا جائے۔ اور اگر ان سب میں دونوں برابر ہوں، تو سید کو امام بنایا جائے۔

”ثم أكثرهم حسبا ثم الأشرف نسبا“[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۲/۱۰/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا امامت کے لیے بیوی کا خوبصورت ہونا ضروری ہے؟

(۸۷)**سوال:** زید امام ہے اور بکر بھی امام ہے، دونوں برابر ہیں، تو کیا ان کی بیوی کو دیکھا جائے گا، جو زیادہ خوبصورت ہوگی، وہ ہی امامت کرنے کے لائق ہے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحیم، رہتاس

---

(۱) الحصكفي، الدر المحتار، ”كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲، ص:۲۹۵.
والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراء ة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات أي الأكثر اتقأ للشبهات، والتقوى اتقأ المحرمات ثم الأحسن أي الأقدم إسلاما فيقدم شاب على شيخ أسلم، وقالوا يقدم الأقدم ورعا، وفي النهر عن الزاد وعليه يقاس سائر الخصال، فيقال يقدم أقدمهم علما ونحوه وحينئذ فقلما يحتاج للقرعة ثم الأحسن خلقا بالضم ألفة بالناس ثم الأحسن وجها. (أيضًا: ص:۲۹۴)

الجواب وباللہ التوفیق: بیوی کا خوبصورت ہونا یا نہ ہونا امامت سے متعلق نہیں ہے اوراس قسم کی باتیں کرنا مذہب میں تحریف کے مترادف ہے جو باعث گناہ ہے، دونوں شخصوں میں جو خوش الحان بھی ہو اس کو ترجیح دی جائے۔

اور بعض فقہاء نے جو یہ لکھا ہے: ''ثم الأحسن زوجة'' اس کی علت یہ ہے کہ زوجہ کے خوبصورت ہونے کی وجہ سے دوسری عورتوں کی طرف التفات نہیں کرے گا۔ صالح اور نیک ہوگا علت اور سبب کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کا عمومی مطلب یہ نہیں کہ جس کی بیوی خوبصورت ہو، تو وہ وجہ تقدیم امامت بن جائے ایسا نہیں ہے۔

اس لیے دیکھا جائے کہ خوش الحان ہو اور زیادہ صالح وعابد وزاہد ہو اور اس میں بھی دونوں برابر ہوں تو قرعہ اندازی کرلی جائے، جیسا کہ شامی نے وضاحت کی ہے۔ [۱]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امامت کا حقدار کون ہے قاری یا عالم؟

(۸۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

قاری کی امامت بہتر ہے یا عالم کی؟

فقط: والسلام

المستفتی: جمال الدین، مظفرنگر

---

(۱) (قوله ثم الأحسن زوجة) لأنه غالباً يكون أحب لها وأعف لعدم تعلقه بغيرها وهذا مما يعلم بين الأصحاب أو الأرحام أو الجيران إذ ليس المراد أن يذكر كل أو صاف زوجته حتى يعلم من هو أحسن زوجة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'':ج۲،ص:۲۹۵)

ولا شك أن هذه المعاني إذا اجتمعت في إنسان كان هو أولى كما بينا أن بناء أمرالإمامة على الفضيلة والكمال والمستجمع فيه هذه الخصال من أكمل الناس: أما العلم والورع وقراء ة القرآن فظاهر. (الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلوٰة:بيان أحق بالإمامة'':ج۱،ص:۳۸۸،زكريا ديوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عالم ایسا قرآن پڑھتا ہے جس سے نماز ہو جائے، تو قاری محض کو امام نہ ہونا چاہیئے اور جو عالم ایسا قرآن نہ پڑھے کہ نماز صحیح ہو جائے، تو قاری کو امام بنایا جائے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر حافظ و غیر عالم کا امامت کرنا:

(۸۹) **سوال:** زید غیر حافظ اور غیر عالم ہے، مگر صوم صلوٰۃ کا بڑا پابند ہے، اس کے مقابلے میں عمر غیر حافظ و عالم ہے اور کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے، ان دونوں میں آپسی تنازعہ ہے اگر زید نماز پڑھاتا ہے تو عمر گھریلو تنازعہ کی بنیاد پر اس کے نماز پڑھانے پر اعتراض کرتا ہے تو جو لوگ اس کے پیچھے پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد دلشاد، فرخ آبادی

الجواب وبا للہ التوفیق: امامت کے لیے حافظ قرآن ہونا یا عالم ہونا شرط نہیں بلکہ ضرورت کے بقدر قرآن یاد ہو اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو یہ کافی ہے اس لیے مذکورہ صورت میں اگر زید شرعی طریقہ پر نماز پڑھاتا ہے تو بلا وجہ کسی کو اعتراض نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی امامت سے روکنا چاہیئے۔

"والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا ...... وحفظه

---

(۱) الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوٰة ثم الأحسن تلاوة للقراءة ثم الأورع. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۴؛ و ابن الهمام، وفتح القدير، "كتاب الصلوة، باب الإمامة": ج ۱، ص: ۳۵۴، زکریا دیوبند)

قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة"[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۹/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تارک جماعت عالم کی امامت کا حکم کیا ہے؟

(۹۰) **سوال:** اگر کوئی عالم نماز جماعت سے نہ پڑھتا ہو، بلکہ کبھی کبھی جماعت سے نماز پڑھتا ہو تو ایسے عالم کو نماز میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص جو ناظرہ خواں ہو اور پابند نماز باجماعت ہو، اس کے مقابلہ میں بہتر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد خالد، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: جو عالم ماہر ہو، مگر بلا عذر تارک جماعت ہو، تو وہ فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہے، ناظرہ خواں امامت کے لیے بہتر ہے، کیوں کہ فاسق اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم ہو امامت اس کی مکروہ ہے، تاہم بلا تحقیق کسی عالم پر الزام نہ لگایا جائے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۴.
فالأعلم بأحكام الصلوة الحافظ مابه سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غير متبحر في بقية العلوم.
(أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ص:۲۹۹، شیخ الہند)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماء كم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم في رواية فليؤمكم خياركم...... ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعا فلا يعظم يتفرعه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة'': ص:۳۰۱، ۳۰۲، شیخ الہند دیوبند)

وأما الفاسق وقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لاتزول العلة. (الحصكفي، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۹، زکریا دیوبند)

فصل ثالث:

بدعتی کی امامت

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاغوث الاعظم، یاحسین کا نعرہ لگانے والے کی امامت:

(۹۱) **سوال:** ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام کے عقائد اس طرح ہیں کہ بعد نماز یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاغوث الاعظم یاحسین وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں کہ یہ ہماری ندا کوسن رہے ہیں۔

اور ایک مزار ہے امام صاحب اس کا طواف کرتے ہیں اور ہندوؤں سے بھی طواف کراتے ہیں، تو ہماری نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید ظہیر الدین، اڑیشہ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال امام اگر واقعی طور پر ایسا ہی ہے جیسا کہ تحریر سوال میں لکھا گیا ہے، تو وہ شخص بدعقیدہ اور بدعتی ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے پس ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے، بلکہ کسی متقی دیندار اور پرہیزگار متبع سنت کو امام بنایا جائے، کیوں کہ مذکورہ شخص اپنی بداعتقادی اور بدعت کی وجہ سے فاسق وفاجر ہے اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں ہے اور جو نمازیں اس کی امامت میں ادا ہوئی ہیں ان کا اعادہ ضروری نہیں ہے وہ نمازیں کراہت کے ساتھ ادا ہوگئی ہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵:۶/۲۳)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وذكر الشارح وغيره أن الفاسق إذا تعذر منعه يصلي الجمعة خلفه وفي غيرها ينتقل إلى مسجد آخر وعلل له في المعراج بأن في غير الجمعة يجد إماما غيره. (ابن نجيم، البحر الرائق،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل کی امامت:

(۹۲)سوال: ایک امام آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل ہے۔ ’’أعطیت علم الأولین و الآخرین‘‘ سے استدلال کرتا ہے، تو اس کی امامت کیسی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: وزیر الدین، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اس کا یہ عقیدہ قطعی طور پر باطل ہے اور اس پر اصلاح لازم ہے اگر وہ اصلاح نہ کرے، تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ عقائد صحیحہ کا حامل یا پابند احکام امام مقرر کرنا چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۲/۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ’’کتاب الصلاة، باب الإمامة‘‘: ج۱،ص:۶۱۱)

(وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع) فالحاصل أنه يكره إلخ قال الرملي: ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة، باب إمامة العبد والأعرابي والفاسق‘‘: ج۱،ص:۶۱۱،۶۱۰)

(۱)(ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وكل من كان من قبلتنا (لا يكفر بها) حتى الخوارج الذين يستحلون دمائنا وأموالنا وسب الرسول، وينكرون صفاته تعالىٰ وجواز رؤيته لكونه عن تأويل وشبهة بدليل قبول شهادتهم، إلا الخطابية ومنا من كفرهم (وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها) كقوله إن الله تعالىٰ جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق (فلا يصح الاقتداء به أصلا) فليحفظ. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ’’كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲،ص:۲۹۹-۳۰۱)

(قوله وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا) بيان للشيئين الصحة والكراهة أما الصحة فمبنية على وجود الأهلية للصلاة مع أداء الأركان وهما موجودان من غير نقص في الشرائط والأركان، وأطلق المصنف في المبتدع فشمل كل مبتدع هو من أهل قبلتنا، وقيده في المحيط والخلاصة والمجتبى وغيرها بأن لا تكون بدعته تكفره، فإن كانت تكفره فالصلاة خلفه لا تجوز، وعبارة الخلاصة هكذا. وفي الأصل الاقتداء بأهل الأهواء جائز ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

رافضی کی امامت کا حکم:

(۹۳) سوال: ایک شخص شیعہ ہے اصحاب ثلاثہ کو برا کہتا ہے اور مسجد میں امامت کرتا ہے تو ہماری نماز اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: گل محمد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص رافضی کہلاتا ہے اس کی امامت میں نماز نہ پڑھی جائے، اگر پڑھ لی ہے تو اعادہ کرلیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إلا الجهمية والقدرية والروافض الغالي ومن يقول بخلق القرآن والخطابية والمشبهة وجملته أن من كان من أهل قبلتنا ولم يغل في هواه حتى يحكم بكفره تجوز الصلاة خلفه وتكره، ولا تجوز الصلاة خلف من ينكر شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم أو ينكر الكرام الكاتبين أو ينكر الرؤية؛ لأنه كافر. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة، الأحق بالإمامة في الصلاة": ج۱، ص: ۶۱۰، ۶۱۱)

قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن، وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا في التبيين والخلاصة وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره": ج۱، ص: ۱۴۱)

(۱) قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره": ج۱، ص: ۱۴۱)

وفي الأصل الاقتداء بأهل الأهواء جائز إلا الجهمية والقدرية والروافض الغالي، ومن يقول بخلق القرآن والخطابية والمشبهة وجملته أن من كان من أهل قبلتنا ولم يغل في هواه حتى لم يحكم بكفره تجوز الصلاة خلفه وتكره، ولا تجوز الصلاة خلف من ينكر شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم أو ينكر الكرام الكاتبين أو ينكر الرؤية لأنه كافر. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، الأحق بالإمامة في الصلاة": ج۱، ص: ۶۱۱، ۶۱۰)

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی امامت:

(۹۴)**سوال:** زید ایک مسجد میں امام ہے؛ مگر بد مزاج ہے اور بات بات میں زبان سے گالی نکالتا ہے، کسی بھی مسئلہ پر آپے سے باہر ہو جاتا ہے، خدائے واحد کو بھی برا بھلا کہتا رہتا ہے ''نعوذ باللہ من ذلك'' ایک دفعہ کہا کہ اگر اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے میرا کام نہیں کیا تو یہیں پر یعنی مسجد میں اس کی قبر بناؤں گا۔ ایک مرتبہ کہا کہ اگر میں مکہ مکرمہ سے واپس آجاؤں، تو اپنی ماں سے زنا کروں ایسے امام کے لیے کیا حکم ہے اور جو متولی ایسے بدکلام کو امام رکھے اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عابد مرزا، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں جو جملہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مذکور ہے اگر وہ صحیح ہے، تو مذکورہ شخص بلا شبہ مرتد اور اسلام سے خارج ہو گیا، نیز دیگر مذکورہ امور بھی مشتبہ ہیں؛ اس لیے متولی، نمازی ومقتدی حضرات اور اہل محلّہ پر اس کو فوراً امامت سے علاحدہ کر دینا واجب ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)(قوله: خلف من لا تكفره بدعته) فلا تجوز الصلاة خلف من ينكر شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم أو الكرام الكاتبين أو الرؤية لأنه كافر، وإن قال لا يرى لجلاله وعظمته فهو مبتدع. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة:فصل في بيان الأحق بالإمامة''، ص:۳۰۳، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

(ويكره إمامة عبد ...... ومبتدع لا يكفر بها ...... وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها) كقوله إن الله تعالىٰ جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد''، ج۲، ص:۲۹۸-۳۰۱)

وحاصله:إن كان هوىٰ لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱، ص:۱۴۱، زکریا دیوبند)

برسی وچہلم میں شرکت کرنے والے کی امامت:

(۹۵) **سوال:** ایسے آدمی کے متعلق کیا خیال ہے جس کو علاقہ کے آدمی اپنا پیشوا مانتے ہوں اور وہ جمعہ وعیدین کی نماز بھی پڑھاتا ہو، امام صاحب کے خاندان اور راجہ صاحب یعنی سابقہ والی ریاست کے گہرے تعلقات ہیں ایسے امام صاحب ۱۹۴۷ء کے دور میں راجہ کے فوت ہوجانے کے بعد راجہ صاحب کے وارثین کی بھی خدمت کررہے ہیں ان کے وصال کے بعد راجہ صاحب کے وارثین ان کی ہر سال برسی مناتے ہیں یہ برسی ایک سکھ راجہ کی منائی جاتی ہے موصوف مذکور ایک دینی مدرسہ کے مہتمم اور منتظم بھی ہیں، مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کو بھی اس دن کی چھٹی کرکے برسی میں شامل کرتے ہیں اس میں گرنتھ کا پاٹھ بھی ہوتا ہے اور قیام بھی کرتے ہیں جیسے کہ بریلوی حضرات کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں۔ یہ حضرات تمام کاموں میں شامل ہوتے ہیں اور اس میں مذکور موصوف خود بھی بڑے اہتمام کے ساتھ حصہ لیتے ہیں اور پورے علاقہ کے مسلمانوں کو بھی دعوت نامہ ارسال کرکے برسی میں مدعو کرتے ہیں اور آنے والے حضرات کا انتظام موصوف مذکور کے گھر پر بھی ہوتا ہے موصوف مذکور کے کئی پشتوں سے پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہے، لیکن اس امام صاحب کے آباؤ اجداد اپنے وقت کے ولی کامل گزرے ہیں جب کہ علاقہ کے تمام مسلمان باشندے اہل سنت والجماعت اور دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ یہ حضرات برسی چہلم کی دعوتوں میں شامل ہوتے ہیں کیا ان کی پیشوائی درست ہے؟ اور ان کے عقائد ازروئے شریعت درست ہے یا نہیں؟ اس کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ''بینوا وتوجروا''۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالخالق، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کرنا بدعت وگمراہی ہے اور کافرانہ رسم ورواج ہے پس مذکورہ شخص بھی (تاوقتیکہ توبہ نہ کرلے) امام بنانے کے قابل نہیں ہے اس کی نماز مکروہ تحریمی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۸/۲ / ۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) قوله: (یکون محرزاً ثواب الجماعة) أي مع الكراهة إن وجد غیر هم ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بدعتی امام کا دسواں وغیرہ منانا:

(۹۶) سوال: زید جو کہ بدعتی ہے اس کے اندر وہ تمام قباحتیں ہیں جس سے اسلام نے منع کیا ہے مثلاً محرم، دسواں، تیجہ، قبر پرستی اور عرس وغیرہ کو شرعاً صحیح ماننا اور قبروں پر پھول، چادر ڈالنا اور پھول چڑھانا، بعد نماز عصر وفجر الفاتحہ کہنا، پتہ نہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ اور بہت سی خرافات ہیں اس کے اندر جس شخص میں یہ اوصاف قبیحہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوں، آیا ایسے شخص کو امام بنایا جائے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ سے دو گروہ ہو گئے، بعض تو اس امام ہی کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں اور بعض تو مسجد میں آ کر الگ نماز پڑھتے ہیں، ایسے شخص کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مرزا رشید احمد قاسمی، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص امامت کا اہل نہ ہو، بدعات کا مرتکب ہو مسلمانوں میں گروہ بندی اور اختلاف کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے [1]، اگر کوئی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وإلا فلا كراهة، كما في البحر بحثاً وفي السراج هل الأفضل أن يصلي خلف هؤلاء أم الإنفراد؟ قيل أما في الفاسق فالصلاة خلفه أولىٰ، وهذا إنما يظهر على أن إمامته مكروهة تنزيها أما على القول بكراهة التحريم فلا وأما الآخرون فيمكن أن يقال الإنفراد أولىٰ لجهلهم بشروط الصلاة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق الإمامة، ص:۳۰۳)

ويكره إمامته عبد ...... ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۹)

وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس، في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج ۱،ص:۱۴۱، زکریا دیوبند)

لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (محمد ثناء الله پاني پتي، التفسير المظهري، ”سورة آل عمران:۶۴“: ج۲،ص:۶۸، زکریا دیوبند)

(۱) بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، فتاویٰ رشیدیہ، بدعتی کی امامت کا حکم: ص:۳۵۲، جسیم بکڈپو، دہلی)

امامت کا اہل نماز پڑھانے والا نہ ہو تو فاجر کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی؛ لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ کہ فرض کی ادائیگی ہوگی ثواب کا حصول نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۶/۱۲/۲۱ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

عرس، تیجہ، دسواں میں شرکت کرنے والے کی امامت:

(۹۷) **سوال**: جو شخص رسوم عرس، تیجہ، دسواں وغیرہ کرتا ہے اور اس میں شرکت کرتا ہے اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص بدعتی اور فاسق ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن جو نمازیں اس کی امامت میں ادا کرلی ہیں وہ ادا ہوگئیں ان کا اعادہ ضروری نہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۱۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ما ينال خلف تقي كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱،ص:۱۴۱)

(۲) ويكره إمامة عبد .... ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول ...... لا يكفر بها .... وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. فلا يصح الاقتداء به أصلاً.

قال ابن عابدين: قوله وهي اعتقاد إلخ: عزا هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا، فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸-۳۰۰)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قبروں کا طواف کرنے والے کی امامت:

(۹۸) **سوال:** مسجد کے امام صاحب عرس میں جاتے ہیں اور قبروں کا طواف کرتے ہیں اس وجہ سے نمازی ناراض ہیں۔ ایک عورت مشترکہ منکوحہ کو بھی رکھ لی ہے اس کی امامت کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الصمد، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے تحقیق بات کا تو اعتبار نہیں ہے؛ لیکن عرس وغیرہ میں شرکت اور قبروں کا طواف وغیرہ افعالِ بدعت ہیں خصوصاً قبر کا طواف کرنا کفر ہے کہ یہ عبادت بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے، نیز نمازیوں کی ناراضی بجا اور باموقع ہے اس حالت میں ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔[1]

''ولا یمسح القبر ولا یقبله فإن ذلك من عادة النصاری''[2]

''أما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه ..... بل مشیٰ في شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وهي بدعة مستقبحة. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الصلاة: باب الجنائز، فصل في الدفن'': ج۲،ص:۱۵۱)

ویکره اتخاذ الطعام في الیوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلی القبر في المواسم. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاة: مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت'': ج۲،ص:۲۴۰)

لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الأولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسا. (محمد ثناء اللہ پاني پتي، التفسیر المظهري، ''سورة آل عمران:۶۴'': ج۲،ص:۶۸، زکریا دیوبند)

(۱) ویکره إمامة عبد......ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلی اللہ علیه وسلم لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الحصکفي، الدر المختار، ''کتاب الصلاة:...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دیوبندیوں کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

(۹۹) سوال: ہمارا امام بریلوی ہے جو دیوبندیوں کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے ایسے امام کے پیچھے ہم دیوبندیوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اکرام الحق، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بریلوی مسلک کا امام شرکیہ عقائد نہیں رکھتا، صرف بدعات میں مبتلا ہے اور دیوبندیوں کو کافر کہتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز بکراہت تحریمی ادا ہوگی اگر صحیح العقیدہ امام مل جائے، تو ایسے بدعتی امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر صحیح العقیدہ امام نہ ملے، تو اس کے پیچھے ہی نماز پڑھ لی جائے، جماعت نہیں چھوڑنی چاہئے، نیز کسی بھی مسلمان پر کسی شرعی دلیل کے بغیر کافر ہونے کا حکم لگانا سخت گناہ اور حرام ہے، اس سے آدمی کا اپنا دین بھی سلامت نہیں رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو کافر کہا یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا حالاں کہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا۔

"إذا قال الرجل لأخيه يا كافر فقد باء به أحدهما"[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۶/۴/۱۴۱۲ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۸، ۲۹۹)

وعن ابن عمرو رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ثلثة لاتقبل الله منهم صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون، ورجل أتى الصلاة دباراً والدّبار أن يأتيها بعد أن تفوته ورجل اعتبد محرره (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون": ج۲، ص:۸۸، رقم:۵۹۳)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور وقرأة القرآن في المقابر": ج۵، ص:۳۵۰.

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة اقسام": ج۲، ص:۲۹۹)

(۱) أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب الأدب: باب: من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال": ج۲، ص:۹۰۱، رقم:۶۱۰۳.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

(۱۰۰) **سوال:** ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور ہر چیز مخلوق ہے حتی کہ قرآن کریم بھی مخلوق ہے تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جنید عالم، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۴/۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شرک وبدعت میں مبتلا اور غلط تفسیر کرنے والے کی امامت:

(۱۰۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:
شرک وبدعت میں مبتلا امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جو امام قرآن کریم کی تفسیر غلط کرتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وفي المحيط لو صلى خلف فاسق أو مبتدع أحرز ثواب الجماعة لكن لايجوز ثواب المصلي خلف تقي اهـ، يريد بالمبتدع من لم يكفر ولا بأس بتفضيله. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱، ص:۳۵۹-۶۰، زکریا دیوبند)

(۱) الاقتداء بأهل الأهواء جائز إلا الجهية والقدرية والروافض الغالية والقائل بخلق القرآن والخطابية والمشبهة وجملته أن من كان من أهل قبلتنا ولم يغل حتى لم يحكم بكفره تجوز الصلاة خلفه. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱، ص:۳۶۰، زکریا دیوبند)

قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن، وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا في التبيين والخلاصة وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره'': ج۱، ص:۱۴۱)

امام صاحب تکبیر سے پہلے مصلیٰ پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور انگوٹھے چومتے ہیں، درود وسلام پڑھنا اور نماز جمعہ کے بعد دعاء ثانی نیز مسجد میں چیخ چیخ کر سلام پڑھنا روایت یا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ تراب خاں، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: بدعت اور شرک دونوں الگ ہیں، دونوں میں بڑا فرق ہے، شرک کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوگی؛ لیکن اگر کوئی گنہگار ہے خواہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کیوں نہ ہو اور وہ بدعتی ہے تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن اگر نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی تو فریضہ ادا ہو جائے گا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ تفسیر کی ایسی کتاب پڑھتا ہے جس میں مصنف نے تفسیر بالرائے کی ہو تو ایسی کتاب پڑھنی نہیں چاہئے اور اگر وہ تفسیر بالرائے کو صحیح مانتا ہے یا خود تفسیر بالرائے کرتا ہے تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، انگوٹھے چومنا، مسجد میں بلند آواز سے سلام پڑھنا بدعت اور خلاف سنت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۵/۵/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولذا كره إمامة الفاسق والمبتدع بارتكابه ما أحدث على خلاف الحق المتلقي. عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة أو استحسان وروي محمد عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وأبي يوسفؒ أن الصلاة خلف أهل الأهواء لاتجوز، والصحيح أنها تصح مع الكراهة خلف من لا تكفره بدعته الخ. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة''ص:۳۰۳،۳۰۲، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

ويكره إمامة عبد......ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۹،۲۹۸، زکریا دیوبند)

بدعتی کی امامت کا حکم:

(۱۰۲) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب حروف کی ادائیگی صحیح نہیں کرتے، مثلاً: ث کی جگہ س پڑھتے ہیں، ض کی جگہ ج پڑھتے ہیں، انگوٹھے چومتے ہیں، اور دعا میں یاغوث کہتے ہیں اور حی علی الفلاح پر ہی کھڑے ہوتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

یہ امام بیت المقدس کو نبیوں کی آرام گاہ بتلاتے ہیں اور جو قرآن کریم کا ترجمہ احمد رضا نے کیا ہے اس کے علاوہ کسی کو نہیں مانتے ان کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: جناب محمد احمد، روڑکی

الجواب وباللہ التوفیق: حروف کی ادائیگی صحیح طریقہ پر ہونی چاہئے حتی الامکان امام صاحب کو اس کی کوشش کرنی چاہئے [۱] لیکن انگوٹھے چومنا اور دعاء میں یاغوث کہنا غلط عقیدہ ہے جو بدعت ہے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے؛ بلکہ دیندار متبع سنت شخص کو نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کا امام بنانا چاہئے؛ البتہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اور ایسے ہی شروع تکبیر میں کھڑا ہونا دونوں جائز ہیں اس بارے میں ایک فریق کو دوسرے پر نکیر نہ کرنی چاہئے مگر مذکورہ بالا غلط عقیدہ رکھنے والے بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔ بیت المقدس تمام انبیاء کا قبلہ ہے اس کو آرام گاہ کہنا ہے بے ادبی ہے، اس لیے کہ وہ عبادت گاہ ہے آرام گاہ نہیں ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قوله ثم الأحسن تلاوة و تجويدا أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ أي أجود لاأكثرهم حفظاً، وإن جعله في البحر متبادراً، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند)

(۲) ويكره إمامة مبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف، وقال الشامي، بأنها ما أحدث على خلاف الحق المتلقي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بریلوی کی امامت کا حکم:

(۱۰۳)**سوال**: میرے گاؤں کے اکثر لوگ بریلوی ہیں اور کچھ لوگ دیوبندی ہیں اور میرے گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے جس کے امام بھی بریلوی غیر حافظ، نیم ملا ہیں اور وہ اپنے عقیدے کے مطابق سب کچھ کرتے ہیں، مثلاً خطبہ جمعہ کی اذان مسجد کے باہر سے دیتا ہے اور فاتحہ وغیرہ کرتا ہے، اس گاؤں میں ایک مفتی ہیں جو فاضل دارالعلوم ہیں وہ خود امام سے کہتے ہیں کہ تم غلط عقیدہ پر ہو اور گاؤں والوں سے بھی کہتے ہیں کہ اس امام کو ہٹا کر صحیح اور درست عقیدہ والے امام کو رکھا جائے؛ لیکن گاؤں والے اس کی بات پر توجہ نہیں دیتے تو کیا اس امام کے پیچھے پنج وقتہ نماز پڑھنا بہتر ہے یا دوسری جگہ، یا جمعہ چھوڑ کر ظہر ادا کرنا بہتر ہے، اور کیا وہ مفتی صاحب اس کو مصلی سے کھینچ کر خود آگے بڑھ سکتے ہیں، نیز گاؤں والوں کو صحیح عقیدہ پر لانے اور امام کو ہٹانے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایاز، سہرسہ

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال اگر وہ امام بدعت میں شرک کی حد تک پہنچ گیا جیسے قبر کو سجدہ کرنا وغیرہ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر شرکیہ عقائد نہ ہوں تو نماز تو ہو جائے گی؛ لیکن مکروہ ہوگی اس لیے صورت مسئولہ میں اس بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ بہتر ہے۔ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کی نماز افضل ہے اگرچہ کسی فاسق کے پیچھے ہو، اس سلسلے میں بڑی حکمت عملی سے کام لیا جانا چاہئے، آہستہ آہستہ سارے کام ٹھیک ہوتے ہیں جلد بازی کر کے مسجد چھوڑ دینا، کسی فساد و جھگڑے کا سبب بننا، عقلمندی کا تقاضا نہیں ہے، آپ کوشش کرتے رہیں ان شاء اللہ دیر سہی کامیابی ہوگی فی الحال فساد سے بچنا لازم ہے۔

"ویکرہ إمامة عبد ...... ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بنوع شبهة واستحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً. (أیضًا)

وقال في مجمع الروایات، إذا صلی خلف فاسق أو مبتدع یکون محرزاً ثواب الجماعة لکن لاینال ثواب من یصلي خلف إمام تقي. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، "کتاب الصلاة: فصل في بیان الأحق بالإمامة" ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

المعروف عن الرسول ...... لا يكفر بها ...... وإن كفر بها ...... فلا يصح الاقتداء به أصلاً ...... قوله وهي اعتقاد عزا هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أولا؛ فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده‘‘(۱)

’’وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة...... قوله نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الإنفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي ......أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعاً: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم‘‘(۲)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۸/۲/۴ھ)
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بوقت معراج اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے جسم کو ایک ماننے والے کی امامت:

(۱۰۴) **سوال:** ہمارے امام صاحب کا کہنا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے وقت خدائے تعالیٰ کا جسم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم ایک ہوگیا تھا تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف علی

الجواب وباللہ التوفیق: اس شخص کا قول غلط ہے اور اہل سنت والجماعت اور اہل

(۱) ابن عابدين، رد المحتار’’كتاب الصلاة، باب الإمامة: مطلب البدعة خمسة أقسام‘‘: ج ۲، ص: ۲۹۸، ۲۹۹، زکریا دیوبند.
(۲) أيضًا: ص: ۳۰۱.

وحاصله إن كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا لا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمامًا لغيره‘‘: ج ۱، ص: ۱۴۱)، زكريا ديوبند.

اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اگر وہ شخص اپنے اس عقیدہ سے باز آجائے اور توبہ کرلے تو آئندہ اس کی امامت درست ہوگی۔ (۱)

"عن عبد اللّٰه ابن مسعود أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال التائب من الذنب کمن لا ذنب له"(۲)

"عن أبي هریره رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال لو أخطأتم حتی تبلغ خطایاکم السماء ثم تبتم لتاب علیکم"(۳)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۱۰/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مزارات پر فاتحہ خوانی کرنے والے کی امامت:

(۱۰۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میرے محلے کی مسجد میں امام صاحب بریلوی ہیں وہ مزارات وغیرہ پر جاتے ہیں لوگوں کو فاتحہ خوانی وغیرہ کی تلقین بھی کرتے رہتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ میں دیوبندی مسلک کو ماننے والا ہوں تو اس امام کے پیچھے میری نماز ہوگی یا نہیں؟ اس محلے میں اور اس کے قریب کوئی اور مسجد بھی موجود نہیں ہے کہ میں اس میں نماز پڑھ سکوں، اس صورت میں تنہا گھر میں نماز پڑھنا میرے لیے درست ہے یا نہیں؟ "بینوا وتوجروا"

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شفیق، مرادآباد

---

(۱) وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها کقوله: إن اللّٰه تعالیٰ جسم کالأجسام و في الشامیة قوله کقوله جسم کالأجسام وکذا لو لم یقل کالأجسام، وأما لو قال لا کالأجسام فلا یکفر لأنه لیس فیه إلا إطلاق لفظ الجسم الموهم للنقص فرفعه بقوله لا کالأجسام فلم یبق إلا مجرد الإطلاق وذلك معصیة. (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام": ج۲،ص:۳۰۱،۳۰۰، مکتبة: زکریا دیوبند)

(۲) أخرجه ابن ماجه في سننه، "کتاب الزهد: باب ذکر التوبة": ص:۳۱۳، رقم:۴۲۵۰، نعیمیه.

(۳) أیضًا: رقم: ۴۲۵۱.

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال اگر امام صاحب کے عقائد شرکیہ اور کفریہ نہ ہوں تو تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ آپ اسی امام صاحب کے پیچھے نماز ادا کریں؛ البتہ فقہاء نے بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے؛ لیکن بدعتی کے پیچھے پڑھی گئی نماز ہو جائے گی آپ کو جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔

"قال الحصكفي: ويكره تنزيهاً إمامة مبتدع لا يكفر بها، وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلا ...... وقال: صلى خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة، قال ابن عابدين: قوله: "نال فضل الجماعة" أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد"(۱)

"(قوله: وهي اعتقادالخ) عزا هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولايخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا ؛فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده ...... الخ"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/ربیع الاول: ۱۴۴۳ھ)

قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے والے کی امامت:

(۱۰۶) **سوال**: لوگ قبر پر پھولوں کی چادر ڈالتے ہیں اور امام صاحب ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں تو ان کی امامت کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار، دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۶، ۲۹۸.

(۲) أيضًا: ص: ۲۹۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کا مذکورہ فعل غلط ہے، اس طرح کی بدعات سے اجتناب لازم ہے اور جو کیا اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے، امامت اس کی درست ہے، تاہم اگر بدعات وخرافات میں مبتلا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۷/۱۴۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ربیع الاول میں جلوس نکالنے، روشنی کرنے، سبیل لگانے والے کی امامت:

(۱۰۷) **سوال:** ربیع الاول کے موقع پر جلوس نکالنا، روشنی کرنا، چراغاں کرنا، سبیل لگانا کیسا ہے؟ اور اگر مذکورہ باتیں ناجائز وحرام ہیں تو نکالنے والے یا اس کی قیادت کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شبیر، کانپور

---

(۱) قال الحصکفي: ویکرہ إمامة العبد...... ومبتدع، أي: صاحب بدعة، وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول.... لایکفر بها.... وإن کفر بها، فلا یصح الاقتداء به أصلا.

قال ابن عابدین: قوله: وهي اعتقاد الخ) عزا هذا التعریف فی هامش الخزائن إلی الحافظ ابن حجر فی شرح النخبة، ولا یخفی أن الاعتقاد) یشمل ماکان معه عمل أو لا؛ فإن من تدین بعمل لا بد أن یعتقده......الخ. (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۹)

ویکرہ)......(ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وکل من کان) من قبلتنا (لا یکفر بها) حتی الخوارج الذین یستحلون دماء نا وأموالنا وسب الرسول، وینکرون صفاته تعالی وجواز رؤیته لکونه عن تأویل وشبهة بدلیل قبول شهادتهم، إلا الخطابیة ومنا من کفرهم (وإن) أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة (کفر بها) کقوله إن الله تعالی جسم کالأجسام وإنکاره صحبة الصدیق (فلا یصح الاقتداء به أصلا) فلیحفظ.

(قوله: وهی اعتقاد إلخ) عزا هذا التعریف في هامش الخزائن إلی الحافظ ابن حجر في شرح النخبة، ولا یخفی أن الاعتقاد) یشمل ماکان معه عمل أو لا، فإن من تدین یعقل لا بد أن یعتقدة کمسح الشیعة علی الرجلین وإنکارهم المسح علی الخفین وذلك، وحینئذ فیساوي تعریف الشمني لها بأنها ما أحدث علی خلاف الحق المتلقي عن رسول الله صلی الله علیه وسلم. من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما اهـ فافهم. (أیضًا: ص:۲۹۹)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امور بدعات ورسومات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۳/۲۲ ۱۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وہابی کی امامت کا حکم کیا ہے؟

(۱۰۸) **سوال:** امام عقائد ومسلک کے اعتبار سے اپنے کو وہابی کہتا ہے اور علماء دیوبند اور مسلک حنفیہ کے اندر جھول ونقائص بیان کرتا ہے اور صریح احادیث گھڑتا ہے وہ شخص کہتا ہے ایک کتاب لکھی جا چکی ہے کہ جن مسائل میں جھول تھا احناف نے ان سے رجوع کرلیا ہے اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب بہشتی زیور میں کمی اور نقائص بیان کرتا ہے اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی تفسیر موضح القرآن سے بنی اسرائیل کی روایت بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں تو فجر کے فرض ادا کرنے کے فوراً بعد ترک شدہ سنتوں کو پڑھنا صحیح ہے ایسے امام کا دیوبندی حضرات کی امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ مسعود، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: امامتِ نماز ایک اہم اور عظیم منصب ہے اس کے لیے صحیح العقیدہ حنفی امام متعین کیا جائے تاکہ نماز اس کے پیچھے سبھی مقتدیوں کی درست اور صحیح ہوجائے (۲) اور ایسے فاسد العقیدہ امام کو معزول کردینا چاہیے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ (۲۰/۷/۲ ۱۴۱۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق...... ومبتدع أي صاحب بدعة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بزرگ کے نام پر مانی گئی منت کا کھانا، کھانے والے کی امامت:

(۱۰۹) سوال: ایک امام شرک و بدعات کے کھانوں میں شریک ہوتا ہے، مثلاً: ہمارے یہاں پر ایک بزرگ کا مزار ہے وہاں پر ہر سال میلہ لگتا ہے جس میں لوگ بزرگ کے نام کی منتیں مانتے ہیں اور بکرا ذبح کرتے ہیں اس میں وہ امام بھی کھاتا ہے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، مہاراشٹر

الجواب و باللّٰہ التوفیق: بزرگوں کے ناموں کی منت ماننا اور پھر ان کے ناموں سے بکرے ذبح کرنا اور ان کا کھانا یہ سب باتیں حرام اور ناجائز ہیں۔ ﴿**ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ**﴾ اور ﴿**ما أھل لغیر اللہ**﴾ پس اس شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ شخص گناہگار ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۲/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وأما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمہ بأنہ لا یھتم لأمر دینہ وبأن في تقدیمہ للإمامة تعظیمہ وقد وجب علیھم إھانتہ شرعاً. (ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸،۲۹۹، زکریا دیوبند)

(۲) الأعلم بالسنة أولی إلا أن یطعن علیہ في دینہ لأن الناس لایرغبون في الاقتداء بہ. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

(۳) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق. (أیضًا)

(۱) فھو کالمبتدع تکرہ إمامتہ بکل حال بل مشی في شرح المنیة علی أن کراھة تقدیمہ کراھة تحریم لما ذکرنا. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب خمسة أقسام'': ج۲،ص:۲۹۹)

وحاصلہ إن کان ھوی لایکفر صاحبہ تجوز الصلاة خلفہ مع الکراھة وإلا فلا. (جماعة من علماء الھند، الفتاویٰ الھندیة، ''کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بیان من یصلح إمامًا لغیرہ'': ج۱،ص:۱۴۱)

فصل رابع

فاسق کی امامت

جھوٹ بولنے والے کی امامت:

(۱۱۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک امام صاحب جو کہ معمولی پڑھے لکھے ہیں وہ ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں اس وقت چند افراد ان سے ناراض ہیں اور وہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں ان کی ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب کا رویہ صحیح نہیں ہے مثلاً: نماز کی پابندی نہیں کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، ایک دوسرے کی برائی کرتے ہیں، اگر کچھ حضرات نے ان کو سمجھایا تو امام صاحب کا کہنا ہے کہ میں زبردستی نماز پڑھاؤں گا اور مجھے کوئی ہٹا نہیں سکتا ہے۔

امام صاحب کے مسجد میں نماز پڑھانے پر گاؤں میں فساد اور پارٹی بازی کا خطرہ ہے وہ امام صاحب رمضان میں ایک ایسے مکتب کا چندہ کرنے کے لیے باہر جاتے ہیں جس مکتب میں باہر کے بچے نہیں پڑھتے ہیں فیصد کے اعتبار سے چندہ کرتے ہیں، حالاں کہ مقتدی ناراض ہیں اور ایک ہی مسجد میں ایک وقت کچھ آدمی کی جماعت بھی ہوتی ہے اور کچھ آدمی الگ ہو کر پڑھتے ہیں ان دونوں طرح کے لوگوں کی نماز کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی سے واضح فرمادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد علی، ضلع میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی امر دینی کی وجہ سے مقتدی امام سے ناراض ہوں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے پر اعتراض کرتے ہوں تو اس امام کی امامت مکروہ ہے، اس کو خود امامت سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے یہ کہنا کہ زبردستی پڑھاؤں گا بالکل غلط ہے۔ اس کو اس کا حق نہیں ہے

جھگڑے اور فتنہ سے بچنا ضروری ہے، متولی کے لیے ضروری ہے کہ معاملہ کو سلجھائیں۔ اور امام مذکور کو امامت سے سبکدوش کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۷/۱۲/۱۴۰۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بدفعلی کرانے والے کی امامت

(۱۱۱) **سوال:** ایک صاحب ہیں جو نماز پڑھاتے ہیں، اور لڑکوں سے غلط کام کراتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طیب عالم، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: بلا شرعی ثبوت کے کسی شخص کے متعلق بدگمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے، قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے ﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾ (۲) کہ کسی

---

(۱) (ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريماً؛ لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون، (وإن هو أحق لا)، والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)

(وإمام قوم) أي: الإمامة الكبرى، أو إمامة الصلاة (وهم له): وفي نسخة: لها، أي الإمامة (كارهون) أي: لمعنى مذموم في الشرع، وإن كرهوا لخلاف ذلك، فالعيب عليهم ولا كراهة، قال ابن الملك: أي كارهون لبدعته أو فسقه أو جهله، أما إذا كان بينه وبينهم كراهة وعداوة بسبب أمر دنيوي، فلا يكون له هذا الحكم، في شرح السنة قيل: المراد إمام ظالم، وأما من أقام السنة فاللوم على من كرهه، وقيل: هو إمام الصلاة وليس من أهلها، فيتغلب فإن كان مستحقاً لها فاللوم على من كرهه، قال أحمد: إذا كرهه واحد أو اثنان أو ثلاثة، فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، الفصل الثاني": ج۳،ص:۱۷۹)

(۲) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ الحجرات:۱۲)

يقول تعالىٰ ناهيا عباده المؤمنين عن كثير من الظن، وهو التهمة والتخون ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کے عیوب کو تلاش مت کرو اور خوامخواہ بدگمانی مت کرو، تاہم اگر شرعی ثبوت کے ساتھ اس کی بدفعلی ثابت ہو جائے، تو وہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، تاوقتیکہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے اس جرم عظیم کی سچی پکی توبہ کرے اور آئندہ گناہ عظیم سے پرہیز کرے اس کے بعد اس کی امامت بلاکراہت درست ہو سکتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱/۸/۱۴۰۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بدکردار شخص کی امامت:

(۱۱۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک حافظ صاحب جو کہ ایک بدنام آدمی ہیں انہوں نے کئی مرتبہ زنا کا ارتکاب کیا اور وہ مسجد کی جائے نماز اور لوٹے کئی مرتبہ چرا کر اپنے گھر لے گئے اور اپنے مفاد کی خاطر دوسرے عالم باعمل پر الزام لگا کر اس کو مدرسہ سے نکلوا دیا اور امامت سے بھی، کیوں کہ یہ خود امامت کر رہا ہے؛ اس لیے اس کو بدنام کر دیا موصوف کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص مدرسہ کے بچوں کو پڑھا سکتا ہے یا نہیں اور ان حافظ صاحب کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مطلوب خان، راجستھان

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... للأهل والأقارب والناس في غير محله لأن بعض ذلك يكون إثما محضا، فليجتنب كثير منه احتياطاً وروينا عن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: ولا تظنن بكلمة خرجت من أخيك المسلم إلا خيراً، وأنت تجد لها في الخير محملا، وقال أبو عبدالله بن ماجه، حدثنا أبو القاسم بن أبي ضمرة نصر بن محمد بن سليمان الحمصي، حدثنا أبي، حدثنا عبدالله بن أبي، حدثنا عبدالله بن أبي قيس النضري، حدثنا عبدالله بن عمر رضي الله عنهما قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يطوف بالكعبة ويقول: ما أطيبك وأطيب ريحك ما أعظمك وأعظم حرمتك، والذي نفس محمد بيده لحرمة المؤمن أعظم عند الله تعالىٰ حرمة منك، ماله ودمه وأن يظن به إلا خيراً. (ابن كثير،تفسير ابن كثير،''سورة الحجرات:۱۲''ج۷،ص:۳۵۲)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام جس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے اور مسجد کے لوٹے اور جائے نماز اپنے گھر لے گئے بلا شبہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ در مختار میں ہے ''**ويكره إمامة عبد وفاسق وقال في رد المحتار قال في الشرح عليه على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم**''[1] بس اس کے پیچھے نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہوئی ہے۔ ضروری ہے کہ اس کو امام نہ بنایا جائے اور اگر وہ امام ہے تو اس کو الگ کر دیا جائے اور ایسے بدکردار مدرس سے بچوں کو تعلیم نہ دلوائی جائے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۲۹ / ۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بددیانت وخائن کا امامت کرنا:

(۱۱۳) **سوال:** زید ایک جامع مسجد کا متولی رہ چکا ہے۔ اور اب کسی مسجد کا امام بھی نہیں عیدگاہ کے روپئے جو اس کے پاس بطور امانت رکھے ہوئے ہیں ان کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے اپنے خرچ میں لاتا ہے اور جامع مسجد کا حساب ابھی تک مانگنے کے باوجود نہیں دیتا ہے اور قرآن مجید صحیح نہیں پڑھتا ہے، تو ایسی صورت میں زید کو عیدگاہ میں امام بنانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مہر روح، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بات یہی ہے کہ زید ایسا ہی شخص ہے کہ عیدگاہ اور جامع مسجد کے روپیہ میں غیر محتاط ہے اور اپنے خرچ میں لے آتا ہے اور حساب بھی نہیں دیتا ہے اور

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة: البدعة خمسة أقسام'': ج۲، ص:۲۹۹.

(۲) لا تجوز إمامة الفاسق بلا تأويل كالزاني وشارب الخمر. (العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ج۲، ص:۳۳۳، نعیمیہ دیوبند)

قرآن بھی صحیح نہیں پڑھتا تو ایسا شخص شرعی مجرم وفاسق ہے اس کو امام نہ بنانا چاہئے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد واصف غفرلہ (۹/۱۱/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اسقاط حمل کرانے والے کی امامت:

(۱۱۴) **سوال:** زید نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی مگر گھر آنے کے بعد لڑکی کو تکلیف دینے لگا اس نے پڑوس میں کسی عورت سے کہا تو دائی کو دکھایا، تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے پانچ ماہ کا حمل ہے زید کی شادی کو دو ماہ ہوئے زید نے حمل گروا دیا تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مختار: مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر واقعی طور پر ایسا کیا ہے تو زید گناہگار ہے؛ کیوں کہ اس کے لیے پانچ ماہ کے حمل کو ضائع کرا دینا جائز نہیں تھا پس زید پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ سے توبہ کرے اور اگر زید نے لاعلمی میں ایسا کیا ہے تب بھی زید پر ضروری تھا کہ کسی معتمد عالم یا مفتی سے معلوم کر لیتا پھر اس کے مطابق عمل کرتا بہر حال اگر زید نے اللہ تعالیٰ سے سچی پکی توبہ کر لی تو اس کا گناہ ختم ہونے کی بناء پر اس کی امامت درست اور جائز ہے اور اگر وہ اپنے اس عمل کو صحیح کہتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے اور توبہ بھی نہیں کرتا تو پھر چوں کہ وہ گناہگار ہے

---

(۱) لا تجوز إمامة الفاسق بلا تأويل كالزاني وشارب الخمر. (العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ج ۲، ص: ۳۲۳، نعیمیہ دیوبند)

ويكره إمامة عبد وفاسق، وقال في رد المحتار: قال في الشرح عليه على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة: البدعة خمسة أقسام“: ج ۲، ص: ۲۹۹)

اور گناہ اس کا باقی ہے اس صورت میں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۹/۲/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسلم فنڈ میں ملازمت کرنے والے کی امامت:

(۱۱۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

یہاں ایک فارغ التحصیل عالم دین ہیں جو بحمد للہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن اور مستند قاری بھی ہیں، مذکورہ عالم ایک مسجد میں امامت کرتے ہیں، قاسمیہ اسکول میں تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں اور مسلم فنڈ میں بھی سروس کرتے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا عالم کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چوں کہ مسلم فنڈ کا تعلق سرکاری بینکوں سے رہتا ہے جس میں سودی لین دین ہوتا ہے اس لیے نماز جائز نہیں ہے، مولانا سے کہا گیا تو مولانا صاحب نے کہا کہ جائز ہے اور مزید مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ آپ لوگ اپنی تسلی و تشفی کے لیے

---

(۱) رجل أم قوماً وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لايكره، هكذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱، ص:۱۴۴)

ومن يعمل سوءً أو يظلم نفسه ثمّ يستغفر الله يجد الله غفوراً رحيماً (سورة النساء:۱۱۰)، ففي هذه الآية دليل على حكمين: أحدهما أن التوبة مقبولة عن جميع الذنوب الكبائر والصغائر لأن قوله: ومن يعمل سوءاً أو يظلم نفسه عم الكل، والحكم الثاني أن ظاهر الآية يقتضي أن مجرد الاستغفار كاف، وقال بعضهم: إنه مقيد بالتوبة لأنه لا ينفع الاستغفار مع الإصرار على الذنوب. (ابن كثير، تفسير الخازن، ''سورة النساء:۱۱۰'' ج۱، ص:۴۲۵)

(ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريماً؛ لحديث أبي داؤد: (لايقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون)، (وإن هو أحق لا)، والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۱، ص:۵۵۹)

مفتیان کرام سے مراجعت کرلیں۔ تفصیل سے مع حوالہ جواب ارشاد فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: علی احمد، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگرچہ مسلم فنڈ کا تعلق اور واسطہ سرکاری بینکوں سے پڑتا ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے مسلم فنڈ کی ملازمت کو مطلقاً ناجائز کہنا غلط ہے، بلکہ پہلے مسلم فنڈ کے نظام کے بارے میں تحقیق کریں، اس لیے مذکورہ امام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲/۷/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ناجائز تعلقات قائم کرنے والے کی امامت:

(۱۱۶)**سوال:** خالد نے طالب علمی کے زمانے سے ہی تعویذ گنڈے کے بہانے ایک لڑکی سے تعلقات پیدا کیے جب خالد اپنے وطن واپس گیا تو وہاں شادی کرلی، لڑکی والوں سے عالم ہونے کے باوجود ایک غلط رسم کے تحت پندرہ ہزار روپے تلک کے وصول کیے۔ کچھ عرصہ بعد وطن میں اپنی پاک دامن بیوی پر حاملہ ہونے کا الزام لگا کر طلاق دے دی، بیوی کی ڈاکٹری کرانے پر وہ الزام غلط ثابت ہوا، اس کے بعد جس لڑکی سے طالب علمی کے زمانے سے تعلقات رکھتا تھا اس سے دوسرا نکاح کیا تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد تیسرا نکاح کیا اس کے بعد عالم ہونے کی بناء پر امام کے عہدہ پر فائز ہوگیا۔ گاؤں کی ایک مسجد میں خالد کی ان حرکتوں کی وجہ سے نمازی حضرات مصلیٰ سے اتار چکے ہیں۔ نہ صرف مصلیٰ سے اتارا؛ بلکہ گاؤں والوں نے میٹنگ بلائی اور مفتی حضرات نے فیصلہ دیا کہ شریعت کا حکم ہے کہ

---

(۱) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ إن جاء كم فاسق بنبأ، أي بخبر فتبينوا، وقرئ: فتثبتوا، أي: فتوقفوا واطلبوا بيان الأمر وانكشاف الحقيقة ولاتعتمدوا على قول الفاسق أن تصيبوا أي كيلا تصيبوا بالقتل والسبي قوماً بجهالة أي جاهلين حاله وحقيقة أمرهم فتصبحوا على مافعلتم أي من إصابتكم بالخطإ نادمين. (علي بن محمد بن إبراهيم، تفسير الخازن، ’’سورة الحجرات:٦‘‘: ج٤، ص:١٧٨)

ایسے شخص کو اسّی درّے لگائے جائیں۔ اپنے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لیے خالد بار ہا جھوٹ بولتا رہا خالد جس جگہ امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے وہاں کے لوگوں کو خالد کے گزرے ہوئے حالات کا صحیح علم ہو گیا ہے۔ اس کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی ہے کیا ایسے عالم کی اقتداء میں نماز درست ہوگی؟ خالد امامت کے لائق ہے؟ کیا تلک کی رقم طلب کرنا جائز ہے؟ ''بینوا وتوجروا''.

فقط: والسلام

ایم، اے: نظامی، تلنگانہ

الجواب وباللہ التوفیق: خالد کے جو حالات سوال میں تحریر ہیں ان کی رو سے خالد کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کو معزول کرنا جائز ہے (۱) اور تلک کی رقم لینا قطعاً جائز نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲/۲۳/ ۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت:

(۱۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک مسجد کا مؤذن ہے جو وقتاً فوقتاً امامت بھی کرتا ہے اور ٹی وی بھی دیکھتا ہے۔ یعنی فلم تو نہیں دیکھتا لیکن ٹی وی میں صرف کھیل دیکھتا ہے۔ مذکورہ بالا شخص اذان اور نماز کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شفیق، قنوج

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمیٰ ونحوه الأعشیٰ. (ابن عابدین، رد المحتار، "باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۱، ص:۸۵)

قوله وفاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني وآکل الربا ونحو ذلك، کذا في البرجندی. (ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، "کتاب الصلوٰة: باب الإمامة": ج۱، ص:۵۶۰، ۵۶۱، سعید کراچی)

ولذا کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاً فلا یعظم...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں صرف ٹی وی پر کھیل دیکھنے سے اس کی امامت میں کراہت نہیں آئے گی، بشرطیکہ منصب متعلقہ یعنی اذان دینے کے وقت سے تاخیر نہ کرتا ہو، کیوں کہ غیر مفسد اور مصلح پروگرام ٹی وی پر دیکھنے کی گنجائش ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۲۵؍۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

والدین کی اطاعت نہ کرنے والے کی امامت:

(۱۱۸) **سوال**: عبادت نافلہ بہتر ہے یا اطاعت والدین اور جو شخص اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے وہ فاسق ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: آفاق احمد، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: والدین کی اطاعت امر مباح میں واجب ہے اور واجب نفلی عبادت سے مقدم ہے پس اگر خدمت والدین سے فرصت نہ ملے تو نوافل کو ترک کردے اور جو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بتقديمه لإمامة وإذا تعذر منعه ينتقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها وإن لم يقم الجمعة إلا هو تصلي معه. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۲، ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

(۱) قال المرغيناني: تجوز الصلوٰة خلف صاحب هوى وبدعة...... حاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلوٰة خلفه وإلا فلا. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج ۱، ص: ۱۴۱، زکریا دیوبند)

والأحق بالإمامة، الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۴)

أما التلفزيون والفيديو فلا شك في حرمة استعمالهما بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة من الخلاعة والمجون والكشف عن النساء المنيرجات أو العاريات وما إلى ذلك من أساب الفسوق. (المفتي تقي العثماني، فتح الملهم، '' '': ج ۴، ص: ۹۸، اشرفیہ دیوبند)

حقوق والدین ادا نہ کرے وہ فاسق ہے امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گالیاں دینے والے کی امامت:

(۱۱۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام صاحب گندی گندی گالیاں دیتے ہیں، ان کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اطہر، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: گالی دینا اور اس کی عادت بنا لینا موجب فسق ہے شریعت اسلامی اور وقار امامت کے خلاف ہے؛ اس لیے امام پر لازم ہے کہ گالیوں کو ترک کرے اور توبہ واستغفار کرے، اگر وہ اس گناہ سے باز نہ آئے تو منصب امامت سے علیحدہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۲۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وعن أبي بكرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كالذنوب يغفر الله فيها ما شاء الله إلا عقوق الوالدين فإنه يعمل لصاحبه في الحياة قبل الممات. (مشكاة المصابيح، ''باب البر والصلة'': ج ۲، ص: ۴۲۱، رقم: ۴۹۴۵)

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (سورۃ الاسراء: ۲۳)

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة'': ص: ۳۰۲، شیخ الہند دیوبند)

(۲) عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم سباب المؤمن فسوق وقتاله كفر، متفق عليه. (مشكاة المصابيح، ''باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول'': ج ۲، ص: ۴۱۱، رقم: ۴۸۱۴، یاسر ندیم دیوبند)

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فوٹوگرافر کی امامت:

(۱۲۰) **سوال:** ایک صاحب مشہور فوٹو گرافر ہے، مگر حافظ قرآن ہے، نماز تراویح میں قرآن سنائیں تو ان کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ اگر بعض مقتدی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، تو دوسری مسجد میں تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ حافظ کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔[1] نماز فرض ہو یا تراویح کی امامت دونوں کا ایک حکم ہے۔ اگر مسجد یا محلّہ کے افراد اسی کو امام بنانا چاہیں تو وہ بڑی غلطی کریں گے۔ پس مذکورہ صورت میں مقتدی دوسری مسجد میں نماز تراویح پڑھ سکتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۸/۱۴۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

چھوٹی داڑھی والے کی امامت:

(۱۲۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولذكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ص:۳۰۲، شیخ الہند دیوبند)

ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۷، زکریا دیوبند)

(۱) وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمىٰ والفاسق وولد الزنا فإن تقدموا جاز. (إبراهيم بن محمد بن إبراهيم، ملتقى الأبحر، ''كتاب الصلوٰة'': ص:۹۱)

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول إن أشد الناس عذاباً عند الله المصورون. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب اللباس، باب بيان عذاب المصورين يوم القيامة'': ج۲، ص:۸۸۰، رقم:۵۹۵۰)

امام صاحب کسی وقت میں نماز پڑھانے کے لیے کسی لڑکے کو بھیج دیتے ہیں، جن کی داڑھی کٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے ایک مشت سے چھوٹی ہوتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یٰسین، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: امام صاحب کا یہ طریقہ غلط ہے، ان کو تنبیہ کی جاسکتی ہے کیوں کہ داڑھی چھوٹی رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۱۳:۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جوان لڑکیوں کو رکھنے والے کی امامت:

(۱۲۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: جو شخص یہ کہے کہ اگر لڑکی سید سے زنا کرے تو اس کی سات پیڑھی اگلی اور سات پچھلی بلا حساب کتاب بخشی جائیں گی اور جوان لڑکیوں کو خلوت میں رکھتا ہے وہ کیسا ہے؟ اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حشمت اللہ، مرادنگر

الجواب وباللہ التوفیق: وہ فاسق ہی نہیں؛ بلکہ اس کے بارے میں اندیشہ کفر ہے اس کو فوراً ہی امامت سے الگ کردیا جائے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۱۵:۱۴۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمیٰ، ونحو الأعشیٰ ...... وکذا تکرہ خلف أمرد. (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلوٰۃ: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص: ۲۹۸، ۳۰۲)

ولأن الإمامة أمانة عظیمة فلا یتحملها الفاسق؛ لأنه لا یؤدي الأمانة علی وجهها. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

لوطی کی امامت:

(۱۲۳) **سوال:** خالد عالم دین، حافظ وقاری، خطیبِ نماز جمعہ اور عیدین ہے، مگر اخلاق واطوار اچھے نہیں ہیں متعدد گواہوں کے ساتھ زنا کا الزام ثابت ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے ذمہ داروں نے برطرف کردیا۔

اب خالد گاؤں کے مدرسہ میں مدرس ہے، اب بھی وہی لواطت کی باتیں سامنے آرہی ہیں اس شخص نے جھوٹ اور وعدہ خلافی کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا رکھا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مولوی جھوٹ نہ بولے تو اس کو رزق کہاں سے ملے گا، تو ایسے عالم دین کو پنج وقتہ نماز کی امامت جمعہ اور عیدین کی امامت کے فرائض سپرد کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خورشید عالم، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالد کے جو حالات مذکورہ سوال میں ذکر کیے گئے ہیں ان کی رو سے خالد کے فاسق ہونے میں شک کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ وہ درس وتدریس کی خدمت انجام دینے کا بھی اہل نہیں ہے؛ بلکہ مدرسہ کی ملازمت اور امامت تو بڑی چیز ہے وہ اس کا بھی اہل نہیں ہے کہ اس سے تعلقات رکھے جائیں۔ قرآن میں ہے کہ ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ [1] اس کو پنج وقتہ نماز کے لیے ہو یا عیدین کی نماز ہو، امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ''کتاب الصلوٰۃ: باب بیان من یصلح للإمامة'': ج۱، ص:۳۸۷، زکریا دیوبند)

(۲) وفاسق، من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني وآکل الرباء ونحو ذلك. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوٰۃ: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۸، زکریا دیوبند)

وفي شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (أیضًا: ص:۲۹۹)

وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعاً. (أیضًا: ص:۲۹۹)

(۱) سورة الهود:۱۱۳.

درمختار میں ہے: ”وتکره إمامة عبد وفاسق وقال في رد المحتار وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايتهم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته“(۱)

معلوم ہوا کہ وہ اس قابل ہرگز نہیں ہے کہ مدرسی یا امامت جو کہ باعزت عہدہ ہے اس کو دیئے جائیں؛ بلکہ وہ واجب الاہانت ہے، اپنے مذکورہ کردار اور افعال کی وجہ سے ہے؛ نیز شامی میں ہے ”بل في شرح المنيه على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم“(۲) پس ضروری ہے کہ کسی بھی نماز کے لیے اس کو امام نہ بنائیں، اس کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے اور اس کو مدرسی سے بھی فوراً الگ کر دیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۵/۱۳:۱۴۱۵ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

لوطی کی امامت اور لواطت کی سزا کیا ہے؟

(۱۲۴) **سوال**: زید امام ہے مگر عمر سے لواطت کرتا ہے، کیا زید کی امامت درست ہے؟ سزا دونوں کو دی جائے گی یا ایک کو، ہندوستان چوں کہ دارالحرب ہے، کیا دارالحرب میں لواطت کی سزا دے سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ذاکر حسین، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سوال صحیح ہے تو حکم یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں زید کی امامت درست نہیں ہے اور اگر کوئی امام نہ ہو یا زبردستی زید کو امام بنا دیا گیا ہے، تو پھر ایسی صورت میں کراہت کے ساتھ زید کی امامت درست ہوگی اور نماز بھی ہو جائے گی، مگر زبردستی امام بنانے والا

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۹.

(۲) أيضًا:.

لائق تہدید اور گنہگار ہوگا۔ اور لواطت کی سزا میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا قول یہ ہے کہ فاعل اگر محصن (شادی شدہ) ہے، تو اس کو رجم کیا جائے گا ورنہ سو کوڑے مارے جائیں گے اور مفعول بہ کو بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سو کوڑے لگائے جائیں گے اور شہر بدر کیا جائے گا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ فاعل و مفعول بہ دونوں کو قتل کیا جائے گا، "کما في حديث عكرمة: فاقتلوا الفاعل والمفعول به"[1] اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ لوطی کو رجم کیا جائے گا، محصن ہو یا غیر محصن "کما في روايته فارجموا الأعلىٰ والأسفل"[2] اور سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لوطی پر شرعاً کوئی حد اور سزا متعین نہیں ہے؛ بلکہ امام المسلمین کی صوابدید پر ہے۔ وہ جس قدر مصلحت سمجھے تعزیر جاری کر سکتا ہے؛ پس اسے اختیار ہے کہ وہ لواطت کے عادی ہونے کی صورت میں قتل بھی کرے۔[3] اور امام صاحب کے قول کی حکمت یہ ہے کہ معاملہ لواطت انسانی؛ بلکہ حیوانی طبیعت کے بھی خلاف ہے؛ لہٰذا اس پر قانون حد جاری نہ ہوگا؛ پس زجر و توبیخ اور مصلحت پر سزا مبنی ہوگی اور یہی مطلب ہے ان تمام اقوال اور احادیث کا جن میں قتل وغیرہ کرنے کا ظاہراً حکم ہے کہ ضرب شدید بھی کبھی موجب قتل ہوتا ہے؛ پس چوں کہ ہمارا مسلک حنفی ہے؛ اس لیے اگر کوئی امام المسلمین ہے تو وہ اپنے طور پر مطابق ماحول سزا متعین کرے اور اگر کوئی امام نہیں ہے اور اسلامی ملک نہیں ہے؛ بلکہ دار الحرب ہے، تو صرف زجر و توبیخ کی جائے گی ملامت کی جائے، اور اس سزا میں فاعل و مفعول دونوں کو شامل کیا جائے گا اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی عادت چھوڑ دیں۔[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵:۶/۹)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) المرغيناني، هداية، "كتاب الحدود: باب الوطي الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه": ج۲، ص:۵۱۶.

(۲) أيضًا.

(۳) ومن عكرمه عن ابن عباس رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به، رواه الترمذي وابن ماجه. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گناہ گار کی امامت کیا کا حکم ہے؟

(۱۲۵) **سوال:** ایک شخص گناہوں میں مبتلا ہے، سنیما بھی کبھی کبھی دیکھتا ہے اور داڑھی بھی نہیں رکھتا اور قرآن شریف مجہول پڑھتا ہے اور بطور نصیحت شرعی مسئلہ اسے سمجھایا گیا ہے کہ یہ دونوں فعل حرام ہیں مگر پھر بھی وہ ان کاموں کو نہیں چھوڑتا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالعزیز، رہتاس

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص گنہگار ہے، امامت کے لائق نہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، دوسرے شخص کو امام بنانا چاہیے جو دین دار پرہیزگار اور باشرع ہو وہی امامت کے لائق ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۴/۴/۱۴۰۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الحدود، الفصل الأول'': ج ۷، ص: ۱۴۷، رقم: ۳۵۷۵، اشرفیہ دیوبند)

(۴) ويكره إمامة عبد......وفاسق......(قوله وفاسق) من الفسق. وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۸)

(۱) ولذا كره إمامه الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه لإمامة، وإذا تعذر منعه ينتقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها وإن لم يقم الجمعة إلا هو تصلي معه. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۲، ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

ولوصلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لا ينال مثل ما ينال خلف تقي، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج ۱، ص: ۱۴۱، زکریا دیوبند)

شرعی عذر کی بنا پر بیوی کی نس بندی کرانے والے کی امامت:

(۱۲۶) **سوال:** میری زوجہ کے تھوڑے وقت میں پے در پے آٹھ بچے پیدا ہوئے ایک مسلم ڈاکٹر نے جو دیندار ہیں انھوں کہا کہ نویں حمل کے وقت ان کی جان کو شدید خطرہ ہے؛ اس لیے میں نے عذر شرعی کے تحت اپنی زوجہ کی نسبندی کرالی ہے، میں امامت کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن جاہل لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، برائے کرم رہنمائی فرمائیں کہ میری امامت درست یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید غلام، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: نسبندی ضابطہ شرعی اور اصول شرعی مذہبی کے خلاف ہے جو بغیر کسی شدید مجبوری اور معذوری کے کرائے وہ سخت گنہگار ہوتا ہے اس کو امام بنانا بھی مکروہ ہے لیکن زید نے جو فعل کیا وہ زوجہ کی زندگی بچانے اور شدید خطرہ سے بچنے کے لیے مسلم ڈاکٹر کے کہنے پر کیا؛ اس لیے اس کا حکم معذور کا ہے ایسی مجبوری کی صورت میں اس کو مجرم کہنا صحیح نہیں اور اس کی امامت بلا کراہت صحیح و درست ہے،[1] لہٰذا بلا وجہ شر اور فتنہ پھیلانے والے غلطی پر ہیں، ان پر ضروری ہے کہ اس حرکت سے باز آئیں ورنہ گنہگار ہوں گے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۳۰/۷/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بیوی کو معلق چھوڑنے والے کی امامت:

(۱۲۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۷۳)

الضرورات تبيح المحظورات،"باب ما بيح للضرورة يتقدر بقدر الضرورة". (محمد عميم الإحسان، قواعد الفقه:ج۱ص:۷۳)

ایک امام نے اپنی زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رمضان علی، دہرادون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا ظلم ہے، مذکورہ شخص فاسق ہے اس کی امامت واقتداء مکروہ تحریمی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۲: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بیٹی کی شادی قادیانی سے کرنے والے کی امامت:

(۱۲۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید نے اپنی لڑکی کی شادی قادیانی سے کردی ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فہیم الدین، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے؛ اس لیے اس کی امامت درست نہیں ہے،[2] کیوں کہ قادیانی متفقہ طور پر کافر ہیں؛ اس لیے مسلمان لڑکی کا نکاح اس سے جائز نہیں ہے،[3] اس شخص پر واجب ہے کہ یا تو اپنے داماد کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے

---

(۱) ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق، من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الرباء. (ابن عابدين، رد المحتار،" باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في السمجد": ج۲،ص:۲۹۸، زکریا دیوبند)

بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (أيضًا: ص:۲۹۹، زکریا دیوبند)

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. ((ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۹، زکریا دیوبند)

(۳) ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ ط﴾ (سورة البقرة:۲۲۱)

اوراس کے مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح کرے یا اپنی بیٹی کو اس سے علیحدہ کرلے اور اپنے اس عمل سے توبہ واستغفار کرے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۷/۲:۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

داڑھی منڈا اور سنیما باز کی امامت کیسی ہے؟

(۱۲۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ڈاڑھی منڈا اور سنیما باز کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فریکو ٹیلرس، آگرہ

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی منڈانے والا اور سنیما دیکھنے والا منکرات شرعیہ کے مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کے علاوہ دوسرے شخص کو امام بنایا جائے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی (۲۳/۱:۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أن ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح.
(ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الجهاد: باب المرتد'': ج۹،ص:۴۴۲)
ینص الفقهاء علی أن من أدی أنه شریك لمحمد صلی الله علیه وسلم في الرسالة، أو قال: بجواز اکتسابها بتصفیة القلب وتهذیب النص فهو کافر. قال قاضي العیاض: لا خلاف في تکفیر مدعی الرسالة. (وزارة الأوقاف، الموسوعة الفقهیة: ج۴،ص:۳۹)
(۲) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزاني وأکل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه، وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعاً...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فاسق اور بدعتی کی امامت میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۳۰) **سوال:** ہمارے پاس ایک فقہ کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دہرانا ضروری ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فخر الدین، نجیب آباد

الجواب وباللّٰه التوفیق: راجح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے جس کی بداعتقادی حد کفر تک پہونچی ہوئی نہ ہو پڑھی ہوئی نماز دہرانا ضروری نہیں ہے اور اگر مجبوراً پڑھنا پڑھے، تو مکروہ بھی نہیں ہے۔ ''هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۳/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۸)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج، وأبرص شاع برصه، وشارب الخمر وأكل الربا ونمام، ومراء ومتصنع......قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفها أولى من الإنفراد، لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي، قال في الحلية: ولم يجده المخرجون نعم أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعاً: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، (أيضًا: ج ۲، ص: ۳۰۱، ۳۰۲)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة'': ج ۲، ص: ۲۸۲.

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمردينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا، ولايخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لاتزول العلة، فإنه لايؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (أيضًا: ج ۲، ص: ۲۹۹)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'' ص: ۳۰۳)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فتویٰ پھاڑنے والے کی امامت:

(۱۳۱)**سوال:** ایک امام صاحب جہری نماز میں قرأت ختم کرنے کے بعد اتنی دیر خاموش رہتے ہیں جس میں بآسانی تین مرتبہ/ پانچ مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہہ سکتا ہے، پھر رکوع کرتے ہیں، اس کے متعلق ہم لوگوں نے فتویٰ لیا جس میں فرمایا کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے، اس حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے، جب ان حضرات کو وہ فتویٰ دکھایا، تو امام صاحب کے آدمیوں نے اس فتویٰ کو پھاڑ کر پیروں تلے روند ڈالا، تو ایسے حضرات کے متعلق کیا خیال ہے ان کے پیچھے ایسی حالت میں نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں اور فتویٰ پھاڑنے کے متعلق کیا خیال ہے؟ اور اس کے بعد جو لوگ امام صاحب اور فتویٰ پھاڑنے والے کے حامی ہیں ان کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالخالق، جودھپور

الجواب وباللہ التوفیق: احکام شریعت (خواہ تحریری ہوں یا زبانی) کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور ان کے ساتھ تذلیل و تحقیر کا معاملہ کرنا سخت ترین گناہ ہے اور ایسا کرنے والے شخص کے لیے کفر کا اندیشہ ہے ایسی باتوں سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا لازم ہے، پس مذکورہ صورت میں شریعت کے حکم کو نہ ماننا اور اس کو پیروں تلے روندنا سخت گناہ کا باعث ہے اس شخص کو چاہئے کہ خدا سے توبہ اور استغفار کرے اگر امام بھی ایسا کرنے میں شریک رہا تو وہ بھی سخت گنہگار ہے اور اس کی امامت مکروہ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قوله فتجب إهانته شرعاً فلایعظم بتقدیمه للإمامة تبع فیه الزیلعي، ومفاده کون الکراهة في الفاسق تحریمیة، کره إمامة الفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنی قولهم، خروج الشيء عن الشيء علی وجه الفساد وشرعاً خروج عن طاعة اللّٰه تعالیٰ بارتکاب کبیرة قال القهستاني أي أو إصرار علی صغیرة (فتجب إهانته شرعاً فلایعظم بتقدیمه الامامة) تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة في الفاسق تحریمیة. (أیضًا:)

وفي صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وفي الشامیة قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولیٰ من الإنفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقي ورع. (ابن عابدین،رد المحتار، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب إمامة الأمرد'': ج۲،ص:۳۰۱،۳۰۲)

تحریمی ہے، کسی دوسرے نیک صالح دیندار پرہیزگار شخص کو امام بنانا چاہئے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۸/۲/ ۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

روزہ نہ رکھنے والے کی امامت:

(۱۳۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام صاحب پورے رمضان صرف چار چھ روزہ رکھتے ہیں، عشاء کی نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں، فرض نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور وتر نماز الگ پڑھ کر چلے جاتے ہیں اور اکثر فجر کی نماز میں غیر حاضر رہتے ہیں از روئے شرع اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، تلنگانہ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی طور پر امام صاحب ایسا عمل کرتے ہیں تو وہ شخص گناہ گار ہے قابل امامت نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۰/۳/ ۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، ولايخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لاتزول العلة، فإنه لايؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريماً. (ابن عابدين، رد المحتار،''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۹)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'': ج۱، ص:۳۰۳)

قوله فتجب إهانته شرعاً يعظم بتقديمه للإمامة تبع الزيلعي، ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية، أيضاً: الفاسق والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنى قولهم خروج الشيء ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گالم گلوچ کرنے والے کی امامت:

(۱۳۳۳) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! ہماری مسجد کے امام صاحب عام گفتگو میں بھی گالم گلوچ کرتے رہتے ہیں، ایسے ہی بعض دفعہ مالِ حرام کو بھی اپنے لیے جائز سمجھتے ہوئے اس کو استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے، ایسے شخص کی امامت میں ادا کی گئی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس امام کی جگہ دوسرے امام کو رکھنا ہم لوگوں کے لیے ضروری ہے یا نہیں؟ اس کی اقتداء سے تنہا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ایم زاہد حسین، کرنال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واضح رہے کہ امامت کا منصب بہت ہی مقدس ہے جو تقوی وطہارت، پرہیزگاری اور اعلیٰ اخلاقی رویئے کا تقاضا کرتا ہے اس لیے مذکورہ باتیں جو سوال میں ذکر کی گئی ہیں اگر صحیح ہیں تو امام صاحب کو اپنے کردار پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے؛ کیوں کہ وہ عامۃ الناس کے لیے نمونہ اور قائد کی حیثیت رکھتے ہیں؛ البتہ امام صاحب مذکورہ فعل کی وجہ سے اگرچہ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن الشيء علی وجه الفساد وشرعاً خروج عن طاعة اللّٰه تعالیٰ بارتكاب كبيرة، قال القهستاني أي أو إصرار علی صغيرة (فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه الإمامة) تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (أيضاً:)

(۲) (قوله وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك....، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۹)

وفي النهر عن المحيط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج، وأبرص شاع برصه، وشارب الخمر وآكل الربا ونمام، ومراء ومتصنع قوله نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولی من الإنفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث من صلی خلف عالم تقي فكأنما صلی خلف نبي قال في الحلية: ولم يجده المخرجون نعم أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعا إن سركم أن يقبل اللّٰه صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (أيضًا: مطلب في إمامة الأمرد،: ج ۲، ص: ۳۰۱، ۳۰۲)

گناہگار ہیں؛ لیکن ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں درست ہیں انہیں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گالی دینے سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے:

''سباب المسلم فسوق وقتاله کفر'' مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اوراس کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے۔(۱)

ابوداؤد شریف میں لکھا ہے:

فرض نماز کی ادائیگی لازم ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ وہ نیک ہو یا بد، اگر چہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو۔

''الصلاة المکتوبة واجبة خلف کل مسلم برا کان أو فاجرا وإن عمل الکبائر''(۲)

البتہ اگر امام صاحب گالیاں دینے اور حرام مال کا استعمال کرنے سے نہ رکیں تو وہ فاسق ہے ایسے شخص کو آئندہ امام مقرر نہیں کرنا چاہیے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہِ تحریمی لکھا ہے۔

''ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق''(۳)

ایسے کی اقتداء سے بہتر تنہا نماز پڑھنے کے سلسلے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ: اگر نمازی عام آدمی ہے، یعنی جس کے اختیار میں ایسے امام کو رکھنا یا ہٹانا نہ ہو اور قریب کی کسی مسجد میں کوئی متقی وصالح امام بھی میسر نہ ہو تو مذکورہ امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہوگا، البتہ اگر قریب میں اہلِ حق کی کسی مسجد کے امام متقی صالح ہوں تو وہاں جا کر نماز ادا کرے، اور اگر نمازی انتظامیہ میں سے یا با اثر شخصیت ہے تو اسے چاہیے کہ اولاً امام کی فہمائش یعنی آگاہ اور متنبہ کرے، اگر امام اصلاحِ اَحوال کر لیتا ہے تو اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہوگا اور اگر اس کے بعد بھی باز نہ آئے تو انتظامیہ امام تبدیل کرے، امام تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر'': ج۱، ص: ۲۷، رقم: ۴۸۔

(۲) أخرجه أبو داود في سننه، ''كتاب الصلاة: باب إمامة البر والفاجر'': ج۱، ص: ۱۶۲، رقم: ۵۹۴۔

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۸۔

’’(والأحق بالإمامة) تقديمًا بل نصبًا. مجمع الأنهر. (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة‘‘(۱)

’’(قوله: بشرط اجتنابه إلخ) كذا في الدراية عن المجتبى. وعبارة الكافي وغيره: الأعلم بالسنة أولى، إلا أن يطعن عليه في دينه؛ لأن الناس لايرغبون في الاقتداء به‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۴؍صفر المظفر ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

لائف انشورنس کرانے والے کی امامت:

(۱۳۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
لائف انشورنس کا شرعا کیا حکم ہے اگر کسی شخص نے کرالیا، تو کیا ایسا شخص امامت کرسکتا ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسے شخص کو مدرسے میں مدرس بھی رکھ سکتے ہیں مدلل و مفصل جواب مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عادل، رسول پور، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لائف انشورنس کرانا حرام ہے۔ امام صاحب نے جان بوجھ کر بلا کسی مجبوری کے لائف انشورنس کرایا ہے، توان کا یہ عمل غلط ہے ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اپنا انشورنس ختم کرادینا چاہیے اور اگر ممکن نہ ہو، تو جو اضافی رقم ہو وہ بلا نیت ثواب صدقہ کرنی چاہیے، توبہ کے بعد امام صاحب کی امامت درست ہوگی اور اس سے قبل ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے

(۱) أیضًا: ص:۲۹۴.
(۲) أیضًا:.

شخص کو مدرس رکھا جاسکتا ہے؛ تاہم اس کا یہ عمل غلط ہے جس سے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

زانی کی امامت:

(۱۳۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک شخص شادی شدہ ہے اس نے زنا کیا ہے اور اس کے زانی ہونے میں کوئی شک بھی نہیں ہے؛ چوں کہ ہندوستان میں اسے اسلامی سزا بھی نہیں دی جاسکتی، تو کیا ایسے آدمی کی امامت درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۹)

ولذا كره إمامة ''الفاسق'' العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة، وإذا تعذر منعه ينتقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها، وإن لم يقم الجمعة إلا هو تصلي معه ''والمبتدع'' بارتكابه ما أحدث على خلاف الحق المتلقي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع بشبهة أو استحسان وروي محمد عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وأبي يوسف أن الصلاة خلف أهل الأهواء لاتجوز، والصحيح أنها تصح مع الكراهة خلف من لاتكفره بدعته لقوله صلى الله عليه وسلم: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر'' رواه الدار قطني كما في البرهان وقال في مجمع الروايات، وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لكن لاينال ثواب من يصلي خلف إمام تقي. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، فصل في بيان الأحق بالامامة'': ج۱،ص:۳۰۲)

الجواب وباللہ التوفیق: زنا کا ثبوت زانی کے اقرار یا چار عینی ثقہ گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہے، اس کے بغیر زنا کا ثبوت نہیں ہوسکتا ہے؛ لہٰذا اگر مذکورہ شخص کے زنا کے شرعی ثبوت ہوں، تو جب تک وہ اس گندے فعل سے توبہ نہ کرلے اس وقت تک اس کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔ ''ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعا، فلايعظم بتقديمه للإمامة''(۱) ''بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم''(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۴/۱۷ھ)

مقطوع اللحیہ کی امامت:

(۱۳۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ کے سلسلہ میں:

تنخواہ دار امام کی عدم موجودگی میں کیا مسجد والے کسی مقطوع اللحیہ امام کو مستقل طور پر رکھ سکتے ہیں؟ کیا مقطوع اللحیہ عالم نماز پڑھا سکتا ہے؟ جمعہ کے دن عربی خطبہ سے قبل کیا مقطوع اللحیہ عالم تقریر کرسکتا ہے؟ بوقت ضرورت کیا وہ عربی خطبہ بھی دے سکتا ہے اور جمعہ کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے؟ کیا سورج گہن و چاند گہن کی نماز ایسا شخص پڑھا سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسے مقطوع اللحیہ عالم کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہوگی یا مکروہ؟ کیا وہ لوگ جو ہمیشہ ڈاڑھی ترشواتے ہیں وہ مسجد

---

(۱) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۲، شیخ الہند دیوبند۔

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۹، زکریا دیوبند۔

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة؛ لكن لا ينال مثل ما ينال خلف تقي، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلوٰة: الباب الخامس، في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج ۱، ص: ۱۴۱، زکریا دیوبند)

کے ٹرسٹی یا کمیٹی کے ممبر بنائے جا سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شاہد محمود، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس لیے مقطوع اللحیہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی بھی نماز میں ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ تاہم جو نمازیں پہلے پڑھی جا چکی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ مسجد کی کمیٹی و کمیٹی کے ممبران کے انتخاب کے وقت ہی باشرع لوگوں کو ترجیح دینی چاہئے، مقطوع اللحیہ اشخاص کو مسجد کا ٹرسٹی یا ممبر بنانا بالکل مناسب نہیں ہے، جو لوگ خوف خدا سے ڈاڑھی نہ رکھ سکیں وہ کوئی فیصلہ کرنے میں کیوں کر انصاف کا خیال کریں گے۔ تاہم اگر کوئی امامت کے لیے نہ ہو، تو ایسے مقطوع اللحیہ کے پیچھے نماز پڑھنا، تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۶/۵/۱۴۳۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال: بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج، ص: ۲۹۹، زکریا دیوبند)

ولأن الإمامة أمانة عظيمة فلا يتحملها الفاسق؛ لأنه لا يؤدي الأمانة على وجهها. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلوٰة: باب بيان من يصلح للإمامة“: ج ۱، ص: ۳۸۷، زکریا دیوبند)

وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لكن لا ينال ثواب من يصلي خلف إمام تقي. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوٰة: فصل في بيان الأحق بالإمامة“: ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

ويكره تقليد الفاسق، ويعزل به إلا لفتنة. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة: باب الإمامة“: ج ۲، ص: ۲۸۲، زکریا دیوبند)

قاتل کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(۱۳۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید نے اپنی عورت کو بدچلنی کی وجہ سے قتل کردیا جس کی وجہ سے گیارہ سال قید میں رہا اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ سمیع اللہ، دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: قتل کرنا اس کا جائز نہیں تھا اور اس قتل کی وجہ سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہوا[۱] توبہ کرنا اور بیوی کے وارثوں سے معاف کرانا اس پر لازم ہے اگر اس نے توبہ کرلی اور معاف کرالیا تو امامت اس کی صحیح ہوگی[۲] ورنہ تو مکروہ تحریمی ہوگی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة؛ وقال الشامي: الأعلم بالسنة أولىٰ إلا أن يطعن في دينه لأن الناس لايرغبون في الاقتداء به. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدرالمختار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝﴾ (سورة المائدہ:۳۲)

(۲) التائب من الذنب كمن لاذنب له، الحديث. (أخرجه ابن ماجة في سننه، ''كتاب الصلوة، باب ذكر التوبة'': ص:۳۱۳،رقم:۴۲۵۰)

(۳) وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتارمع الدرالمختار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸)

کاروبار میں دھوکہ دینے والے کی امامت:

(۱۳۸) **سوال:** ایک امام صاحب نے کہا کہ میں سونے کی نشتر بناتا ہوں، تو کسی شخص نے دس گرام سونا ان کو دیا تو انہوں نے سونا تو رکھ لیا اور تانبے کی نشتر بنا کر ان کو دیدی، تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: راؤظفر احمد خاں، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر شرعی طریقہ پر ثابت ہو کہ امام صاحب نے سونا رکھ لیا اور تانبے کی نشتر بنا کر دے دی جو کہ دھوکہ وفریب ہے،[۱] تو ان کی امامت بوجہ خیانت وفسق مکروہ ہے،[۲] الا یہ کہ وہ توبہ کریں اور سونا واپس کردیں؛[۳] لیکن بغیر شرعی ثبوت کے الزام تراشی درست نہیں ہے۔[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۶/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خصی کی امامت کا حکم:

(۱۳۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: جس

---

(۱) علامات المنافق ثلث: إذا أحدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان. (أخرجه البخاري في صحيحه، ”كتاب الإيمان، باب علامة المنافق“: ج۱، ص:۲۴، رقم:۳۳)

(۲) وحاصله إن كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج۱، ص:۱۴۱)

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لاذنب له. (أخرجه ابن ماجة في سننه، ”كتاب الزهد، باب التوبة“: ص:۳۱۳، رقم:۴۲۵۰)

(۴) عن علي رضى الله عنه قال: البهتان على البراء أثقل من السموات. (على بن حسام الدين حنفي، كنز العمال، ج۳، ص:۸۰۲)

شخص نے اپنے خصیہ نکلوادئے ہوں اس کی امامت کا حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ یونس، اعظم گڑھ

الجواب و باللہ التوفیق: جو شخص اپنی خوشی اور رضامندی سے یا کسی لالچ میں خصی ہو گیا ہو، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ خصی ہونا حرام ہے؛[1] لہٰذا حرام کام کرنے والے کو امامت جیسا منصب دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۵/۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مدرسہ میں خیانت کرنے والے کی امامت:

(۱۴۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباً چودہ سال سے ایک مدرس مدرسہ میں کام کررہے تھے۔ اور مدرسہ کی مسجد کے امام بھی تھے اور ایک مدرس تقریباً پانچ سال سے تھے۔ جو صدر مدرس چودہ سال سے کام کرواتے تھے ان کے بہکانے پر یا ان کے مشورے سے دوسرے مدرسین نے مدرسہ کے ریکارڈ سے علیحدہ کچھ کاپی چھپوائی تھی۔

مدرسہ کے ذمہ دار حضرات کی جانچ کے وقت وہ کاپی مدرسین نے پھاڑ ڈالی۔ اس کے بعد مدرسہ کے ذمہ دار حضرات نے ان کو مدرسہ سے علاحدہ کردیا، اُس کے بعد پھر دوبارہ صدر مدرس کو رکھ لیا گیا اور مدرس صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کرکے آگے کے لیے توبہ کرلی، مدرسہ کی کمیٹی نے اس کو تسلیم کرلیا، تو کیا اب اس کے بارے میں شرعی عذر تو نہیں ہے۔ اب ان کے پیچھے نماز درست ہے یا

(۱) ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (سورة النساء:۱۱۹)

إن خصاء الآدمي حرام صغيرا كان أو كبيرا لورود النهي عنه. (جماعة من الفقهاء، الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹، ص:۱۲۰)

(۲) وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۸)

نہیں؟ اس کے بارے میں جواب تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود حسن، مادھو پور

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مدرس نے جعلی کاپیاں چھپوائی، پھر جانچ کے وقت ان کو یہ پھاڑ ڈالا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے کاپیاں جعلی چھپوائی تھی اس نے اس سے چندہ بھی کیا ہوگا ان کاپیوں پر اگر چندہ کیا گیا ہے تو مدرسہ کے ذمہ داران کو یہ شرعاً بالکل حق نہیں تھا اور نہ ہے کہ وہ اس رقم کو معاف کردیں؛ اس لیے کہ یہ ان حضرات کی ذاتی رقم نہیں ہے وہ رقم مدرسہ کی ہے جس کے معاف کرنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے، رقم پوری لی جائے یا ماہ بماہ تنخواہ سے وضع کی جائے[1] اور یہ مدرس اپنی سچی توبہ واستغفار کا اعلان کردے تو مدرسہ کے ذمہ داران کو حق ہے کہ اس کی خیانت کو معاف کرکے دوبارہ مدرس رکھیں؛[2] لیکن رقم کا لینا لازم ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ آئندہ اس پر نظر رکھیں اس کو اس طرح خیانت کرنے کا موقعہ نہ ملے پس توبہ واستغفار کے اعلان کے بغیر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۴/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وعدہ خلافی کرنے والے کی امامت:

(۱۴۱) **سوال:** زید مدرسہ کا منتظم ہے اور امامِ مسجد مدرس ہے، امام نے زید سے ایک بکری خریدی قیمت طے ہوگئی۔ صورت حال یہ ہے کہ جب امام کہیں جاتا ہے، تو زید اس کی جگہ پر کام کرتا

---

(۱)﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾(سورۃ التوبہ:۳۴)
﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ﴾(سورۃ النساء:۲۹)

(۲)قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التائب من الذنب کمن لاذنب له. (أخرجه ابن ماجة في سننه، "کتاب الزھد، باب التوبة": ص:۳۱۳، رقم:۴۲۵۰)

(۳)وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر. (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلوٰۃ: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

تھا اور زید چھٹی پر جاتا تو وہ ان کی جگہ پر کام کرتا تھا، ایک مرتبہ امام چھٹی پر گیا اب واپس آ کر کہتا ہے کہ میں بکری کی قیمت نہیں دوں گا وہ کہنے لگے کہ میں نے، تو بکری اس لیے دی تھی کہ میں جو مدرسہ کا کام کرتا تھا اس کے عوض تم سے بکری لی ہے حالاں کہ قیمت طے ہو چکی تھی تو ایسے امام کی امامت کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ ایسے خائن امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خلیق احمد، مظفرنگر

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جب کہ بکری کی قیمت بھی مقرر ہوگئی اور امام صاحب نے قیمت دینے کا وعدہ بھی کیا مگر اب قیمت کی ادائیگی سے انکار کر رہا ہے ان کے لیے سخت گناہ کی بات اور دھوکہ بازی ہے۔[1]

اگر امام صاحب کو مدرس کے کام کا معاوضہ طلب کرنا تھا، تو اس کا مطالبہ مدرسہ کے ذمہ داروں سے کرتے یہی اصولی بات تھی مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے زید کا ذاتی حق دبانا چاہا یہ ان کے لیے درست اور جائز نہیں ہے۔ اگر وہ اس سے توبہ کر لیں اور حق زید ادا کر دیں تو وہ قابلِ امامت ہیں[2] اور اگر ایسا نہ کریں تو وہ قابل امامت نہیں ہیں، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۳/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(۱۴۲) **سوال:** ایک امام صاحب نے ایک عورت کا نکاح پڑھایا جب کہ اس وقت وہ

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا. (أخرج الترمذي في سننه، ''کتاب البیوع'': ج۱، ص: ۱۱۵، رقم: ۱۳۵)

(۲) التائب من الذنب کمن لاذنب له. (أخرجه ابن ماجة في سننه، ''کتاب الزهد: باب: ذکر التوبة'': ص: ۳۱۳، رقم: ۴۲۵۰)

(۳) وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلوۃ: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۸)

عورت عدت میں تھی، کثیر تعداد میں گاؤں کے لوگ اس نکاح میں شریک بھی ہوئے تھے، پوچھنا ہے کہ کیا ایسے شخص کی امامت صحیح ہے؟ جس نے قرآن وحدیث کی صریح خلاف ورزی کی اور عدت میں نکاح پڑھا دیا، شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟ مدلل جواب دے کر تمام مصلیان کی الجھنوں کو دور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر دے گا ''إن شاء الله''.

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کلیم راعین، دربھنگہ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں اگر امام صاحب نے باوجود علم کے عدت میں نکاح پڑھایا ہے تو نکاح پڑھانے والا اور اس نکاح میں شریک گاؤں کے لوگ سب کے سب گناہگار ہوں گے ان سب پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔

''قال الله تعالىٰ: ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ أَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا﴾''[1]

''يدل على أن التوبة من الكتمان إنما يكون بإظهار البيان، وأنه لا يكتفى في صحة التوبة بالندم على الكتمان فيما سلف دون البيان فيما استقبل''[2]

''عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان''[3]

نیز اگر مذکورہ امام سے بہتر اور لائق کوئی دوسرا شخص امامت کے لیے موجود ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ البتہ توبہ اور استغفار کے بعد اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

''ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع لا يكفر بها، وإن كفر بها فلا

---

(۱) سورة البقرة: ۱۶۰.

(۲) الجصاص، أحكام القرآن: ''سورة البقرة: ۱۶۰'' ج ۱، ص: ۱۴۳.

(۳) أخرجه مسلم في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب: النهي عن المنكر من الإيمان'': ج ۱، ص: ۵۰، رقم: ۴۹.

یصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا، هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة"(۱)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۰/ربیع الاول: ۱۴۴۳)

گھوڑے پر بیٹھ کر باجے کے ساتھ عیدگاہ جانے والے کی امامت کا حکم:

(۱۴۳) **سوال:** مالیگاؤں میں یہ دستور ہے کہ قدیم عیدگاہ کا خطیب گھوڑے پر بیٹھ کر باجے کے ساتھ، نہایت شان وشوکت سے نمازِ عید پڑھانے جاتا ہے؛ لیکن نمازِ عید درست پڑھاتا ہے، ہم دیوبندی اگر اس کے پیچھے نماز عید ادا کرلیں تو ہماری نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ جب کہ دیوبندیوں کی عیدگاہ بہت دوری پر واقع ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی انیس، مالیگاؤں

الجواب و باللہ التوفیق: راگ باجے کے ساتھ جانے والا امام وخطیب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے حتی الامکان اس کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے کسی دیندار پرہیزگار کے پیچھے نماز ادا کرنے کی سعی کریں۔ لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کی امامت میں نماز عید یا کوئی اور نماز ادا کرلی تو وہ ادا ہوگئی اعادہ ضروری نہیں ہوگی۔(۲)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۵/۷/۱۴۱۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸.

(۲) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سینما کے عادی شخص کی امامت:

(۱۴۴) **سوال:** ہمارے امام سینما کے عادی ہیں ایسے شخص کے امامت کا کیا حکم ہے؟ اگر متولی ایسے امام کو الگ نہ کرے تو مقتدی ایسے امام کو ازخود الگ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، مظفرنگر

الجواب و باللّٰہ التوفیق: مذکورہ امام قابل امامت نہیں ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے نماز بکراہت تحریمی ادا ہوتی ہے۔(۱)
متولی کو چاہئے کہ اس کو الگ کردے ورنہ محلّہ کے ذمہ دار جو جماعت کے پابند ہوں اس کو الگ کردیں۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۴/۶ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه،وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين،رد المحتار،"كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)
وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج، وأبرص شاع برصه، وشارب الخمر وآكل الربا وتمام، ومراء ومتصنع) قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد، لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث:من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي، قال في الحلية: ولم يجده المخرجون نعم أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعاً: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (أيضًا: "مطلب في إمامة الأمرد": ج۲،ص:۳۰۱،۳۰۲)

(۱) ويكره إمامة عبد......وفاسق، وفي الشامية قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر، وفي المعراج قال أصحابنا:لاينبغي أن يقتدى بالفاسق الخ. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدرالمختار،"كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)
قوله:وفاسق من الفسق:وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (أيضًا:)

(۲) ويكره تقديم العبد......والفاسق لأنه لايهتم لأمر دينه وإن تقدموا جاز لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل برو فاجر الخ. (المرغيناني،الهداية،"كتاب الصلوة، باب الإمامة": ج۱،ص:۱۲۲)

حرام مال کھانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۱۴۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید جھوٹ بولتا ہے اور حرام مال کھاتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نذیر احمد، نیپالی

الجواب و باللہ التوفیق: جھوٹ بولنا اور حرام مال کھانا سخت گناہ ہے[۱] ایسا کرنے والا فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۶/۱۴۱۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سودخور امام کی امامت کا حکم:

(۱۴۶) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب سود کھاتے ہیں، تو اس صورت میں امام کے پیچھے نماز ادا کرنا حرام ہے یا حلال اور سودخور کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: خورشید عالم، غازی آباد

---

(۱) ﴿فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ (آل عمران:۶۱)

ما كان من خلق أبغض إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من الكذب. (صحيح ابن حبان ذكر البيان بأن الكذب كان من أبغض الأخلاق: رقم:۵۷۳۶) آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هديته والأكل منها الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية": ج۵،ص:۳۴۳)

(۲) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

الجواب و باللہ التوفیق: جس شخص کی آمد صرف ناجائز ہی ہو مثلاً صرف سود ہی کی آمد ہو تو معلوم ہونے کے باوجود اس کے یہاں کھانا کھانا جائز نہیں[۱] اگر امام صاحب ایسا ہی کرتے ہوں تو ان کو سمجھایا جائے باز نہ آئیں تو امامت سے معزول کیا جائے اور اگر کسی کی آمد مخلوط ہو تو اس کے یہاں کھانے کی گنجائش ہے اگر چہ احتیاط بچنے ہی میں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۲/۶/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

(۱۴۷) **سوال:** خالد کسی مسجد میں امام ہے اور بکر کا مخالف ہے، امام خالد نے بکر کے خلاف گواہی دی ہے کہ بکر نے فلاں شخص کو میرے سامنے گولی ماری ہے، حالاں کہ بکر نے کسی بھی شخص کو گولی نہیں ماری، اس گواہی کی وجہ سے اکثر مقتدی امام کے خلاف ہیں اس کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتے اس صورت میں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالکریم، ہریدوار

---

(۱) أكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام، لايقبل ولايأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لابأس بقبول هديته والأكل منها الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية'': ج۵،ص:۳۴۳)

(۲) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸)

اجعلوا أئمتكم خياركم. (أخرجه قطني في سننه، ''باب تخفيف القراءة لحاجة'': ج ، ص: ، رقم:۱۸۸۱)

الجواب و باللہ التوفیق: کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دینا باعث گناہ ہے[1] کسی کے مارنے کی جھوٹی گواہی دینا مزید گناہ کا باعث ہے ایسا شخص شریعت کی نظر میں فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[2]

پس صورت مسئول عنہا میں مذکورہ امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے تا آں کہ وہ بکر سے اپنی غلطی کی معافی مانگے اپنی جھوٹی گواہی کو واپس لے اور توبہ واستغفار کرکے اس کا اعلان کردے گواہی سے پہلے جو نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں وہ بلا کراہت درست ہوگئی ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۶/۱۴۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

رشوت خور کی امامت:

(۱۴۸) **سوال:** ہمارے یہاں ایک امام صاحب جن کی عمر اسّی سال کے قریب ہے وہ ہر نیک آدمی کی مخالفت اور غیبت کرتا ہے یہی اس کا شیوہ ہو چکا ہے۔ اور رشوت خور بھی ہے لوگوں کو

---

(۱) لأنه كبيرة محضة وذلك بنص الحديث الصحيح وهو قوله صلى الله عليه وسلم أكبر الكبائر الشرك بالله تعالىٰ وقتل النفس وعقوق الوالدين فقال: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر قال: قول الزور أو قال: شهادة الزور.
(أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر": ج۳،ص:۱۱۵،رقم:۵۹۷۷)

(۲) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج، وأبرص شاع برصه، وشارب الخمر وآكل الربا ونمام، ومراء ومتصنع ...... قوله: نال فضل الجماعة، أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد، لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي، قال في الحلية: ولم يجده المخرجون نعم أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعاً: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم.
(ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد": ج۲،ص:۳۰۱،۳۰۲)

آپس میں لڑانا اس کے لیے بہت آسان ہے اس کی امامت کا حکم شرعاً کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: غلام محی الدین، جموں وکشمیر

الجواب و باللہ التوفیق: امام صاحب کو ایسی غیر شرعی اور وقارِ امامت کے خلاف حرکتوں سے باز رہنا لازم ہے اگر وہ باز نہ آئے تو انتظامیہ یا اہل محلّہ یا متولی کو چاہئے کہ مصالح اور نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی مناسب اقدام کریں یہی شرعی حکم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۲۶/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چوری کرنے والے کی امامت:

(۱۴۹) **سوال:** ایک شخص مسجد کا امام ہے، اس پر چوری کا الزام ثابت ہو چکا ہے۔ سب اہل محلّہ کو معلوم ہے کہ اس نے چوری کی ہے۔ پھر بھی وہ شخص امامت کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نصیر الدین، مظفرنگر

الجواب و باللہ التوفیق: چوری کرنا گناہ کبیرہ اور اس کا مرتکب فاسق ہے (۲) اس لیے مذکورہ شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اس کے پیچھے بکراہت تحریمی نماز ادا ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو امامت سے الگ کر دیا جائے؛ تاہم اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بغیر کسی کراہت کے درست ہے۔

---

(۱) قوله: وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۸)

(۲) ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورة المائدة: ۳۸)

”وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة“(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۷/۵/۲۹ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

جوا کھیلنے والے کی امامت کا حکم:

(۱۵۰) **سوال:** جو شخص جوا کھیلتا ہے اور نماز بھی پڑھاتا ہے، تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، مظفر نگر

الجواب و باللہ التوفیق: جوا اور سٹہ کھیلنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے(۲) امام کو چاہئے کہ ایسے برے کاموں سے اجتناب کریں، لیکن اس کے باوجود مقتدیوں کی نمازیں کراہتِ تحریمی کے ساتھ صحیح ہیں ان کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے(۳) اور سنت و نوافل جو کچھ ادا کرے گا وہ بھی ادا ہوں گی۔

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۳/۳ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کی نماز مکروہ ہونے سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی یا نہیں؟

(۱۵۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوٰة: فصل في بيان الأحق بالإمامة“: ج ص: ۳۰۲، شیخ الہند۔

(۲) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (سورة المائدة: ۹۰)

(۳) ويكره تقديم العبد...... والفاسق لأنه لايهتم لأمر دينه وإن تقدموا جاز لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل برو فاجر الخ. (المرغيناني، الهداية، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ج ۱، ص: ۱۲۲)

فاسق وفاجر امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے تو مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عارف انور، ہریدوار

الجواب و باللہ التوفیق: امام کی نماز اصل اور متبوع ہے اور مقتدیوں کی نماز شرعاً امام کے تابع ہوتی ہے، پس امام کی نماز کی کراہت سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔[1] اس وجہ سے فاسق امام کی جگہ کوئی متقی باشرع امام مقرر کرنا چاہئے؛ لیکن مقتدی کی نماز میں کراہت اس صورت میں آئے گی جب کہ دوسرا صالح امام موجود ہو؛ لیکن اگر دوسرا امام موجود نہ ہو تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں اسی کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں آئی گی۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۳/۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والے کی امامت:

(۱۵۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک امام صاحب جو کہ ہماری مسجد میں امامت کرتے ہیں ان کا جبہ اور پاجامہ اکثر ٹخنوں سے نیچے رہتا ہے اور وہ مصری ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنا جبہ اور پاجامہ اوپر رکھیں تو وہ یہ کہتے

---

(۱) حدیث الإمام ضامن ...... إن صلاة الإمام متضمنة لصلاة المقتدي ولذا اشترط عدم مغایرتها فإذا صحت صلاة الإمام صحت صلاة المقتدي إلا لمانع آخر، وإذا فسدت فسدت صلاة المقتدي لأنه متی فسد الشيء فسد مافي ضمنه. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوة، فروع اقتداء متنفل بمتنفل'': ج۱،ص:۵۹۱)

فبطلان صلاة الإمام یقتضي بطلان صلاة المقتدي إذ لایتضمن المعدوم الموجود. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الصلوة، باب الإمام'': ج۱،ص:۳۷۴)

(۲) ینبغي أن یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلا فلا کراهة کما لا یخفی. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة'': ج۱،ص:۶۱۰)

ہیں کہ یہ کہیں سے ثابت نہیں ہے کہ پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھا جائے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ تفصیلی جواب دے کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمیل، مقیم حال مصر

الجواب و بالله التوفيق: ٹخنوں سے نیچے شلوار یا جبہ لٹکانا ناجائز اور حرام ہے اور یہ صریح حدیث سے ثابت ہے اور جان بوجھ کر ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا گنہگار اور فاسق ہے اور نماز میں شلوار ٹخنے سے نیچے پہننا اور بھی برا ہے؛ اس لیے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

"**ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار**" یعنی جو شخص اپنا کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔[1]

ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی ازار لٹکا کر نماز پڑھے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

"**عن أبي هريرة: بينما رجل يصلي مسبلا إزاره إذ قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذهب فتوضأ فذهب فتوضأ ثم جاء ثم قال: إذهب فتوضأ ثم جاء، فقال له رجل يا رسول الله! ما لك أمرته أن يتوضا؟ فقال: إنه كان يصلي وهو مسبل إزاره وإن الله جل ذكره لا يقبل صلاة مسبل إزاره**"[2]

"**ولايجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء، وقد نص الشافعي على أن التحريم مخصوص بالخيلاء؛ لدلالة ظواهر الأحاديث عليها، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم، وإلا فمنع تنزيه**"[3]

"**كره إمامة "الفاسق" العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعا فلا**

---

(۱) أخرج البخاري في صحيحه، "كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففى النار": ج ۳، ص: ۴۸، رقم: ۵۷۸۷.

(۲) أخرجه أبو داود في سننه، "كتاب اللباس، باب الإسبال في الصلاة": ج ۲، ص: ۲۱۵، رقم: ۴۰۸۶.

(۳) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "فصل في بيان الأحق بالإمامة": ج ۱، ص: ۳۱۷.

یعظم بتقدیمه للإمامة''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۷/۱۴۴۲ھ)

مدرسہ کے نام پر فرضی چندہ کرنے والے کی امامت کا حکم:

(۱۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک مسجد کے امام صاحب کچھ عرصہ سے مدرسہ کے نام پر چندہ اکٹھا کر رہے ہیں جب کہ مدرسہ کا کوئی نام ونشان نہیں اور نہ ہی کوئی جگہ مدرسہ کی متعین ہے اور نہ کہیں بچے تعلیم پاتے ہیں؛ لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم، دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: اگر وہ شخص واقعی طور پر مدرسہ نہ ہونے کے باوجود دھوکہ دے کر، جھوٹ بول کر مدرسہ کا چندہ کرتا ہے تو یہ شخص فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے کسی متقی، دیندار، پرہیزگار شخص کو امام مقرر کیا جائے۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۸/۱/۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفا تيح ''كتاب اللباس، الفصل الأول'': ج۸، ص:۱۹۸، رقم:۴۳۱۴.

(۲) ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة، وإذا تعذر منعه ينتقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها وإن لم يقم الجمعة إلا هو تصلي معه. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوٰة: فصل في بيان الاحق بالإمامة'' ص:۳۰۳،۳۰۲، شیخ الہند دیوبند) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سود پر پیسے لے کر کاروبار شروع کرنے والے کی امامت:

(۱۵۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارا ایک دوست ہے اس کا جو کاروبار ہے وہ اس نے سود پر پیسے لے کر شروع کیا ہے اور حافظ قرآن ہے، امام کی غیر موجودگی کی صورت میں محلہ کی مسجد میں امامت بھی کرتا ہے اور دوستوں کی اکثر دعوت بھی کرتا رہتا ہے، تو کیا ان کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی؟ اور کیا اس کی دعوت کو قبول کرنا ہمارے لیے جائز ہوگا؟ مفصل جواب تحریر فرمادیں کرم ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: امیر حمزہ، میرٹھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر امام صاحب نے بلا شرعی ضرورت کے سود پر پیسے لے کر کاروبار شروع کیا ہے تو وہ کمائی حلال نہیں ہے، ان کا یہ عمل غلط ہے، اس کاروبار کو فوراً ترک کر دینا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے، بعد توبہ کے امام صاحب کی امامت درست ہوگی، اور اس سے قبل ان کی امامت مکروہ ہے، نیز اگر تحقیقی طور پر یہ بات ثابت ہو کہ کل آمدنی یا غالب آمدنی حرام ہے تو ایسی صورت میں ان کی دعوت کھانا جائز نہیں ہے، لیکن اگر کوئی اور بھی کاروبار یا آمدنی ہے جو حلال طریقہ سے کمائی ہوئی ہے اس حلال پیسے سے دعوت کرے تو ایسی صورت میں دعوت قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

”ویکرہ إمامة عبد وفاسق وفاسق، من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة. ولعل المراد به من یرتکب الکبائر“[1]

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاينال مثل ما ينال خلف تقي، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج ۱، ص: ۱۴۱، زکریا دیوبند)

(۱) (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة“: ج ۲، ص: ۲۹۸.

”وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال“(۱)

”وكسبه حرام فالميراث حلال ثم رمز وقال لا ناخذ بهذه الرواية وهو حرام مطلقا على الورثة“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۶رشوال المکرّم۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

سنن مؤکدہ کے تارک کی امامت کا حکم:

(۱۵۵)**سوال**: ایک امام کی عادت ہے کہ وہ مستقل طور پر سنن اور نوافل کی پابندی نہیں کرتے یہاں تک کہ موکد ترین سنت جو فجر کی سنت کہلاتی ہیں ان کو بھی ترک کر دیتے ہیں تو اس شکل میں ان کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: مظفر الاسلام، دھام پور

الجواب و باللہ التوفیق: سنن مؤکدہ کا تارک اور ترک پر اصرار کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق ہو گیا اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، کسی نیک، دیندار سنت کے پابند شخص کو امام مقرر کیا جائے تاکہ نماز جیسا اہم فریضہ مسنون طریقہ پر ادا کیا جا سکے۔

”ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق...... أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه

---

(۱) أيضًا: ص:۲۹۹.

(۲) ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره“: ج۹، ص:۴۴۴.

بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً......بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم"[1]

"الذي يظهر من كلام أهل المذهب أن الإثم منوط بترك الواجب أو السنة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلوات الخمس قيل لا يأثم والصحيح أنه يأثم. ذكره في فتح القدير"[2]

"رجل ترك سنن الصلوات الخمس إن لم ير السنن حقا فقد كفر لأنه ترك استخفافاً وإن رأى حقا منهم من قال لا يأثم والصحيح أنه يأثم لأنه جاء الوعيد بالترك"[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۳/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

متعہ کے قائل وفاعل کی امامت کا حکم:

(۱۵۶) **سوال:** ایک شخص جو متعہ کے جواز کا قائل بھی ہے اور عملاً متعہ کرتا بھی ہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے کیا ایسے شخص کا امامت کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مرتضیٰ، دہلی

الجواب و باللہ التوفیق: متعہ معتبر علماء وفقہاء کرام کے نزدیک حرام ہے[4] جس کی حرمت صریح حدیث سے ثابت ہے[5] اس لیے متعہ کے جواز کا قائل وفاعل فاسق ہے جس کی

(۱) ابن عابدين، رد المحتار"باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸،۲۹۹، زکریا دیوبند.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار،"كتاب الطهارة: مطلب في السنة وتعريفها": ج۱،ص:۲۲۰، زکریا، دیوبند.

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق،"كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل": ج ۲، ص: ۸۶، زکریا، دیوبند، وهكذا في الفتاوىٰ الهندية،"كتاب الصلوٰة: الباب التاسع في النوافل": ج۱،ص:۱۷۱، زکریا دیوبند.

(۴) ونكاح المتعة باطل وهو أن يقول لإمرأة أتمتع بك كذا مدة بكذا من المال. (المرغيناني، هداية، "فصل في بيان المحرمات": ج۱،ص:۱۹۰)

(۵) عن علي بن أبي طالب: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعن لحوم الحمر الإنسية. (أخرجه ابن ماجة، في سننه،"باب النهي عن نكاح المتعة": رقم:۱۹۶۱)

امامت وتقلید مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کے بہکائے میں قطعاً نہ آئیں۔ [۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۵/۷/۱۴۲۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جھوٹا الزام لگانے والے کی امامت:

(۱۵۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: لوگوں پر جھوٹے الزامات لگانے والے کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: صادق پاشا، بنگلور

الجواب و باللہ التوفیق: جھوٹا الزام لگانے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے [۲] اس لیے بشرطِ صحت سوال مذکورہ شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اس شخص سے معافی وتوبہ و استغفار کے بعد امامت درست ہے، جس پر الزام لگایا گیا باہمی مشورے سے متولی و ذمہ داران مسئلہ کو حل کریں۔ [۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲/۸/۱۴۲۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال الحصكفي ويكره إمامة عبد ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لايكفر بها وإن كفر بها فلايصح الاقتداء به أصلا، قال ابن عابدين: قوله وهي اعتقاد الخ،عزا هذا التعريف في هامش الخزائن إلى الحافظ ابن حجر في شرح النخبة ولايخفى أن الاعتقاد يشمل ماكان معه عمل أولا فإن من تدين بعمل لابد أن يعتقده. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة، باب الإمامة“: ج۲،ص:۲۸۰-۲۸۱)

(۲) إن الكذب يهدى إلى الفجور وإن الفجور يهدى إلى النار وإن الرجل ليكذب حتى يكتب عند الله، كذابا. (أخرجه البخاري،في صحيحه،”كتاب الآداب باب قول الله،يأيها الذين آمنوا اتقو الله و كونوا مع الصادقين وما ينهى عن الكذب“:ج۵،ص:۵۳،رقم: ۶۰۹۴)

(۳) ومن أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گولی مارنے والے کی امامت:

(۱۵۸) **سوال:** اگر کوئی امام کسی شخص کے گولی مار دے اور وہ زخمی ہو جائے، مرے نہیں، تو اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مصلیان مسجد املیا، متصل دیوبند

الجواب و بالله التوفيق: بلا وجہ شرعی کسی کو گولی مارنا اور زخمی کرنا یہ گناہ کبیرہ موجب فسق ہے؛ اس لیے مذکورہ امام گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ جو نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں یا پڑھی جائیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز مذکورہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے توبہ واستغفار اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہنا ضروری ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۹/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸)

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إجعلوا أئمتكم خياركم فإنهم وفدكم بينكم وبين ربكم، (محمد بن علی الشوكاني، نيل الأوطار، ''كتاب الصلوة، باب ماجاء في إمامة الفاسق'': ج۳، ص:۱۴۲،رقم:۱۰۸۸)

وقد أخرجه الحاكم في ترجمة مرثد الغنوي عنه أن سركم أن تقبل صلوتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم بينكم وبين ربكم ويؤيد ذلك حديث ابن عباس المذكور. (أيضًا: ''كتاب الصلوة، باب ماجاء في إمامة الصبي'': ج۳،ص:۱۹۶،رقم:۱۰۹۱)

(۱) والأحق بالإمامة تقديما بل نصباً مجمع الأنهر الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

الأعلم بشرط اجتنابه الخ كذا في الدراية عن المجتبى وعبارة الكافي وغيره، قوله بالسنة أولى إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس لايرغبون في الاقتداء به، ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع أي صاحب بدعة، وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تجدید نکاح کے بغیر بیوی کی طرح رکھنے والے کی امامت:

(۱۵۹) **سوال:** طلاق بائن دے کر بغیر تجدید نکاح کے اس کو بیوی کی طرح رکھنے والے امام کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہارون، بارہ بنکی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. (أيضًا: ص:۲۹۹)

(۱) كره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع، فالحاصل أنه يكره الخ، قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (ابن نجيم، البحرالرائق، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة العبد والأعرابي والفاسق'': ج۱، ص:۶۱۰)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع أي صاحب بدعة، وفي النهر عن المحيط، صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفها أولى من الإنفراد؛ لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي . (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۴، ۲۹۹)

ونكاح المنكوحة لايحل احد من الاديان. (أيضاً: ج۱۰، ص:۱۶۳)

فصل ومنها: أن لاتكون منكوحة الغير لقوله تعالىٰ: ''والمحصنات من النساء'' والمحصنات معطوفا على قوله عز وجل حرمت عليكم أمهاتكم إلى قوله من النساء وهن ذوات الأزواج وسواء كان زوجها مسلماً أو كافراً. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب النكاح، فصل أن لاتكون منكوحة الغير، عدم جواز منكوحة الغير'': ج۲، ص:۵۴۸)

غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے والے کی امامت:

(۱۶۰) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک شخص غیر محرم عورت کے ساتھ سفر کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: گلفام، نوگاؤں

الجواب و باللّٰہ التوفیق: غیر محرم عورت کو سفر میں لانے لے جانے والے شخص کا طریقہ غلط اور برا ہے ایسے شخص کی امامت بھی مکروہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۲/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نامحرم سے تعلق رکھنے والے کی امامت:

(۱۶۱) سوال: اگر کسی مسجد کا امام نامحرم خاتون سے تعلق رکھے، گھنٹوں فون پر گفتگو کرے اور اس سے ملاقات کرے، اپنی زوجہ کو تکلیف دے مار پیٹ کرے اور اپنے بستر سے الگ سلائے جب کہ یہ بات اکثر مقتدیوں کو معلوم ہے اور مسجد کی کمیٹی کے لوگ بھی اس بات کو جانتے ہیں باوجود اس کے کمیٹی والے ایسے امام کو رکھے ہوئے ہیں اور لوگ نماز پڑھ رہے ہیں ایسی صورت میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: توصیف احمد، مظفر نگر

الجواب و باللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال امام صاحب کے لیے مذکورہ بالا امور

---

(۱) ومن أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۸)

شرعاً واخلاقاً ناجائز اور منصب امامت کے لیے کسی بھی طرح مناسب نہیں ان کو ان تمام حرکتوں سے فوری توبہ کر لینی چاہئے اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے بصورت دیگر اراکین کمیٹی کو چاہئے کہ ایسے امام کو تبدیل کر دیں اور کسی نیک اور صالح امام کو مقرر کر لیں تاہم فتنہ وفساد سے ہر حال میں بچا جائے جب تک اس امام کو کمیٹی والے تبدیل نہ کریں اس کے پیچھے نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔

"أخرج الحاکم في مستدرکه مرفوعاً إن سرکم أن یقبل اللّٰه صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فإنهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم"[1]

"وفي النهر عن المحیط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال: فضل الجماعة أفاد أن الصلوٰة خلفهما أولی من الإنفراد؛ لکن لا ینال کما ینال خلف تقي ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقي فکأنما صلی خلف نبي"[2]

الجواب صحیح:	فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی	**کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۹/۱۱/۲۲ھ)
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

ایل آئی سی کے ایجنٹ کی امامت:

(۱۶۲) **سوال:** زید ایل آئی سی کا ایجنٹ ہے لوگوں کے روپئے جمع کراتا ہے، زید کے لیے یہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ ساتھ میں امام بھی ہے تو اسے امام بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرار، ملاواں

الجواب و باللّٰہ التوفیق: لائف انشورنس کا کاروبار سودی کاروبار ہے اس لیے حرام وناجائز ہے اور اس کے لیے کام کرنا بھی ناجائز ہے اس لیے ایسے شخص کی امامت درست نہیں

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد": ج۲، ص: ۳۰۱.
(۲) أیضًا:.

ہے امام صاحب کوئی دوسرا کاروبار اختیار کر لیں۔ ورنہ ان کی جگہ کسی اور کو مقرر کر لیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۴۰/۲/۱۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾(سورة المائدة:۹۰)

عن جابر قال: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اٰكِلَ الرِّبَا، وَمُؤكله، وكاتبه، وشاهديه) هم سواء. (أخرجه مسلم في صحيحه، ''كتاب المساقات، باب لعن أكل الربا ومؤكله'': ج۳،ص:۱۲۱۹،رقم:۱۵۹۸)

عن ابن سيرين قال: كل شيء فيه قمار فهو من الميسر. (أخرجه ابن أبي شيبه، ''كتاب البيوع والأقضية'': ج۴، ص:۴۸۳)

وسمى القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة'': ج۶،ص:۴۰۳، ط:سعيد)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر، كشارب الخمر والزاني وآكل الرباء ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة'': ج۲،ص:۲۹۸)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمردينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (أيضًا، ج۱،ص:۲۹۹)

كذا في المتون، تجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة، إلا أنها تكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اما مالغيره'': ج۱،ص:۸۵)

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي كذا في الخلاصة. (أيضاً: ج۱،ص:۱۴۱)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الرد قوله نال فضل الجماعة الخ إن الصلوة، خلفهما أولى من الإنفراد. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام'': ج۲،ص:۲۹۹)

وإذا صلى الرجل خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لما روينا من الحديث لكن لاينال ثواب من يصلي خلف عالم تقي. (قاضي خان، فتاوىٰ قاضي خان، ''كتاب الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح'': ج۱،ص:۵۹)

سود پر قرض لینے اور توبہ کرنے والے کی امامت:

(۱۶۳) **سوال**: بڑی مسلم بستی میں لڑکوں کے دینی ادارے کئی ہیں ان میں ایک بڑا مدرسہ بھی ہے جو دو بستیوں کے بیچ واقع ہے جس میں صرف لڑکے ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ذمہ داران بستی نے کافی عرصہ سے مخلوط تعلیم کے برے نتائج کی وجہ سے یہ پابندی لگادی تھی کہ مدرسہ میں لڑکیوں کا داخلہ بالکل نہ کیا جائے جس پر آج تک الحمدللہ عمل ہو رہا ہے اور دوسرے مدرسوں میں آج بھی مخلوط تعلیم ہے اور لڑکیاں بھی بے پردہ پڑھاتی ہیں اور پڑھنے والے طلبہ وطالبات بالغ یا بلوغ کے قریب ہوتے ہیں، اور آئے دن مدرس یا طلبہ کا چھیڑ چھاڑ کا معاملہ سامنے آتا رہتا ہے ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دو تین علماء نے بزرگوں کے مشورہ سے طے کیا کہ اتنی بڑی مسلم بستی میں لڑکیوں کا کوئی دینی ادارہ قائم کیا جائے جس میں پڑھنے پڑھانے والی صرف لڑکیاں ہی ہوں اور مردوں کا داخلہ بالکل ممنوع ہو اور زکوٰۃ وصدقات واجبہ کا چندہ بالکل نہ ہو، صرف فیس ہی پر اس کا دار ومدار ہو لہٰذا ۲۰۱۰ء میں ایک کرایہ کے مکان میں جامعہ عائشہ صدیقہ کا قیام عمل میں آیا، اور اب تک کرایہ کے مکان میں ہی مدرسہ چل رہا ہے مدرسہ کے ذمہ داران نے مشورہ کیا کہ ایک بیگھہ زمین کا بندوبست کیا جائے، بستی سے ملی ہوئی ایک بیگھہ زمین خرید لی گئی اور کچھ بیعانہ کے طور پر رقم دیدی گئی اور بیع نامہ کا وقت متعین کرلیا گیا، بیع نامہ کا جب وقت آیا تو مکمل رقم کا انتظام نہ ہوسکا، ایک عالم کے پاس کاشت کی زمین تھی ان سے درخواست کی گئی کہ اگر وقت پر بیع نامہ نہیں کرایا گیا، تو جو رقم دے رکھی ہے وہ بھی ختم ہوجائے گی آپ زمین پر پیسہ لے کر دیدیں مدرسہ روپیہ ادا کردے گا انہوں نے لے کر دیدیئے اب جب کہ مدرسہ نے اس رقم کو ادا بھی کردیا ہے، ذمہ داران لیتے وقت بھی نادم وشرمندہ تھے اور اب تائب بھی ہوچکے ہیں تو اس صورت میں ان علماء کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(۲) جو حضرات پریشانی اور مجبوری میں مسلم فنڈ میں زیورات رکھ کر قرض لیتے ہیں یا بینک سے کاروبار یا کسی اور چیز کے لیے رقم سود پر لیتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اشرف، بجنور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: (۱) مجبوری میں غلط کام کر کے پھر توبہ کر لی تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) جو لوگ سودی کاروبار میں ملوث ہوں ان کو امام نہ بنایا جائے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیک اور متقی ہو اور معاشرہ میں نیک نام ہو اس لیے اگر ایسے لوگ امام کے منصب پر ہوں تو ان کو جلد از جلد توبہ کر لینی چاہئے اور اگر توبہ نہ کریں اور سودی کاروبار نہ بند کریں تو ان کی جگہ دوسرے کو امام بنا دیا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۴/۳/۱۴۳۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْآ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (سورة المائدة:۹۰)

عن جابر قال: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه) هم سواء.
(أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب المساقات، باب لعن آكل الربا مؤكله‘‘: ج۳، ص:۱۲۱۹، رقم:۱۵۹۸)

عن ابن سيرين قال: كل شيء فيه قمار فهو من الميسر.
(أخرجه ابن أبي شيبه، في مصنفه، ’’كتاب البيوع والأقضية‘‘: ج۴، ص:۴۸۳)

وسمى القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الحظر والإباحة‘‘: ج۶، ص:۴۰۳)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر، كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد‘‘: ج۲، ص:۲۹۴)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (أيضًا: ج۱، ص:۲۹۹)

كذا في المتون، تجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة، إلا أنها تكره.
(جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اما مالغيره، ج۱، ص:۱۴۱)

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غیر محرم عورتوں سے ہنسی مذاق کرنے والے کی امامت:

(۱۶۴)**سوال:** اس شرور وفتن کے دور میں امام مسجد مقتدیوں کے گھروں میں جا کر ان کی مستورات سے بلا تکلف باتیں اور، ہنسی مذاق کرتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے نماز میں کچھ فتور واقع نہ ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امان اللہ، بستی

الجواب و باللہ التوفیق: حقیقت واقعہ یہی ہے کہ امام غیر محرموں کے ساتھ بے تکلف باتیں کرتا ہے تو ایسا شخص شرعاً فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۸/۲/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مثل ماینال خلف تقي، كذا في الخلاصة. (أيضاً:ج۱،ص:۱۴۱)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الرد قوله نال فضل الجماعة الخ أن الصلوة، خلفهما أولى من الإنفراد. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة:باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“:ج۲،ص:۲۹۹)

واذا صلى الرجل خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لما روينا من الحديث لكن لاينال ثواب من يصلي خلف عالم تقي. (قاضي خان، فتاویٰ قاضي خان، ”كتاب الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح“:ج۱،ص:۵۹)

(۱)باب تحريم النظر إلى المرأة الأجنبية والأمرد الحسن لغير حاجة شرعية. (رياض الصالحين:ج۲،ص:۲۲۸)

قال الله تعالىٰ:﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾(سورة النور:۳۰)

وقال تعالىٰ:﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾(سورة الإسراء:۳۶)

وقال تعالىٰ:﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾(سورة الغافر:۱۹)

وقال تعالىٰ:﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾(سورة الفجر:۱۴)

وفي الشرنبلالية معزيا للجوهرة: ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا عطست أو سلمت ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عدت گزرنے کے بعد بھی مطلقہ کو اپنے ساتھ رکھنے والے کی امامت:

(۱۶۵) **سوال**: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تقریباً ۷/سال قبل تین طلاق دے دیں، طلاق دینے کے بعد ۶/سال تک دونوں الگ رہے، پھر مطلقہ کو چوٹ لگ گئی تو پھر دونوں ایک ساتھ رہنے لگے اور اب دونوں ایک ساتھ ہی رہتے ہیں، ان کا ایک ساتھ رہنا کیسا ہے، طلاق دینے والا شخص ایک مسجد میں اذان دیتا ہے، امام کی غیر موجودگی میں نماز بھی پڑھا دیتا ہے، تو ایسے شخص کا اذان پڑھنا وامامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد، بیگوسرائے

الجواب و باللّٰہ التوفیق: تین طلاق کے بعد مطلقہ کے ساتھ رہنا بالکل حرام ہے پردہ اور علیحدگی واجب ہے،(۱) جو شخص تین طلاق دینے کے بعد اسی کے ساتھ شوہر و بیوی کی طرح

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فیثمتها لایرد السلام علیها وإلا لا، انتهی. (الحصکفي، الدر المختار شرح تنویر الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنیفة'': ج۶،ص:۳۶۹)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني وأکل الرباء ونحو ذلك. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعًا. (أیضاً: ص:۲۹۹)

تجوز إمامة الأعربي والأعمی والعبد والعبد وولد الزنا والفاسق کذا في الخلاصة، إلا أنها تکره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، أفصل الثالث في بیان من یصلح أما مالغیره'': ج۱،ص:۱۴۱)

ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقي کذا في الخلاصة. (أیضاً: ج۱،ص:۸۴)

وفي النهر عن المحیط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الرد قوله نال فضل الجماعة الخ أن الصلوة، خلفهما أولی من الإنفراد. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۳۰۱)

(۱) ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (سورة البقرة: ۲۳۰)

رہے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کی اذان وامامت مکروہ تحریمی ہے، اور اس کے ساتھ رابطہ وتعلقات رکھنا بھی درست نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۲۸/۷/۱۴۳۸ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

معاہدہ کو پورا نہ کرنے والے امام کی امامت:

(۱۶۶) **سوال:** امام مسجد سے یہ طے ہوا تھا کہ امامت کے ساتھ ساتھ بچے بھی پڑھانے ہیں؛ لیکن وہ صرف امامت ہی کرتے ہیں بچے نہیں پڑھاتے ہیں، قرآن کریم بھی ان کو بالکل یاد نہیں نہ آج تک انہوں نے کسی مسجد میں سنایا، مقتدی بھی کچھ راضی ہیں اور کچھ مقتدیوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد منور، ممبئی

الجواب و باللہ التوفیق: امام صاحب سے جو پڑھانا وغیرہ طے ہوا تھا اس کی طرف امام صاحب کو سنجیدگی سے توجہ دلائی جائے اور اگر مقتدی امام صاحب کی غلطی کی وجہ سے ناراض ہوں تو محلّہ ومسجد کے ذمہ داران امام صاحب سے بات کر کے تصفیہ کرادیں بصورت دیگر ذمہ داران دوسرے امام کا نظم کر سکتے ہیں۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۳/۱۲/۱۴۳۵ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وفاسق: من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمره والزاني وأكل الربا، ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص: ۲۹۸)

(۲) لو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لانهم أحق بالإمامة منه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غیر شرعی وضع قطع والے کی امامت کا حکم:

(۱۶۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے گاؤں کی مسجد کے متولی صاحب حافظ قرآن اور عمر رسیدہ ہیں، مگر وضع قطع شریعت کے مطابق نہیں رکھتے، داڑھی بہت چھوٹی اور لباس بھی صلحاء والا نہیں رکھتے، ننگے سر رہتے ہیں، اکثر اذان واقامت بھی پڑھتے ہیں، اور امام مسجد کی غیر موجودگی میں نماز بھی پڑھا دیتے ہیں، نمازیوں میں ان کے علاوہ کوئی حافظ قرآن اور پڑھا لکھا نہیں، البتہ ان سے زیادہ باشرع موجود ہیں، نیز مسجد میں ڈاڑھی منڈوانے والے لوگ بھی اذان واقامت پڑھتے ہیں، ان متولی صاحب کی امامت از روئے شرع کیا حکم رکھتی ہے، نیز ڈاڑھی منڈوانے والے کی اذان واقامت کہنا شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، مظفر نگر

الجواب و بالله التوفيق: غیر شرعی وضع اختیار کرنا، داڑھی کٹوانا، گناہ کبیرہ ہے اور ایسا شخص فاسق ہے،[۱] جس سے اجتناب ضروری ہے، تاہم ایسے شخص کی امامت کراہتِ تحریمی کے ساتھ درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۹/۲/۱۴۳۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كره له ذلك تحريماً. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۸)

(۱) انهكوا الشوارب وأعفوا اللحي. (أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب اللباس، باب إعفاء اللحي": ج۴، ص:۱۴۵، رقم:۵۸۹۳)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق...... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۸، ۲۹۹، زكريا ديوبند)

جواری امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۱۶۸) **سوال:** امام کے شرائط بتائیں اگر امام کسی دن نہ آئے تو نماز پڑھانے کے لیے کون لوگ زیادہ مستحق ہیں؟ ایک امام جوسٹہ بتاتا ہے یا خود بھی لگاتا ہو اور اس کی بیوی بے پردہ باہر نکلتی ہو تو کیا وہ نماز پڑھانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، مظفر نگر

الجواب و باللہ التوفیق: کوئی مسائل کا جاننے والا نیک اور باشرع آدمی امام بنالیا جائے، ایسا شخص جوسٹہ لگاتا ہے یا لگواتا ہو وہ فاسق ہے اس کی امامت صحیح نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۱۴۰۶/۵/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فیملی پلاننگ کرانے والے کی امامت:

(۱۶۹) **سوال:** ایک شخص فیملی پلاننگ کرانے گیا وہ مستقل امامت کا مستحق ہے یا نہیں؟ جو

---

(۱) كره إمامة الفاسق......والفسق لغة: خروج عن الاستقامة، وهو معنى قولهم: خروج الشيء عن الشيء على وجه الفساد. وشرعا: خروج عن طاعة الله تعالىٰ بارتكاب كبيرة. قال القهستاني: أي أو إصرار على صغيرة. (فتجب إهانته شرعًا فلا يعظم بتقديم الإمامة، تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوة،، باب الإمامة“: ص:۳۰۳)

صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. قوله:نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الإنفراد،لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع. (ابن عابدين،رد المحتار،”كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“:ج۲،ص:۳۰۱)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لاتزول العلة، فإنه لايؤمن أن يصلي بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (أيضاً:ج۲،ص:۲۹۹)

شخص اس کو حلال سمجھ کر کرائے اس پر کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص کسی عذر کی بنا پر کرائے اس پر کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد، کشمیر

الجواب و باللہ التوفیق: جس نے اپنی رضامندی سے نسبندی کرائی ہو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔اس کے پیچھے نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا ہوگی۔ (۱)

جس نے عذر اور مجبوری کی بنا پر کرائی ہو (چونکہ معذور و مجبور کے احکام جدا ہیں) اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۶/۱۲/۴ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

غاصب کی امامت کا حکم:

(۱۷۰)**سوال:** ایک امام صاحب نے ایک بیوہ عورت کی زمین دھوکہ دے کر سرکاری طور پر اپنے نام لکھوالی جب عورت کو معلوم ہوا تو اس نے مقدمہ درج کرادیا امام صاحب کو جیل ہوگئی۔تو

---

(۱)ومنها أي من صفات المؤذن أن يكون تقيًا؛لقول النبي صلى الله عليه وسلم: الإمام ضامن، والمؤذن مؤتمن، والأمانة لايؤديها إلا التقي. (ومنها):أن يكون عالمًا بالسنة لقوله صلى الله عليه وسلم: يؤمكم أقرؤكم،ويؤذن لكم خياركم،وخيار الناس العلماء. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلوة، فصل في بيان سنن الأذان وصفات المؤذن": ج۱،ص:۳۷۲،ط:دار الكتب العلمية)

وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحًا تقيًا عالمًا بالسنة، كذا في النهاية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن": ج۱،ص:۱۱۰)

خصاء بني آدم حرام بالاتفاق. (أيضاً: "كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وحلق": ج۵،ص:۴۱۲) كذا أجذم ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة. (ابن عابدين، رد المحتار، " ":ج۲،ص:۳۰۳)

قوله: وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق......أما الكراهة فمبنية على قلة الناس في رغبة الناس في هؤلاء فيؤدي إلى تقليل الجماعة المطلوب تكثيرها تكثيرا للآخر......والفاسق لايهتم لأمر دينه. (ابن نجيم،البحر الرائق، "كتاب الصلوة، باب الإمامة":ج۱،ص:۶۱۰)

ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابوتمیم، بنگال

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ شخص شرعاً غاصب ہے جس کی وجہ سے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۴/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سوتیلی ماں سے بدفعلی کرنے کا شبہ ہو تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۱۷۱) **سوال:** ایک امام صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا ان کے والد محترم نے دوسری شادی کرلی تو لڑکے نے دوسری سوتیلی ماں سے بدفعلی کی اور کررہا ہے اور امامت بھی کرتا ہے

(۱) ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا ونحو ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (أيضًا:ص:۲۹۹)

كذا تجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة، إلا أنها تكره في المتون. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إما مالغيره" ج۱،ص:۱۴۱)

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ماينال خلف تقي كذا في الخلاصة. (أيضًا:)

وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الرد: قوله نال فضل الجماعة الخ، أن الصلوة خلفهما أولىٰ من الإنفراد. (ابن عابدين، رد المختار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد": ج۲،ص:۳۰۱)

وإذا صلى الرجل خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لما روينا من الحديث لكن لاينال ثواب من يصلي خلف عالم تقي. (قاضي خان، فتاوىٰ قاضي خان، "كتاب الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح": ج۱،ص:۵۹)

برابر نماز پڑھاتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت قابل قبول ہے؟ اگر نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اس بات کا کسی کو علم ہے کسی کو نہیں ہے؛ البتہ شک اور گمان ہے اور باشرع ایک آدمی کو پختہ علم بھی ہے اگر مذکورہ شخص سچی توبہ کرلے تو کیا امامت کا مستحق ہے اور کی ہوئی غلطی کو کس طرح معاف کرائے کیا یہ سوتیلی ماں نکاح میں رہی یا نکاح دوبارہ کرانا پڑے گا اگر شرمندگی کی وجہ سے بلا نکاح کے محض توبہ پر اکتفا کرلیا جائے تو معافی ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منفعت علی، مظفرنگر

الجواب و باللہ التوفیق: شک اور شبہ پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا اور شک وشبہ جائز ہی نہیں اور حلال وحرام میں تو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ زنا یا تو اقرار سے ثابت ہوتا ہے یا گواہوں سے اور اس کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ ایک آدمی کتنا معتبر ثقہ ودیانت دار ہو اس کا قول معتبر نہیں اگر صرف ایک ہی شخص کہتا ہے یا دو ہی ہوں چوں کہ نصاب شہادت مکمل نہیں اس لیے ان دونوں کے بارے میں شرعی ضابطہ اور حکم یہ ہے کہ ان کو تہمت لگانے والا قرار دیا جائے گا۔[1] اور شرعی سزا بحکم قاضی (اسلام) اسی کوڑے مارے جائیں[2] لیکن چوں کہ یہ سزا دارالاسلام میں ہی دی جاسکتی ہے؛ اس لیے اس آدمی کے لیے حکم یہ ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور زبان بند رکھے اور جو الزام لگا رہا ہے اس سے معافی طلب کرے، اور چوں کہ شرعی ضابطہ اور اصول کی رو سے امام کا جرم ثابت نہیں ہے اس لیے امامت اس کی بلا کراہت جائز ہے، شک وشبہ کرنے والے اور الزام لگانے والے سخت گنہگار ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْکُمْ﴾ (سورۃ النساء:۱۵)
﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ﴾ (سورۃ النور:۱۳)
(۲) ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً﴾ (سورۃ النور:۴)

حرام کمائی والے کے ساتھ اپنی آمدنی ملانے والے کی امامت:

(۱۷۲) **سوال:** ایک ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کس حد تک درست ہے جو اپنی حلال روزی کو ایسے شخص کے ساتھ ملا کر کھاتا ہو جس کی روزی شرعاً مکروہ تحریمی یا حرام قرار دی گئی ہو مثلاً مسلمانوں کی ریش تراشی، یا شراب وغیرہ کی تجارت یا سودی بینک کی ملازمت؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، مظفر نگر

الجواب و باللہ التوفیق: اگر مذکورہ اشخاص کی کمائی پوری کی پوری حرام ہو، کمائی کا کوئی جائز طریقہ موجود ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں مذکورہ اشخاص کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ درست نہیں ہے اور اگر کوئی جائز کمائی بھی ہو تو کھانے پینے کی گنجائش ہے؛ اسی اعتبار سے امام صاحب کو بھی عمل کرنا چاہئے اس کے خلاف عمل کرنا درست نہیں اگر اس کے خلاف عمل ہو تو امامت میں بھی کراہت ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۱۱/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غلط مسائل بتانے والے کی امامت:

(۱۷۳) **سوال:** ایک شخص مسجد میں امام ہے، بار بار عمداً غلط مسائل بتاتا ہے، روپیہ لے کر ناجائز طریقہ پر گھر سے فرار لڑکا، لڑکی کے درمیان نکاح پڑھا دیتا ہے، مسجد کا سامان اپنی مرضی سے

(۱) آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام، لايقبل ولايأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لابأس بقبول هديته والأكل منها. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات'': ج۵،ص: ۳۹۷، زکریا، دیوبند)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعًا فلايعظم بتقديمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلوة، فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۳، شیخ الہند، دیوبند)

مسجد سے باہر لگا دیتا ہے، اپنی ضروریات میں استعمال کر لیتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ مذکورہ امام صاحب کی امامت شرعاً کیسی ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: نصیب الدین، لدھیانہ، پنجاب

الجواب و باللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر سچی توبہ کریں اور اس کا اعلان کریں تو پھر ان کی امامت بلا کراہت درست ہوگی نیز امامت پر باقی رکھنے یا علاحدہ کرنے کا اختیار مسجد کی کمیٹی، متولی اور مصلیان مسجد کو ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۸/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مشاعروں میں شریک ہونے والے امام کا حکم:

(۱۷۴) **سوال:** امام صاحب فلم بینی کرتے ہیں، گانے اور مشاعروں کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: عبداللہ، دہلی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے مقتدیوں کو اعتراض کا حق حاصل ہے مگر فتنہ وانتشار سے پرہیز کریں۔

---

(۱) کرہ إمامة الفاسق...... والفسق لغةً: خروج عن الاستقامة، وهو معنى قولهم: خروج الشيء عن الشيء على وجه الفساد. وشرعًا: خروج عن طاعة اللّٰه تعالىٰ بارتكاب كبيرة. قال القهستاني: أي أو إصرار على صغيرة. (فتجب إهانته شرعًا فلا يعظم بتقديم الإمامة) تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة، باب الإمامة": ص: ۳۰۳، ط: دارالکتب العلمیۃ)

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورة النساء: ۱۱۰)

''ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق، وأما الفاسق عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعاً''(۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۱/۲۰ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

اپنی منگیتر سے صحبت کرنے والے کی امامت:

(۱۷۵) **سوال:** ایک شخص مسجد میں امام ہے اس نے شادی سے پہلے اپنی منگیتر سے صحبت کرلی ہے جس کا وہ مقر بھی ہے تو اب اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اگر اپنی توبہ کا اعلان کردے تو کیا حکم ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: غلام رسول بیگ، کشمیری

الجواب و بالله التوفیق: صورت مذکورہ میں اگر واقعی طور پر نکاح سے پہلے اس شخص نے آئندہ ہونے والی بیوی سے زنا کرلیا ہے جیسا کہ اس کا اقرار بھی ہے تو وہ شخص گناہگار ہے اور فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱) البتہ اگر وہ شخص سچے دل سے توبہ کرلے تو توبہ سے اس کا گناہ معاف ہوجائے گا اور اس کی امامت بھی درست اور صحیح ہوجائے گی کہ کفر وشرک کے علاوہ سبھی گناہ سچی پکی توبہ سے معاف ہوجاتے ہیں۔(۲)

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۸.

ومفاده کون الکراهة في الفاسق تحریمیة. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة'': ص: ۳۰۳)

(۱) یکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق: فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني، (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج ۱، ص: ۲۹۸)

(۲) ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (سورة النساء: ۴۸)

"التائب من الذنب كمن لا ذنب له"(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۱۲/۲۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

وقف کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرنے والے کی امامت:

(۱۷۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین: ایک شخص ملی ادارہ کی جائیداد واوقاف پر ظالمانہ قبضہ کیے ہوئے ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید حسن، بھیونڈی

الجواب و باللہ التوفیق: جو لوگ مذکورہ فی السوال قبائح وناجائز امور کے مرتکب ہوں ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۲/۷ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی رقم اپنے استعمال میں لانے والے کی امامت:

(۱۷۷) **سوال:** زید کہتا ہے کہ امام صاحب نے مسجد کی رقم اپنی ذات کے لیے استعمال کی ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے، تو کیا ایسے متہم شخص کی امامت درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شیر الدین، کھتولی

---

(۱) أخرجه ابن ماجة في سننه، "كتاب الزهد: باب ذكر التوبة": ص: ۳۱۳۔

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق، وأما الفاسق عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۸)

الجواب و باللہ التوفیق: بشرط صحت سوال الزام تراشی کرنے والے عنداللہ گناہگار ہیں ان پر بلاتحقیق اس طرح کی افواہوں سے باز رہنا لازم ہے اور مذکورہ امام کی امامت پر بے بنیاد الزام تراشیوں کی وجہ سے کوئی اثر نہیں پڑا ان کی امامت درست ہے تاہم مقتدیوں کے سامنے یہ وضاحت کردی جائے کہ میں ان الزامات سے بری ہوں۔(۱) ہاں اگر الزام ثابت ہوجائے تو خیانت کرنے کی وجہ سے مذکورہ شخص فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۱/۲۳ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فاسق کی امامت:

(۱۷۸) **سوال:** زید ایک مسجد میں تقریباً پچیس سال سے امامت کر رہا ہے اور مدرس بھی ہے زید ہر سال یکم رمضان المبارک سے چھبیس رمضان تک چندہ لاتا ہے، اس سال جب عام مسلمانوں نے زید سے آمد وخرچ کا حساب طلب کیا تو اس نے نہایت بددلی کے ساتھ روزہ کی حالت میں کعبہ کی طرف منہ کر کے مسجد میں کہا کہ امسال میں راجستھان سے چھ (۶۰۰۰) ہزار روپئے لایا ہوں نیز مسلمانوں کے اصرار پر زید نے وعدہ کیا کہ میں پچیس (۲۵) سال کا حساب مع توضیحات آمد وخرچ عید الفطر کے بعد پیش کردوں گا۔

اب عید الاضحیٰ آگئی؛ لیکن زید حساب دینے میں قیل وقال کر رہا ہے اس اثناء میں مقامی مسلمانوں کا ایک وفد جے پورا اور مکرانہ گیا اور وہاں کے ارباب خیر سے ملا جو ہر سال چندہ دیتے ہیں ان ارباب خیر کے بتائے ہوئے اعداد وشمار کے مطابق مرقومہ ہر دو مقامات پر سترہ ہزار (۱۷۰۰۰)

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا. (أخرجه البخاري في صحيحه، "كتاب النكاح، باب لايخطب على خطبة أخيه حتى ينكح، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر": ج۲،ص:۸۹۲،رقم:۵۱۴۳)

(۲) يكره إمامة عبد وإعرابي وفاسق. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۱،ص:۲۹۸)

روپئے کے معطی ہیں یہ شہادتی بیان دینے پر آمادہ ہیں کہ انھوں نے ذاتی اتنی رقم دی ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بدرالدین، ٹونک راج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں زید بلا شبہ فاسق ہے اور علامت نفاق میں سے ایک امانت میں خیانت بھی ہے۔ حدیث شریف میں "إذا أوتمن خان" اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ درمختار میں ہے۔

"وتکرہ إمامة عبد وفاسق، وقال في رد المحتار: مشی في شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم"[1]

نیز شامی نے لکھا ہے کہ ایسا شخص قابل اہانت ہے اور امامت عہدۂ عظمت ہے وہ ایسے شخص کو نہ دیا جائے جو کہ واجب الاہانۃ ہو۔[2]

لہٰذا ایسے شخص کو امامت و مدرسی سے الگ کر دیا جائے اور جو رقوم اس پر واجب الادا ہوں وہ وصول کی جائیں۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۹/۱۴۰۷ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۸.

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن في تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعاً. (أیضًا: ص: ۲۹۹، زکریا دیوبند)

(۳) لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة؛ لکن لا ینال کما ینال خلف تقي ورع لقوله صلی الله علیه وسلم من صلی خلف عالم تقي فکأنما صلی علی خلف نبي. (ابن نجیم، البحر الرائق، "کتاب الصلوة، باب الإمامة": ج ۱، ص: ۲۱۰، زکریا دیوبند)

عورتوں کو چوڑی پہنانے والے کی امامت:

(۱۷۹) **سوال:** ایک شخص باشرع ہے یعنی ایک مشت داڑھی ہے اور نماز بھی پانچوں وقت کی پڑھتا ہے، لیکن وہ آدمی چوڑی بیچتا ہے اور صبح سے شام تک عورتوں کو چوڑی پہناتا ہے تو کیا اس شخص کی اقتداء میں نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ سراج، علی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: مرد کا اجنبیہ عورت کو چھونا درست نہیں ہے؛ اس لیے امام صاحب کا یہ پیشہ قابلِ ترک ہے اگر امام صاحب چوڑیاں بیچیں مگر عورتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ پہنائیں تو ان کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر باز نہ آئیں تو ان کی جگہ کسی اور مناسب آدمی کو امام بنادیا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ (۱۴۳۴/۸/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإذا صلی الرجل خلف فاسق أو مبتدع یکون محرزا ثواب الجماعة لما روینا من الحدیث لکن لاینال ثواب من یصلي خلف عالم تقي. (قاضي خان، فتاویٰ قاضي خان، ''کتاب الصلوة، فصل فیمن یصح الاقتداء به وفیمن لایصح'': ج۱،ص:۵۹)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أي من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني وآکل الرباء ونحو ذٰلك. (ابن عابدین،رد المحتار، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۸)

کره إمامة الفاسق...... والفسق لغةً: خروج عن الإستقامة، وهو معنی قولهم: خروج الشيء عن الشيء علی وجه الفساد، وشرعاً: خروج عن طاعة اللّٰه تعالیٰ بارتکاب کبیرة. قال القهستاني: أي أو إصرار علی صغیرة. فتجب إهانته شرعًا، فلا یعظم بتقدیم الإمامة تبع فیه الزیلعي ومفاده کون الکراهة في الفاسق تحریمیة. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلوة، باب الإمامة'': ص:۳۰۳، ط: دارالکتب العلمیة)

دھوکہ دھڑی اور غلط طریقہ سے پیسہ کمانے والے کی امامت:

(۱۸۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص نے زنا میں ملوث ہونے کی خبر خود ہی اپنے دوستوں کو دیا، اور فی الحال جھوٹ دھوکہ دھڑی غلط طریقے سے پیسہ وغیرہ کمانے میں لگا ہوا ہے، مذکورہ شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ نیز اگر حقیقت میں اس نے غلط کام کیا ہو اور اس نے توبہ بھی کرلی ہو تو کیا اب بھی اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ نیز اگر اس نے زنا نہیں کیا از راہ مذاق اپنے دوستوں کے نزدیک زنا کا تذکرہ کیا اب دوستوں کو حقیقت مان کر اور اس پر صرف الزام لگانا کیسا ہے؟ الزام لگانے والے پر شرعی کیا حکم ہے؟ "بینوا وتوجروا"

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عباس مفتاحی، رامپور

الجواب وباللہ التوفیق: واضح رہے کہ کتب فقہ میں فاسق کی امامت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص گناہ کبیرہ میں ملوث ہو اور توبہ نہ کرے تو فسق کی وجہ سے اس کی امامت مکروہ ہوگی؛ لیکن شرعی تحقیق کے بغیر کسی کو مرتکب کبیرہ نہیں قرار دیا جاسکتا اور اگر کسی شخص پر صرف زنا کی تہمت ہے مگر ثابت نہیں ہوا ہے تو اس پر تہمت لگانے والے سخت گنہگار حق العبد میں گرفتار اور مستحقِ عذاب ہوگا ان لوگوں پر جنہوں نے الزام لگایا ہے توبہ واستغفار اور اس شخص سے معافی طلب کرنا لازم ہے اگر اسلامی قانون نافذ ہوتا تو زنا کی تہمت لگانے والے اگر چار گواہوں سے زنا ثابت نہ کر پاتے تو اسی ۸۰ کوڑے مارے جاتے۔

سوال میں مذکورہ احوال اگر واقعۃً صداقت پر مشتمل ہیں، اور مذکورہ شخص نے خود ہی قبول کیا ہے تو ایسا شخص شرعاً امامت کے لائق نہیں ہے، اگر جماعت میں اس سے بہتر شخص امامت کے لائق موجود ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مسجد کی انتظامیہ پر لازم ہے کہ کسی نیک صالح متبع سنت عالمِ دین کو امامت پر مقرر کریں۔

نیز مذکور شخص کا زنا کرنا یا اس کا کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنا اگر ثابت ہو جائے اور اس کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے بیزار رہنے والے غلطی پر ہیں توبہ استغفار کے بعد مذکورہ شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے اور ان سب کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی بشرطیکہ کوئی اور چیز مانع امامت نہ ہو۔

''وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين، فتجب إهانته شرعاً، فلا يعظم بتقديمه للإمامة''(۱)

''بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم''(۲)

''قوله: فاسق: من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك''(۳)

''قال تعالىٰ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾(۴)

''عن أبي هريرة رضي الله عنه أن سعد بن عبادة رضي الله عنه قال: يا رسول الله! إن وجدت مع إمرأتي رجلاً أمهّله حتى أتى بأربعة شهداء؟ قال نعم''(۵)

''ويثبت شهادة أربعة رجال في مجلس واحد ...... بلفظ الزنا لا الوطء والجماع ......وعدّلوا سراً وعلناً......ويثبت أيضاً بإقراره أربعاً في مجالسه:أي المقر

---

(۱)أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقی الفلاح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة'':ص:۳۰۲.

(۲)ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'':ج۲، ص:۲۹۹،زکریا دیوبند.

(۳)أيضًا.

(۴)سورة النور:۴

(۵)أخرجه مسلم،في صحيحه،''كتاب اللعان'':ج۱،ص:۴۹۱،رقم:۱۴۹۸.

الأربعة"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۲ھ)

بلا اجازت قبرستان میں دکان بنانے والے کی امامت:

(۱۸۱) **سوال:** زید امام نے ایک دو آدمی کی اجازت سے قبرستان میں دوکان بنالی ہے باقی سب لوگ ناواقف ہیں ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حشمت اللہ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر قبرستان موقوفہ ہے، تو اس کا یہ تصرف ناجائز ہے وہ اوراس کی مدد کرنے والے گناہ گار ہیں اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۳:۱۲/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، "كتاب الحدود": ج۴،ص:۴۲۱.

(۲) قال ولو وكله بشراء شيء بعينه فليس له أن يشتريه لنفسه. (المرغيناني، الهداية، "كتاب البيوع، فصل في الشراء": ج۳،ص:۱۸۴)

أن الغاصب أو المودع إذا تصرف فى المغصوب أو الوديعة وربح لا يطيب له الربح. (المرغيانى، الهداية، "كتاب الغصب، فصل": ج۳،ص:۳۷۵)

عن عبد الله بن عمر وأن النبي صلى الله عليه وسلم قال أربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها إذا ائتمن خان. (ملا علي قاري، عمدة القاري، "كتاب الإيمان، باب الكبائر، باب علامات المنافق": ج۱،ص:۲۴۱)

وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع فالحاصل أنه يكره إلخ) قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (ابن نجيم، البحرائق، "كتاب الصلوة، باب إمامة العبد والأعرابي والفاسق": ج۱،ص:۳۷۰)

فصل خامس:

غلط خواں کی امامت

صحیح قرآن نہ پڑھنے والے کی امامت:

(۱۸۲) **سوال:** ایک امام صاحب جو صحیح قرآن شریف نہیں پڑھتے اور نماز پڑھانے کا یہ حال ہے کہ نماز میں ہی ہلتے رہتے ہیں کبھی بائیں پیر پر کھڑے ہوتے ہیں، تو کبھی دائیں پیر پر سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جب سجدہ سے کھڑے ہوتے ہیں، بعض دفعہ پیچھے کو گر جاتے ہیں، یعنی بہت ہی سستی سے نماز پڑھاتے ہیں، اکثر نمازی امام صاحب سے ناراض ہیں صرف دو آدمی طرف داری کرتے ہیں۔ مسجد سے باہر کی صورت حال یہ ہے کہ مسجد ایک بہت بڑی بلڈنگ کے اندر ہے، بلڈنگ وسوسائٹی والے عام نمازیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسجد بلڈنگ والوں کے واسطے ہے، نماز جماعت سے ہونے پر مسجد میں تالا ڈالدیتے ہیں اور بعض دفعہ کسی اور طریقہ پر نمازیوں کو پریشان کرتے ہیں اور جب کہ قریب میں کوئی دوسری مسجد بھی نہیں ہے، غور طلب بات یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر اس مسجد میں نماز نہ ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں بلا جماعت نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، باندرہ، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر تحریر کردہ سوالات صحیح ہیں، تو مذکورہ امام کو جب کہ قرآن صحیح نہیں پڑھتا امامت سے الگ کر دیا جائے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، کسی صحیح پڑھنے والے اور متدین کو جو کہ جھگڑالو نہ ہو امام مقرر کرلیں[1] مذکورہ صورت میں اس کی طرف داری کرنے

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقراءة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

والے غلطی پر ہیں، اگر یہ شرعی مسجد ہے، تو بلڈنگ وسوسائٹی کے لوگوں کا نمازیوں کو روکنا اور حقارت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر یہ صرف جماعت خانہ ہے، تو اہل محلّہ کو مسجد کی تعمیر کی کوشش کرنی چاہئے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۸/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حرف مشدد کو غیر مشدد اور غیر مشدد کو مشدد پڑھنے والے کی امامت:

(۱۸۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک مسجد کا امام ہے جو کے نماز کے اندر حرف استثناء مشدد کی جگہ غیر مشدد پڑھتا ہے۔ ''کما في التنزیل لا یتکلمون إلا'' کی جگہ ''ألا'' غیر مشدد پڑھتا ہے اور غیر مشدد کی جگہ مشدد پڑھتا ہے ''کما في التنزیل قال ربِّ فانظرني إلی'' کی جگہ ''الّا'' مشدد پڑھتا ہے سمجھانے کے باوجود وہ اپنی اس غلطی پر ڈٹا ہوا ہے، اب وہ مقتدی حضرات جو سمجھانے والے ہیں کیا کریں، امام کو نکالیں، تو اندیشہ فتنہ ہے، یا ترک جماعت کریں یا وہ دوسری جماعت اسی مسجد میں بالا خانہ پہ قائم کریں۔ مدلل ومفصل مع حوالہ کتب جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: اعجاز الحسن، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: اگرچہ عام فقہاء کا قول یہی ہے کہ ترک تشدید سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ لیکن مختار قول یہ ہے کہ ترک تشدید سے نماز فاسد نہیں ہوتی؛ البتہ امام کو اپنے طریقہ پر ضد ہرگز نہیں کرنی چاہیے کوشش یہی کرے کہ ترک تشدید نہ ہو، تاکہ عامۃ الفقہاء کی بھی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ثم الأورع ثم الأسن. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب الإمامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند)

ولو أم قوماً وہم لہ کارہون، إن الکراہۃ لفساد فیہ أو لأنہم أحق بالإمامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریماً. (أیضاً: ص: ۲۹۷، زکریا دیوبند)

مطابقت ہو جائے، امام تصحیح کرلے یا بغیر فتنہ کے امام بدلا جائے ورنہ اسی کی اقتدا کی جائے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۱/۶: ۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت:

(۱۸۴) **سوال:** صحیح قرآن خواں کی نماز غلط قرآن پڑھنے والوں کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد عثمان، مالیرکوٹلہ

الجواب وباللہ التوفیق: تلاوت صحیح نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ اگر قرآن اس طرح غلط پڑھتا ہے کہ جس سے نمازیں فاسد ہوں، تو اس کی اقتداء درست نہیں ہے، فوری طور پر صحیح پڑھنے والے کا انتظام ضروری ہے، اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر اس کی اقتداء میں پڑھے لکھے مقتدی کی نماز صحیح اور درست ہے۔ متولیان مسجد پر لازم ہے کہ ایسا امام رکھیں جو قرآن کریم صاف اور صحیح پڑھے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۱/۳: ۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ومنها ترك التشديد والمد في موضعهما: لو ترك التشديد في قوله إياك نعبد وإياك نستعين. (الفاتحة:۵) أو قرأ الحمد لله رب العالمين. (الفاتحة:۲) وأسقط التشديد على الباء المختار أنها لا تفسد، وكذا في جميع المواضع وإن كان قول عامة المشايخ إنها تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص:۱۳۹)

(۲) (قوله بغير حافظ لها) شمل من يحفظها أو أكثر منها لكن بلحن مفسد للمعنیٰ لما في البحر: الأمي عندنا من لا يحسن القرائة المفروضة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده'': ج۲، ص:۳۲۴؛ ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة: اقتداء المفترض بإمام متنفل'': ج۱، ص:۶۳۱)

قرآن کریم کم پڑھے ہوئے کی امامت:

(۱۸۵) **سوال:** ہمارا امام سرکاری ملازم ہے اور کبھی ڈیوٹی باقاعدگی سے انجام نہیں دیتا اور قرآن بھی بہت کم پڑھا ہوا ہے۔ جب کہ اس کے پیچھے بہت سے علماء نماز پڑھتے ہیں تو کیا اس کی امامت درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: باشندگان، متولیان، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام اگر نماز میں قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو تو ان کی امامت شرعاً درست ہے۔ باقی امام کے تقرر یا بدلنے کے ذمہ دار مسجد کے متولی و مسجد کمیٹی یا وہ علماء ہیں جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۱/۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن شعبة عن إسماعيل بن رجاءٍ قال سمعت أوس بن ضمعجٍ يقول سمعت أبا مسعود يقول: قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله وأقدمهم قراءةً، فإن كانت قراءتهم سواء فليؤمهم أقدمهم هجرة، فإن كانوا في الهجرة سواء فليؤمهم أكبرهم سناً، ولاتؤمن الرجل في أهله ولا في سلطانه ولاتجلس على تكرمته في بيته إلا أن ياذن لك أو بإذنه. (أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب الصلاة، باب من أحق بالإمامة": ج۱ص:۴۶۵، رقم:۶۷۳)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقرأة ثم الأورع، والتقوى اتقاء المحرمات ثم الأسن أي الأقدم إسلاما فيقدم شاب على شيخ أسلم، وقالوا: يقدم الأقدم ورعا، وفي النهر عن الزاد وعليه يقاس سائر الخصال فيقال: يقدم أقدمهم علما ونحوه وحينئذ فقلما يحتاج للقرعة ثم الأحسن خلقا بالضم الفة بالناس ثم الأحسن وجها أي أكثرهم تهجدا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲ص:۲۹۴، ۲۹۵)

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر، هكذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من أحق بالإمامة": ج۱ص:۱۴۱)

تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے والے کا زبردستی امامت کرنا:

(۱۸۶) **سوال:** ایک امام صاحب اصولِ تجوید کے خلاف قرآن کریم پڑھتے ہیں، لوگوں کو اس سے اختلاف ہوگیا ہے کچھ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے، متولی اور نمازی حضرات نے مشورہ کر کے اس کو الگ کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی وہ زبردستی امامت کراتے ہیں اور جھگڑا کھڑا کر رکھا ہے سوال یہ ہے اس کی امامت زبردستی کیسی ہے؟ لوگوں کی نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ پارٹی بازی کر کے انتشار پھیلا رہے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: گلفام، ددھیڑوں کلاں، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تجوید کے خلاف قرآن کریم پڑھنے یا انتظامی مصلحت کی بنا پر اہل محلّہ کے مشورہ پر متولی نے جب امامت سے سبکدوش کر دیا، تو مذکورہ شخص کا زبردستی امامت کرنا، آپسی انتشار پھیلانا شرعاً درست نہیں ہے؛ اس لیے متولی کو صحیح قرآن پڑھنے والے شخص کو امام مقرر کرنا چاہئے اور مذکورہ شخص کی قرأت اگر مفسد نماز نہیں ہے، تو اس کے پیچھے اداء کی گئیں نمازیں درست ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۲/۱۴۱۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويدً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقاً ثم الأحسن وجها. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲، ص: ۲۹۴)

الأولیٰ بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحرالرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة“: ج۱، ص: ۱۴۱)

قال في الخانيه والخلاصة الأصل فيما إذا ذكر حرفا مكان حرف وغيرالمعنى إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد وإلا يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال أكثرهم لاتفسد وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبوعاصم: إن تعمد ذلك تفسد وإن جرى على لسانه أولا يعرف التمييز لاتفسد وهو المختار. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها“: ج۲، ص: ۳۹۶)

مسائل سے ناواقف کی امامت:

(۱۸۷)**سوال:** ناخوانده، مسائل سے ناواقف، قرأت میں اعراب ومخرج کی غلطیاں کرنے والے، بیوی سے خلاف شریعت وخلاف اخلاق وقانون کام کرنے والے شخص کو نیز کچھ لوگوں سے عداوت رکھتا ہے، برملا انہیں برا بھلا کہتا ہے ان کی غیبت کرتا رہتا ہے۔ ان حالات میں ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسے شخص کو عہدہ امامت وخطابت پر برقرار رکھا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: دفتر ماہنامہ علم وادب، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اگر واقعی طور پر وہ امام مذکورہ اوصاف اپنے اندر رکھتا ہے تو وہ شخص گناہگار ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر قرأت میں فحش غلطیاں ہوجاتی ہیں کہ جن سے نماز ہی فاسد ہوجائے تو ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوگی کسی اچھے عالم، دیندار، متقی لائق امامت کو امام بنانا چاہئے تاکہ فریضۂ نماز عمدہ اور بہترین طریقہ پر ادا ہوسکے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۳/۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مخرج کی رعایت نہ کرنے والے کی امامت:

(۱۸۸)**سوال:** ایک پرانے عالم صاحب ہیں جو امامت کرتے ہیں تجوید کی رعایت نہیں

---

(۱) صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وقال الشامي تحته قوله: نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولیٰ من الإنفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقي ورع وکذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بیان من هو أحق بالإمامة'': ج۱، ص:۱۴۱)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجویدا للقراء ة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن وجها. (الحصکفي، رد المحتار مع الدر المختار، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۴)

کرتے ان کے مخرج کی ادائیگی کمزور ہے ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صدیق، پرتاپ گڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ امام صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ قرآن کو درست کرلیں تاہم نماز ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی بشرطیکہ کوئی مفسد صلوٰۃ پیش نہ آئے، اگر ایسی غلطیاں کرتے ہیں جو مفسد صلوٰۃ ہیں تو پھر امام صاحب سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ منصب امامت ترک کرنے کی درخواست کرکے کسی دوسرے شخص کو جس میں اوصاف امامت موجود ہوں امام تجویز کرلیا جائے اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ جو کچھ کیا جائے اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے ہی ہو کسی اور جذبہ فاسد سے نہ ہو اور باہمی مشورہ سے کیا جائے تاکہ کوئی فتنہ برپا نہ ہو اللہ تعالیٰ سب کو اخلاص عطا فرمائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۸/۲/۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تجوید وقواعد سے ناآشنا کی امامت:

(۱۸۹) **سوال:** اگر کسی شخص نے اپنے ہی جیسے آدمیوں کو نماز پڑھائی اور وہ شخص تجوید و

---

(۱) عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب اللّٰه وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحيحه، ''كتاب: المساجد ومواضع الصلاة: باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳؛ و أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الصلاة: عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۵۵، رقم: ۲۳۵)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۴، زكريا)

فإن كان لايغير المعنى لاتفسد صلاته ..... عند عامة المشايخ .....هكذا في المحيط، وإن غير المعنى نحو أن يقرأ وزرابيب مبثوثة مكان وزر ابي ..... تفسد، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص: ۱۳۷)

قواعد سے نا آشنا ہے، اس شخص کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کے پیچھے نماز درست ہوجائے گی تاہم مستقل ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں،(۱) کوئی اور خامی ہو تو تحریر فرما کر معلوم کرلیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۶/۵/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تجوید کی غلطیاں کرنے والے کی امامت:

(۱۹۰) سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب قرآن کریم صحیح نہیں پڑھتے، بہت غلطیاں کرتے ہیں تجوید و مخارج کی رعایت نہیں کرتے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، نور پور، بجنور

---

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحيحه، ''كتاب: المساجد ومواضع الصلاة: باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۲۳۶، رقم: ۶۷۳؛ و أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الصلاة: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب من أحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۵۵، رقم: ۲۳۵)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۴، زكريا)

ثم الأحسن تلاوة وتجويداً، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (أيضاً:)

فإن كان لايغير المعنى لاتفسد صلاته عند عامة المشايخ ..... هكذا في المحيط وإن غير المعنى نحو أن يقرأ وزرابيب مبثوثة مكان وزرابي تفسد، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الرابع، صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص: ۱۳۷)

الجواب وباللہ التوفیق: امامت کے لیے ضروری ہے کہ امام قرآن کریم صحیح پڑھنے والا ہو اگر قرآن کریم صحیح نہ پڑھے تو بعض مرتبہ تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا؛ اس لیے ذمہ داران مسجد صحیح امام کا نظم کریں۔

”والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقرأة ...... قال ابن عابدين: أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ أي أجود لا أكثرهم حفظاً ...... ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف و إما يتعلق بها“(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

لحنِ جلی سے قرآن پڑھنے والے امام کا حکم:

(۱۹۱) **سوال:** اپنی مسجد کے امام صاحب مکمل طور پر لحن جلی کرتے ہیں یعنی قرآن صحیح نہیں پڑھتے اور زید مقتدی عالم دین ہے، صحیح قرآن کریم پڑھتا ہے تو زید کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ نیز زید اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ اس سے کہے کہ آپ امامت نہ کریں اور اگر منع بھی کرے تو ان کی دل شکنی ہوتی ہے اور فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے نیز زید اتنا مستعد بھی نہیں کہ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں آکر پڑھائے؟

فقط والسلام
المستفتی: عبدالحق، مدھوبنی

الجواب وباللہ التوفیق: لحنِ جلی سے پڑھنے کی صورت میں اگر کلمہ میں تغیر ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر لحن صرف حروف مدولین میں ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی ہے بشرطیکہ لحن جلی فاحش نہ ہو، جو نماز پڑھی گئی اور اس کی قرأت میں کسی کلمہ میں تغیر نہ ہو تو نماز آپ کی اور امام اور

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲، ص: ۲۹۴.

دوسرے مقتدی کی صحیح ہو جائے گی اس لیے جماعت ہی سے نماز پڑھا کریں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۱ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

زبر کی جگہ کھڑا زبر پڑھنے والے کی امامت:

(۱۹۲) **سوال:** ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک شخص متقی اور پرہیزگار ہیں ان کی نیکی میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے؛ لیکن کبھی کبھی امام صاحب کی غیر موجودگی میں وہ امامت کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت میں آیت کریمہ ﴿فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ کہ جگہ ﴿فأذكروني

---

(۱) ومنها القراءة بالألحان إن غير المعنى وإلا لا إلا في حرف مد ولين إذا فحش وإلا لا. بزازية، (قوله بالألحان) أي بالنغمات، وحاصلها كما في الفتح إشباع الحركات لمراعاة النغم (قوله إن غير المعنى) كما لو قرأ (الحمد لله رب العالمين) (الفاتحة:۲) وأشبع الحركات حتى أتى بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبألف بعد الراء، ومثله قول المبلغ رابنا لك الحامد بألف بعد الراء لأن الراب هو زوج الأم كما في الصحاح والقاموس وابن الزوجة يسمى ربيبا. (قوله: وإلا لا إلخ) أي وإن لم يغير المعنى فلا فساد إلا في حرف مد ولين إن فحش فإنه يفسد، وإن لم يغير المعنى، وحروف المد واللين هي حروف العلة الثلاثة الألف والواو والياء إذا كانت ساكنة وقبلها حركة تجانسها، فلو لم تجانسها فهي حروف علة ولين لا مد. تتمة. فهم مما ذكره أن القراء ة بالألحان إذا لم تغير الكلمة عن وضعها ولم يحصل بها تطويل الحروف حتى لا يصير الحرف حرفين بل مجرد تحسين الصوت وتزيين القراء ة لا يضر، بل يستحب عندنا في الصلاة وخارجها كذا في التتارخانية. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري": ج۲، ص:۳۹۲،۹۳)

والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة) وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات، والتقوى: اتقاء المحرمات. (قوله: ثم الأحسن تلاوة وتجويدا) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ: أي أجود، لا أكثرهم حفظا وإن جعله في البحر متبادرا) ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها قهستاني. لايجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم بعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۹۴)

آذکروکم﴾ پڑھتے ہیں، یعنی جس جگہ زبر ہے وہاں کھڑا زبر پڑھ دیتے ہیں، جس سے نمازیوں کو بڑی کدورت ہوتی ہے، ایسے شخص کی امامت کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ مفصل ومدلل جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شہادت علی، بیلگام

الجواب وباللہ التوفیق: بعض اوقات حرف کو گھٹانے یا بڑھانے سے معنی میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور فسادِ معنی سے فسادِ نماز کا اندیشہ ہے، لہٰذا ایسے شخص کو امام صاحب کی غیر موجودگی میں امام نہیں بنانا چاہیے، بلکہ صحیح قرآن پڑھنے والے کو امام مقرر کرنا چاہیے جو قرآن کریم کے حروف کو قواعد کے مطابق صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھ سکے۔[1]

نیز اگر نمازی میں اس امام سے بہتر کوئی قاری، حافظ اور عالم موجود ہوں تو مذکورہ شخص کے پیچھے نماز درست نہیں ہوگی اگر ان حضرات نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں تو وہ نماز واجب الاعادہ ہیں۔ البتہ مذکورہ شخص کو چاہئے کہ اس دوران قرآن کی تعلیم لیتا رہے اور حروف کی صحیح ادائیگی کی پوری کوشش کرتا رہے تو اس کے پیچھے اس جیسا قرآن مجید پڑھنے والے مقتدیوں کی نماز تو درست ہو جائے گی تاہم صحیح پڑھنے والے عالم کا اس کے پیچھے نماز ادا کرنا درست نہیں ہے۔

”في الدر المختار:(و) لا (غير الالثغ به) أي بالألثغ (على الأصح) كما في البحر عن المجتبىٰ، و حرر الحلبي وابن الشحنة أنه بعد بذل جهده دائما حتما كالأمي فلا يؤم، إلا مثله“

”وفي الشامية تحته:(قوله ولا غير الألثغ به) هو بالثاء المثلثة بعد اللام من اللثغ بالتحريك......زاد في القاموس : أو من حرف إلى حرف......(قوله فلا يؤم إلا مثله) يحتمل أن يراد المثلية في مطلق اللثغ فيصح اقتداء من يبدل الراء المهملة غينا معجمة بمن يبد لها لا ما. وفي الدر: واعلم أنه (إذا فسد الاقتداء) بأي وجه

---

(۱)ظفر أحمد العثماني، إمداد الأحكام:ج۲:ص۱۸۶.

کان (لا یصح شروعه في صلاة نفسه)"[1]

"في الدر المختار: ولا (حافظ آية من القرآن بغير حافظ لها) وهو الأمي اهـ.

"وفي الشامية تحته: (قوله بغير حافظ لها) شمل من يحفظها أو اكثر منها لكن بلحن مفسد للمعنى لما في البحر: الأمي عندنا من لا يحسن القراءة المفروضة اهـ"[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

امام قرآن مجہول پڑھتا ہے:

(۱۹۳) **سوال:** امام مسجد اتنا مجہول پڑھتے ہیں کہ معنی ہی بدل جاتے ہیں کیا کیا جائے۔ بعض مرتبہ بستی میں عالم آتے ہیں اعتراض کرتے ہیں؟

فقط والسلام

المستفتی: محمد نصیر الدین، محلانہ، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: معانی ومطالب بدل جانے کی صورت میں تو نماز ہی نہیں ہوتی نیز نماز بہت ہی اہم عبادت ہے اس کے لیے صحیح تلاوت کرنے والے متبع سنت آدمی کو امامت کے لیے مقرر کرنا چاہئے۔ مقرر کردہ امام تو تلاوت غلط کرتا ہے جب کہ روزانہ کے لیے وہی امام ہے جب کبھی گاؤں میں کوئی عالم آجائے اس وقت اعتراض پیدا ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ بات تو ہر وقت ہی محل اعتراض ہے مسجد کی انتظامیہ پر لازم ہے کہ صحیح قرآن پڑھنے والے کو امام بنائے۔[3]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۵/۸/۱۴۲۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الألثغ": ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج۲،ص:۳۲۹-۳۲۷.

(۲)أیضًا:"مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده":ج۲،ص:۳۲۴؛وكذا في مراقي الفلاح مع حاشية للطحطاوي:ص:۴۳۲.

(۳)ومنها القرائة بالألحان إن غير المعنى وإلا لا إلا في حرف مد ولين إذا فحش وإلا لا. بزازية،قوله بالألحان) أي بالنغمات، وحاصلها كما في الفتح إشباع الحركات لمراعاة النغم (قوله إن غير المعنى) كما لو قرأ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ (الفاتحة:۲)،وأشبع الحركات حتى أتى بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبألف بعد الراء، ومثله قول المبلغ. رابنا لك الحامد بألف بعد الراء لأن الراب هو زوج الأم كما فى الصحاح والقاموس وابن الزوجة يسمى ربيبا.

قوله وإلا لا إلخ) أي وإن لم يغير المعنى فلا فساد إلا في حرف مد ولين إن فحش فإنه يفسد، وإن لم يغير المعنى،وحروف) المد واللين هي حروف العلة الثلاثة الألف والواو والياء إذا كانت ساكنة وقبلها حركة تجانسها، فلو لم تجانسها فهى حروف علة ولين لا مد،تتمة،فهم مما ذكره أن القراءة بالألحان إذا لم تغير الكلمة عن وضعها ولم يحصل بها تطويل الحروف حتى لا يصير الحرف حرفين،بل مجرد تحسين الصوت وتزيين القراءة لا يضر،بل يستحب عندنا فى الصلاة وخارجها كذا في التتارخانية. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري":ج۲،ص:۳۹۲،۳۹۳)

والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراء ة، ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات، والتقوى اتقاء المحرمات.

قوله ثم الأحسن تلاوة وتجويدا) أفاد بذلك أن معنى قوله أقرا:أي أجود،لا أكثرهم حفظا وإن جعله في البحر متبادرا)، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها قهستاني.

لايحوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على تكلم بتلك الحروف،فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها،فسدت صلاته وصلاة القوم. (أيضًا: "مطلب في تكرار الجماعة في المسجد":ج۲،ص:۲۹۴)

وإمامة الخنثى المشكل للنساء جائزة إن تقدمهن وللرجال ولخنثى مثله لايجوز. ۱هـ (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،"كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره":ج۱،ص:۱۴۱)

فصل سادس

معذور کی امامت

قیام سے معذور شخص کی امامت:

(۱۹۴)**سوال:** ایک شخص قیام پر قادر نہیں ہے، مگر با شرع اور پڑھا لکھا ہے، قرآن کریم خوب اچھا پڑھتا ہے اور مسائل نماز سے بھی واقف ہے، تو کیا ایسا شخص امامت کر سکتا ہے؟ جب کہ وہ رکوع سجدہ اچھی طرح کر لیتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد موسیٰ، مرزا پور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بوقت ضرورت (جب کہ دوسرا قادر علی القیام آدمی) موجود نہ ہو، مذکورہ شخص امام بن کر نماز پڑھا دے، تو نماز ادا ہو جائے گی اور دوسرے اچھے آدمی کے ہوتے ہوئے امامت کرائی، تو کراہت سے خالی نہیں ہوگی۔

”وقائم بقاعد يركع ويسجد وقائم بأحدب وإن بلغ حدبه الركوع على المعتمد و كذا بأعرج وغيره أولىٰ الخ“[1]

اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ قادر علی القیام کو امام مقرر کیا جائے تا کہ نماز جیسا اہم فریضہ صحیح طریقہ پر بلا کراہت ادا کیا جا سکے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۱۷/ ۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في رفع المبلغ صوته زيادة على الحاجة“: ج۲، ص: ۳۳۶، ۳۳۸۔

(۲) (وصح اقتداء قائم بقاعد) يركع ويسجد؛ لأنه صلى الله عليه وسلم ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت:

(۱۹۵) سوال: ایک شخص کی انگلی کٹ گئی زخم بہت گہرا ہے اوراس پر پٹی باندھی ہے، وضو میں پٹی کھولنا مضر ہے اور پانی سے دھونا بھی مضر ہے، تو پٹی پر مسح کر کے امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، گنگوہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں شرعی عذر کی وجہ سے پٹی باندھی ہو اور اس میں خون نہ بہتا ہو اور اس پر مسح کر رہا ہو، تو اس کی امامت جائز اور درست ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’ویجوز اقتداء الغاسل بماسح الخف وبالماسح علی الجبیرۃ‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کوب نکلے شخص کی امامت کا حکم:

(۱۹۶) سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب کی کمر کا کوب نکلا ہوا ہے، جس کی وجہ سے وہ ایک طرف کو جھک کر چلتے ہیں اور جھک کر ہی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، وہ شادی شدہ بھی نہیں ہیں، لوگ اعتراض کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس کا دل ادھر ادھر ڈول سکتا ہے، تو ان کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم اکرام حسین، مظفر نگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... صلی آخر صلاته قاعدا وهم قیام وأبو بكر یبلغهم تكبیره ...... وغیره أولی (وموم بمثله) إلا أن یومی الإمام مضطجعا والمؤتم قاعدا أو قائما هو المختار. (أیضًا)

(۱) (وغاسل بماسح) ولو علی جبیرة. (الحصكفي، رد المحتار علی الدر المختار، ’’كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه‘‘: ج۲، ص: ۳۳۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ شخص کی امامت درست ہے ہاں! اگر متولی و منتظمین ومصلیان ان سے بہتر کسی دیگر متقی شخص کو امام مقرر کرنا چاہیں تو ان کو اس کا بھی اختیار ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۵:۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

بینا حضرات کی موجودگی میں نابینا کی امامت کا حکم:

(۱۹۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: جب کہ بینا حضرات موجود ہیں، تو نابینا کا امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الرحمان، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نابینا آدمی اچھا پڑھا لکھا ہو اور نجاست وطہارت کے مسائل میں محتاط ہو تو اس کی امامت بینا کی موجودگی میں بھی درست ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۵:۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) وصح اقتداء (قائم بأحدب) وإن بلغ حدبه الركوع على المعتمد، وكذا بأعرج وغيره أولى. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه": ج۲،ص:۳۳۸-۳۳۶)

وهكذا في الفتاوىٰ الهندية، "جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الصلوٰة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۱.

(۲) وفيه من الفقه أجازه إمامة الأعمىٰ ولا أعلمهم يختلفون فيه. (حافظ ابن عبد البر، الاستذكار، "": ج۲،ص:۳۶۱)

دخلنا على جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، وهو أعمى فجاء وقت الصلاة فقام في نساجة ملتحفا كلما وضعها على منكبيه رجع طرفاها إليه من صغرها ورداؤه إلى جنبه على المخشب فصلى بنا. (أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه، ج۲،ص:۲۱۳)

ہاتھوں سے معذور کی امامت:

(۱۹۸) سوال: زید دونوں ہاتھوں سے لنجا ہے، مگر اپنے سارے کام خود انجام دیتا ہے، جس میں اس کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ حافظ وقاری بھی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شبیر احمد، سیتامڑھی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کی امامت شرعاً درست ہے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۲۵ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سلس البول کا مریض امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۹۹) سوال: ایک شخص پیشاب کے قطرہ کا مریض ہے اور جلدی جلدی پیشاب آتا رہتا ہے تو وہ شخص نماز کیسے اداء کرے اور اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ شخص کو اتنا وقت بھی نہ مل سکے کہ ایک وقت کی نماز وضو کر کے ادا کر لے اور اس وقت میں قطرہ نہ آئے، بلکہ قطرہ آجاتا ہو تو وہ شخص شرعاً معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ایک وقت میں وضو کر کے جس قدر نمازیں چاہے پڑھے، دوسری نماز کے لیے از سر نو وضو کرے یہ شخص معذور ہے جو غیر معذور کا امام نہیں بن سکتا۔ [2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۱۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولذا قید الأبرص بالشیوع لیکون ظاهرا ولعدم إمکان إکمال الطهارة أیضاً...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پاکی کا خیال نہ رکھنے والے نابینا کی امامت:

(۲۰۰) **سوال:** ایک نابینا شخص ہے جو طہارت کا بہت زیادہ خیال نہیں کرتا ہے اور نمازی بھی اس کی احتیاط طہارت سے مکمل طور سے مطمئن نہیں ہیں ایسے شخص کی امامت کے لیے عندالشرع کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مختار احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا نابینا جو خود بھی نجاست سے پرہیز نہ کرے اور دوسرے بھی اس کی دیکھ بھال نہ کریں اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ دوسرے اچھے شخص کے ہوتے ہوئے اس کو امام نہ بنایا جائے تاہم اگر اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور اس کو امام بنایا جائے تو تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے، نماز کا فریضہ اس کے پیچھے نماز پڑھ کر بھی ادا ہو جائے گا اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا۔

”ویکرہ إمامة عبد وأعمیٰ، و في الشامية قيد كراهة إمامة الأعمیٰ في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولیٰ“(۱)

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۲۶/ ۱۴۰۸ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في المفلوج والأقطع والمجبوب. (ابن عابدين، در المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲،ص:۳۰۲)

(۲) وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح...... إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ”كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذورين“: ج۱،ص:۵۰۴)

ومعذور بمثله وذي عذرين بذي عذر، لا عكسه كذي انفلات ريح بذي سلس لأن مع الإمام حدثا ونجاسة. (أيضًا: ”مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده“: ج۲،ص:۳۲۳)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲، ص:۲۹۸.

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۰۱) **سوال:** کسی اپاہج یا معذور کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جب کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زاہد، مظفر نگر

الجواب و باللہ التوفیق: جو شخص معذوری کی وجہ سے کھڑے ہونے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور بیٹھ کر امامت کرائے تو اس کی امامت درست ہے۔ بشرطیکہ وہ سجدہ زمین پر کرتا ہو، اشارہ سے نہ کرتا ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ قادر علی القیام امامت کرنے والا موجود ہو تو اس کو امام بنایا جائے۔

''لا يفسد اقتداء قائم بقاعد وبأحدب وأما الأول فهو قولهما، وحكم محمد بالفساد نظرا إلى أنه بناء القوي على الضعيف، ولهما اقتداء الناس بالنبي صلى الله عليه وسلم في مرض موته وهو قاعد وهم قيام وهو آخر أحواله، فتعين العمل به بناء على أنه عليه السلام كان إماما وأبو بكر مبلغاً للناس تكبيره''[1]

''وصح اقتداء......قائم بقاعد يركع ويسجد، لأنه صلى الله عليه وسلم صلى آخر صلاته قاعداً وهم قيام وأبو بكر يبلغهم تكبيره.... وغيره أولى، وقال الشامي: وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد لأنه لو كان مومياً لم يجز اتفاقاً''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۴/۴/۱۴۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وكره إمامة العبد والأعمى لعدم اهتداء إلى القبلة وصون ثيابه عن الدنس وإن لم يوجد أفضل منه فلا كراهة. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ص:۱۶۴)

ويكره تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه والاعمىٰ لأنه لا يتوقى النجاسة. (المرغيناني، الهداية، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ج۱،ص:۳۶۰،۳۵۹)

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱،ص:۶۳۷، زکریا دیوبند۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ضعف کی وجہ سے دیوار کا سہارا لگا کر نماز پڑھانا:

(۲۰۲) **سوال**: ایک حافظ صاحب امام صاحب کی عدم موجودگی میں نماز پڑھاتے ہیں جو اب ضعیف ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز پڑھانے میں ٹانگیں لرزنے لگتی ہیں، تو کیا سہارا لگا کر کسی دیوار یا دروازے کا نماز پڑھا سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وسیم، مظفرنگر

الجواب و باللّٰہ التوفیق: کھڑے ہوکر سہارا لگا کر نماز پڑھانا درست نہیں ہے البتہ عذر کی صورت میں درست ہے؛ اس لیے بہتر ہے کہ امامت کے لیے دوسرا متبادل نظم کیا جائے بدرجۂ مجبوری مذکورہ شخص امامت کراسکتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۶/۲/ ۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه“: ج۲،ص:۳۳۶، ۳۳۸.

(۱) (وللمتطوع الاتكاء على شيء) كعصا وجدار (مع الإعياء) أي التعب بلا كراهة وبدونه يكره (و) له (القعود) بلا كراهة مطلقا هو الأصح......(قوله وبدونه يكره) أي اتفاقا لما فيه من إساءة الأدب......وظاهره أنه ليس فيه نهي خاص فتكون الكراهة تنزيهية تأمل (قوله وله القعود) أي بعد الافتتاح قائما (قوله بلا كراهة مطلقا) أي بعذر ودونه؛ أما مع العذر فاتفاقا، وأما بدونه فيكره عند الإمام على اختيار صاحب الهداية، ولا يكره على اختيار فخر الإسلام وهو الأصح لأنه مخير في الابتداء بين القيام والقعود فكذا في الانتهاء وأما الاتكاء فإنه لم يخير فيه ابتداء بلا عذر بل يكره فكذا الانتهاء. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة:باب صلاة المريض، مطلب في الصلاة في السفينة“: ج۲،ص:۵۷۲)

ولو قدر على القيام متكئا، الصحيح أنه يصلي قائما متكئا ولا يجزيه غير ذلك وكذلك لو قدر على أن يعتمد على عصا أو على خادم له فإنه يقوم ويتكئ، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الرابع: في صلاة المريض“: ج۱،ص:۱۹۶، زكريا ديوبند)

معذور شخص کی امامت:

(۲۰۳) **سوال:** ایک حافظ صاحب جو کہ ایک پیر سے معذور ہیں ان کا ایک پیر گھٹنے سے غائب ہے جس کی جگہ پر پلاسٹک کا مصنوعی پیر چڑھا ہوا ہے اور ان کے دونوں ہاتھوں کی کچھ انگلیاں بھی نہیں ہیں کیا ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ قرآن کریم اور احادیث کے حوالے سے ارشاد فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: سید انیس احمد، بجنور

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ شخص امامت کے تقاضے پورا کرتا ہے تو اس کی امامت درست ہے صرف ہاتھ کی کچھ انگلیوں کا نہ ہونا، پیر کا کٹا ہوا ہونا امامت کی صحت کے لیے مضر نہیں، امامت بلا کراہت صحیح ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۴۲/۴/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کانے کی امامت:

(۲۰۴) **سوال:** ایک حافظ صاحب آنکھ سے کانے ہیں اور روزانہ جوڑا بدلتے ہیں، اعلیٰ

---

(۱) ولو كان قادرا على بعض القيام دون تمامه يؤمر بأن يقوم قدر ما يقدر ...... ولو قدر على القيام متكئا، الصحيح أنه يصلي قائما متكئا ولا يجزيه غير ذلك وكذلك لو قدر على أن يعتمد على عصا أو على خادم له فإنه يقوم ويتكىء، كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الرابع: في صلاة المريض": ج۱، ص:۱۹۶، زکریا دیوبند)

قيد بتعذر القيام أي جميعه لأنه لو قدر عليه متكئا أو متعمداً على عصاً أو حائط لا يجزئه إلا كذلك خصوصا على قولهما فإنهما يجعلان قدرة الغير قدرة له. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب صلاة المريض": ج۲، ص:۱۹۸، زکریا دیوبند)

(بركوع وسجود وإن قدر على بعض القيام) ولو متكئا على عصا أو حائط (قام) لزوماً. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة المريض": ج۲، ص:۵۶۷، زکریا دیوبند)

قسم کے کپڑے پہنتے ہیں، سرمہ وغیرہ خوب لگاتے ہیں، تو ان کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید احمد، مدراس

الجواب و باللہ التوفیق: امام کا عالم دین ہونا اور مسائل نماز سے واقف ہونا، نماز کے درست ہونے کے لیے کافی ہے، آنکھ سے کانا ہونا یا روزانہ کپڑے بدلنا، سرمہ وغیرہ لگانا امامت کے عدم جواز کی دلیل نہیں ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص کی امامت بلا کراہت شرعاً درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۱۰/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اپاہج کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۰۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: اپاہج کے پیچھے (جس کے پیر آدھے مڑے ہوئے ہوں) نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فیروزالدین صدیقی، میرٹھ

الجواب و باللہ التوفیق: بحالت مجبوری اپاہج نماز پڑھا سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو مستقل امام نہ بنایا جائے ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اس لائق نہ ہو کہ نماز پڑھا سکے تو اس کی امامت شرعاً درست ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۸/۳/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) قید کراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار ج۲،ص:۲۹۸)

(۲) قال الحصكفي و كذا تكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر چلنے والے کی امامت:

(۲۰۶) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: زید پاؤں سے معذور ہے اور جب چلتا ہے تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے ایسا شخص مسجد میں مستقل امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ زید کے بالمقابل تندرست موجود ہے۔ مقامی مفتی صاحبان سے جب مسئلہ معلوم کیا تو انہوں نے کہا دارالعلوم دیوبند سے رجوع کرلو۔

مصلیوں کو ان کے عذر سے کراہیت ہوتی ہے اور مصلی اس عذر کو عیب کہتے ہیں اور شرائط امامت میں سے عذر سے سلامتی ہے تو کیا مصلیوں کا یہ کہنا درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان مسجد: قصبہ ریہڑ، بجنور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: زید اگر لنگڑا ہے؛ لیکن رکوع سجدہ کرنے پر قادر ہے رکوع سجدہ اشارہ سے نہیں کرتا ہے، تو اس کی امامت درست ہے، تاہم دوسرے حضرات اگر امامت کے اہل موجود ہوں جو امامت کے فرائض سے اچھی طرح واقف ہوں تو ان کی امامت مکروہ ہے۔ بہتر ہے کہ دوسرے شخص کو امام بنا دیا جائے یعنی افضلیت میں کراہت ہے جواز میں نہیں۔

”وکذا تکره خلف أمرد وسفیه ومفلوج، وأبرص شاع برصه وکذلك أعرج یقوم ببعض قدمه، فالاقتداء بغیره أولی“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۴/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قال ابن عابدین قوله: ومفلوج وأبرص شاع برصه وکذلك أعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره أولی تاتارخانیة وکذا أجذم بیرجندي ومجبوب وحاقن ومن له ید واحدة فتاویٰ الصوفیة عن التحفة والظاهر أن العلة النفرة ولذا قید الأبرص بالشیوع لیکون ظاهرا. (ابن عابدین، ردالمحتار علی الدرالمختار: ”کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲،ص:۳۰۲،۳۰۱)

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲،ص:۳۰۲،۳۰۱.

ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجز عنهما؛ لبناء القوي علی الضعیف...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جس کے ہاتھ کی انگلیاں نہ ہوں، اس کی امامت:

(۲۰۷) **سوال:** احقر کے سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں پیدائشی نہیں ہیں، جس سے کام کرنے میں بالکل کوئی دقت نہیں اور بے احتیاطی بھی نہیں ہوتی، پیشاب و پاخانہ کے وقت، یا دیگر کام وغیرہ میں قطعاً پریشانی نہیں ہوتی، احقر حافظ قرآن بھی ہے، نماز کے فرائض، واجبات، سنن و مستحبات مکروہات، مفسدات کا علم بھی رکھتا ہے، کیا میرا امامت کرنا صحیح ہے؟ جب کہ بہت سے علماء کرام نے میرے پیچھے نماز پڑھی ہے، کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میری امامت درست نہیں ہے، شریعت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ثمیر خاں، مدھیہ پردیش

الجواب و باللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں بشرط صحت سوال ایسے شخص کی امامت درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۱۰/۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پاؤں کی ہڈی ٹوٹے ہوئے کی امامت:

(۲۰۸) **سوال:** امام صاحب کے بائیں پیر کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے سجدے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (قوله بعاجز عنهما) أي بمن يومئ بهما قائماً أو قاعداً ..... كما سيأتي، قال: والعبرة للعجز عن السجود، حتى لو عجز عنه وقدر على الركوع أومأ. (أيضًا: "مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده": ص:۳۲۴)

وصح اقتداء قائم بأحدب وإن بلغ حدبه الركوع على المعتمد، وكذا بأعرج وغيره أولىٰ. (أيضًا: "مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه": ص:۳۳۶، ۳۳۸)

(۱) وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ تاترخانية وكذا أجذم، بير جندي، ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة، فتاوىٰ الصوفية عن التحفة، والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهراً ولعدم إمكان إكمال الطهارة أيضاً في المفلوج والأقطع والمجبوب. (ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد": ج۲،ص:۳۰۲)

سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکتے ہیں اور قعدہ میں دایاں پیر کھڑا کرتے ہیں اور بائیں پیر پر ہلکا سا سہارا لگاتے ہیں تکلیف ہونے کے سبب ایسا کرتے ہیں ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجلیل، گورکھپور

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ امام کی امامت درست ہے؛ اس لیے کہ امام صاحب ارکان کو مکمل طور پر ادا کرتے ہیں، اشارہ سے رکن کو ادا نہیں کرتے ہیں تاہم دوسرے کو امام بنانا بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سہارے سے اٹھنے بیٹھنے والے کی امامت:

(۲۰۹) **سوال:** امام صاحب کے پیر میں چوٹ لگی ہے؛ اس لیے امام صاحب قعدہ میں سرین کے بل بائیں پیر پر پوری طرح نہیں بیٹھ سکتے ہیں اور اٹھنا بیٹھنا بھی سہارے سے ہوتا ہے۔ ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، امام مسجد گورکھپور

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ امام کی اقتداء بلا کراہت درست ہے، کراہت کی

---

(۱) ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره أولى كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره“: ج۱،ص:۱۴۲)
وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ تاتر خانية، (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲،ص:۳۰۲)

کوئی شرعی وجہ موجود نہیں ہے، تاہم کسی دوسرے شخص کو امام بنانا بہتر ہے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۲/۶ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زبان میں لکنت والے شخص کی امامت کا حکم:

(۲۱۰) **سوال:** امام صاحب کی زبان میں لکنت ہے وہ صحیح طریقے سے قرآن کریم کے الفاظ کو ادا نہیں کر پاتے ہیں تو ایسے امام صاحب کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد توصیف، میرٹھ

الجواب و باللہ التوفیق: بشرط صحت سوال اگر کوئی دوسرا اچھا قاری ہو تو اس کو مقرر کرلیا جائے اور اگر ان سے اچھا پڑھنے والا کوئی نہ ہو تو پھر اس کی امامت درست ہے۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۴۰/۴/۲۴ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولىٰ تاترخانية، وكذا أجذم، بيرجندي، ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة، فتاوىٰ الصوفية عن التحفة، والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهراً ولعدم إمكان إكمال الطهارة أيضاً في المفلوج والأقطع والمجبوب. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد“: ج۲،ص:۳۰۲)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره أولىٰ كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمامًا لغيرہ“: ج۱،ص:۱۴۲)

(۲) ومن لا يحسن بعض الحروف ينبغي أن يجتهدو لايعذر في ذلك فإن كان لاينطق لسانه في بعض الحروف إن لم يجد آية ليس فيها تلك الحروف تجوز صلاته ولا يؤم غيره وإن وجد آية ليس فيها تلك الحروف فقرأها جازت صلاته عند الكل، وإن قرأ الآية التي فيها تلك الحروف، قال بعضهم: لاتجوز صلاته، هكذا في فتاوىٰ قاضي خان وهو الصحيح كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کمر درد کی وجہ سے صحیح رکوع نہ کرنے والے کی امامت:

(۲۱۱) **سوال:** ایک امام صاحب آٹھ سال سے امامت کررہے ہیں اب ان کی کمر میں درد رہنے لگا ہے اس صورت میں رکوع پوری طرح سنت کے مطابق ادا نہیں ہوتا تو آیا اس صورت میں نماز میں کوئی کمی تو نہیں ہوگی، یعنی مکروہ تو نہیں ہوگی اور ان کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہلوی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: عذر کی وجہ سے اگر رکوع کا سنت طریقہ مکمل طور پر نہ ہو پائے اور رکوع اصلاً ہورہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں نماز اور امامت درست ہے (۱) مذکورہ صورت میں کوئی کراہت نہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۲۶/۵/۱۴۳۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا نابینا کی امامت مطلقاً مکروہ ہے؟

(۲۱۲) **سوال:** حضرات مفتیان کرام سلام مسنون: نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة الفصل الخامس في زلة القاري“: ج۱، ص:۱۳۷)، زكريا.

ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح كما في البحر عن المجتبى وحرر الحلبي وابن الشحنة أنه بعد بذل جهده دائماً حتما كالأمي فلا يؤم الأمثلة ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فيه هذا هو الصحيح المختار في حكم الألثغ. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الألثغ“: ج۲، ص:۳۲۷، ۳۲۸)

(۱) المشقة تجلب التيسير. (ابن نجيم، الاشباه، ج۱، ص:۱۶)

(۲) و إذا لم يقدر على القعود مستويا وقدر متكئاً أو مستنداً إلى حائط أو انسان يجب أن يصلى متكئاً أو مستنداً ..... ولا يجوز له أن يصلي مضطجعاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض“: ج۱، ص:۱۹۶)

ہدایہ میں صاحب کتاب نے اعمی کی امامت کو مکروہ لکھا ہے! کیا یہ حکم تمام نابینوں کے لیے ہے؟ اگر کوئی نابینا ایسا ہو جو محتاط ہو، متقی اور پرہیز گار ہو، پاکی اور صفائی کا پورا پورا خیال کرتا ہو کیا ایسے نابینا کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے؟ جب کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ بالتفصیل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خبیب خان، ممبئ

الجواب و باللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر نابینا امامت کرے اور امامت کی پوری شرائط نابینا کے اندر پائی جاتی ہوں، پاکی اور صفائی کا پورا خیال بھی رکھنے والا ہو تو نابینا کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ صاحب ہدایہ نے جو اعمیٰ کی امامت کو مکروہ لکھا ہے اس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے اور وہ اس لیے کہ عام طور پر نابینا بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے پاکی اور صفائی وغیرہ کا پورا پورا خیال نہیں رکھ پاتا اور قبلہ کی جانب سے انحراف کا بھی اندیشہ رہتا ہے اس لیے صاحب ہدایہ نے احتیاط کے طور پر امامت کو مکروہ یعنی خلاف اولیٰ کہا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ وہ نابینا جو احتیاط نہ کر پائے اسے امام نہ بنایا جائے، البتہ اگر جماعت میں اس نابینا سے زیادہ کوئی علم وفضل میں زیادہ نہ ہو اور کوئی دوسری وجہ مانع امامت بھی نہ ہو تو نابینا کی امامت بلاشبہ جائز ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ: اعرابی اور اندھا اور غلام کی امامت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

”تجوز إمامة الأعرابي والأعمیٰ والعبد ..... إلا أنها تکره“(۱)

علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں لکھا ہے:

”ویکره تنزیهاً إمامة أعمیٰ إلا أن یکون أعلم القوم“(۲)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا کہ وہ

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة“: ج۱،ص:۱۴۳.

(۲) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة، باب الإمامة“: ج۲،ص:۲۹۸.

امامت کریں اور وہ نابینا تھے۔

"عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم استخلف ابن أم مکتوم يؤم الناس وهو أعمى"[(۱)]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۱۳/۵/۱۴۴۳ھ)

قومہ، جلسہ صحیح ادا نہ کرنے والے کی امامت:

(۲۱۳) **سوال:** ہمارے یہاں ایک امام صاحب تقریباً ۳۰، ۴۰ سال سے امامت کر رہے ہیں، اب کئی سال سے پیروں سے معذور ہوگئے ہیں، ارکان رکوع وسجود کرنے سے بالکل عاجز آچکے ہیں، یہاں تک کہ قومہ وجلسہ بھی ترک ہو رہا ہے، صورت مذکورہ میں موصوف کی امامت شرعاً درست ہے یا نہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضی حسن، بڈھانہ، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال جب امام رکوع وسجود وجلسہ بھی نہیں کر سکتے تو مذکورہ شخص کی امامت درست نہیں، دوسرا نظم ضروری ہے۔

"ولا يصلي الذي يركع ويسجد خلف المؤمي"[(۲)]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ (۵/۵/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه أبو داؤد في سننه، "كتاب الصلاة، باب إمامة الأعمى": ج۱، ص:۸۸، رقم: ۵۹۵.

(۲) المرغيناني، الهداية، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۱، ص:۱۲۷.

دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھانے والے کی امامت:

(۲۱۴) **سوال:** (۱) مسجد میں امام صاحب کو آپریشن کی وجہ سے معذوری ہوگئی ہے جو حافظ قرآن عالم دین ہے جمعہ کے روز سہارا لے کر ممبر پر خطبہ دیتے ہیں، بیان کرتے ہیں، پھر سیدھے کھڑے ہوکر نماز پڑھاتے ہیں مگر دوسری رکعت میں کھڑا نہیں ہوا جاتا تو بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اس پر تمام مقتدی صاحبان خوش ہیں تو ان کی امامت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

(۲) امام دونوں ٹانگوں سے معذور ہے، مگر حفظ قرآن وعلم دین میں کوئی دوسرا اس سے افضل نہیں ہے تو اس کی امامت کیا حکم رکھتی ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بھاری ہوگیا تھا اور آپ نے مرض الوفات میں بیٹھ کر امامت فرمائی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے اٹھنے بیٹھنے میں دیر لگتی ہے تم مجھ سے آگے مت بڑھنا میرے ساتھ ارکان ادا کرنا کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد فضل الرحمٰن جے پی نگر

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں نماز ادا ہوجاتی ہے لیکن اگر لوگوں کا اس پر اصرار نہ ہو تو کسی غیر معذور شخص کو امام بنالینا چاہئے۔[۱]

(۲) امام بنانا درست ہے۔

(۳) اس مضمون کی روایات مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں ص ۱۰۱، ۱۰۲۔ مطالعہ کرلیا جائے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۱/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) صح اقتداء قائم بقاعد يركع ويسجد. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'': ج۲،ص:۳۳۶، زکریا دیوبند)

(۲) وقيد القاعد يكون يركع ويسجد لأنه لو كان موميا لم يجز اتفاقاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'': ج۲،ص:۳۳۶)

ایک ہاتھ سے معذور عالم دین کی امامت کا حکم:

(۲۱۵) **سوال:** ایک شخص بہترین عالم اور قاری ہیں، مگر ایک ہاتھ سے معذور ہیں ان کے مقابلہ میں دوسرے صرف حافظ ہیں کس کو امامت کے لیے رکھا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناصر قاسمی، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جو عالم قرآن کریم کو صحیح پڑھتے ہیں اور نماز کے لیے جس قدر حفظ کی ضرورت ہے اتنا قرآن ان کو یاد ہے تو وہ قاری بھی ہوئے اور اعلم بالسنہ بھی ہوئے جو شخص عالم نہیں ہے؛ بلکہ صرف حافظ ہے وہ صرف قاری ہے اعلم بالسنۃ نہیں ہے اس لیے عالم مقدم ہے الا یہ کہ حافظ امام متعین ہو۔[۱]

"الأولیٰ بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلوٰة هكذا في المضمرات ...... هذا إذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة، هكذا في التبيين ...... فإن تساووا فأقرؤهم أي أعلمهم بعلم القراءة"[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۱۱/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

لنگڑا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲۱۶) **سوال:** لنگڑا یا بیٹھ کر نماز پڑھنے والا غیر معذورین کی تراویح یا پنج وقتہ نمازوں میں امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طالب، سہارنپور

---

(۱) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفساداً ...... وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الأحسن تلاوة للقراءة" (ابن عابدين، ردالمحتار، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں لنگڑے اور بیٹھ کر امامت کرنے والے کی امامت تراویح اور دیگر نمازوں میں درست ہے جب کہ امام رکوع اور سجدہ ادا کرنے پر قادر ہو، لیکن اگر دوسرا لائق امامت وتندرست موجود ہو تو اسی کو امام بنایا جائے ایسی صورت میں لنگڑے کو امام بنانا بہتر نہیں ہے۔

''وصح اقتداء......قائم بقاعد يركع ويسجد لأنه صلى الله عليه وسلم صلى آخر صلاته قاعدا وهم قيام وأبوبكر يبلغهم تكبيره قوله وقائم بقاعد أي قائم راكع ساجد أو موم وهذا عندهما خلافا لمحمد وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد لأنه لو كان موميا لم يجز اتفاقا''(۱)

''ولا قادر على ركوع وسجود بعاجز عنهما لبناء القوى على الضعيف قوله بعاجز عنهما أي بمن يومى بهما قائما أو قاعداً بخلاف ما لو أمكناه قاعداً فصحيح كما سيأتي......''(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۸/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ضعیف شخص کی امامت کا حکم:

(۲۱۷) **سوال:** امام صاحب کے بائیں ہاتھ میں کمزوری ہے جس کی وجہ سے ان کو اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے کیا اس کی وجہ سے ان کی امامت میں کراہت ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: شیخ رحمت اللہ، پربھنی، مہاراشٹر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۴)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة'': ج۱،ص:۱۴۱، زکریا۔

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ج۲،ص:۳۳۶،۳۳۷۔ (۲) أيضًا.

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کی امامت بلاکراہت درست ہے، بائیں ہاتھ کی کمزوری کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۳/۱۲/۱۴۲۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قطرات کے مریض کی امامت کا حکم:

(۲۱۸) **سوال:** حضرت مفتی صاحب میں نے ایک سوال ہے:

مجھے پیشاب کے قطرے کی بیماری ہے جو کہ مسلسل قطرات آتے رہتے ہیں اور میں معذور میں داخل ہوں اس طرح سے میں نے بہت سی جگہوں پر امامت کرائی ہے۔ حضرت مجھے اب یاد بھی نہیں ہے کہ میں نے کتنی دفعہ امامت کی ہے۔ حضرت مجھے بتائیں کہ اب کیا ہوگا؟ کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ معذور انسان امامت نہیں کرسکتا جب سے میں نے سنا ہے میں امامت سے رک گیا ہوں؛ کیوں کہ مجھے شروع میں مسئلہ معلوم نہیں تھا۔ حضرت اس اعتبار سے رہنمائی فرمادیں کہ اب مجھے کیا کرنا ہوگا کیوں کہ ان مقتدیوں کی نماز تو نہیں ہوئی ''جزاك الله خير''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مجاہد الاسلام، رانچی، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: شرعی معذور شخص عذر کی حالت میں غیر معذور لوگوں کی کسی بھی نماز میں امامت نہیں کرسکتا ہے؛ کیوں کہ امامت کے شرائط میں سے ہے کہ امام کی حالت مقتدیوں کی حالت سے اقوی ہو، جب کہ معذور کی امامت کے مسئلہ میں مقتدیوں کی حالت اقوی ہوجاتی ہے۔ اس لیے غیر معذور لوگوں کی نماز معذور امام کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ اگر نماز پڑھی تو اعادہ ضروری ہے، اور امام پر لازم ہے کہ ان کو خبر کردے اور اعلان کردے کہ میں معذور ہوں، جن

---

(۱) ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱، ص:۱۴۲)

لوگوں نے میرے پیچھے نماز پڑھی وہ اپنی نمازیں اتنے دنوں کی لوٹالیں؛ البتہ اگر شرعاً معذور امام نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ وضو کرنے کے بعد سے نماز پڑھا کر فارغ ہونے تک عذر پیش نہیں آیا تھا تو اس کی امامت درست ہوگئی اور غیر معذور مقتدیوں کی نماز بھی درست ہوگئی، نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، اس لیے آپ کو اعلان کرنے کی بھی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر نماز کے دوران پیشاب کا قطرہ نکل گیا اور عذر پیش آگیا تو امام کی نماز تو شرعی معذور ہونے کی وجہ سے ہوجائے گی؛ البتہ غیر معذور لوگوں کی نماز نہیں ہوگی۔ اس لیے اگر آپ نے نماز سے پہلے پیشاب واستنجا سے فارغ ہوکر وضو کرکے نماز پڑھادی اور اس دوران کوئی پیشاب کا عذر پیش نہیں آیا تھا تو سب کی نماز درست ہوگئی۔ اعادہ کی ضرورت نہیں؛ البتہ اگر عذر پیش آگیا تھا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی، جہاں جہاں آپ نے نماز پڑھائی حتی المقدور اس جگہ اعلان کرنے کی کوشش کریں اور توبہ واستغفار بھی کریں۔

”قال الحصكفي: وصاحب عذر من به سلس بول إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنًا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث قال ابن عابدين نقلاً عن الرحمتي: ثم هل يشترط أن لا يمكنا مع سننهما أو الاقتصار على فرضهما؟ يراجع اهـ أقول الظاهر الثاني“[1]

”وقال الحصكفي: ولا طاهر بمعذور“[2]

”(وصح اقتداء متوضئ) لا ماء معه (بمتيمم) ...... (وقائم بقاعد) يركع ويسجد؛ لأنه صلى الله عليه وسلم صلى آخر صلاته قاعدا وهم قيام وأبو بكر يبلغهم تكبيره (قوله وقائم بقاعد) أي قائم راكع ساجد أو موم، وهذا عندهما خلافا لمحمد. وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد لأنه لو كان موميا لم يجز اتفاقاً“[3]

”وكذا لايصح الاقتداء بمجنون مطبق أو متقطع في غير حالة إفاقته وسكران) أو معتوه ذكره الحلبي (ولا طاهر بمعذور) هذا (إن قارن الوضوء

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور“: ج۱، ص:۵۰۴.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار: ج۲، ص:۳۲۳

(۳) أيضًا: ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه الخ“: ج۲، ص:۳۳۶.

الحدث أو طرأ عليه) بعده (وصح لو توضأ على الانقطاع وصلى كذلك) كاقتداء بمفتصد أمن خروج الدم؛ وكاقتداء امرأة بمثلها، وصبي بمثله، ومعذور بمثله وذي عذرين بذي عذر، لا عكسه كذي انفلات ريح بذي سلس لأن مع الإمام حدثا ونجاسة. (قوله: ومعذور بمثله إلخ) أي إن اتحد عذرهما، وإن اختلف لم يجز كما في الزيلعي والفتح وغيرهما. وفي السراج ما نصه: ويصلي من به سلس البول خلف مثله. وأما إذا صلى خلف من به السلس وانفلات ريح لا يجوز لأن الإمام صاحب عذرين والمؤتم صاحب عذر واحد. اهـ. ومثله في الجوهرة.

وظاهر التعليل المذكور أن المراد من اتحاد العذر اتحاد الأثر لا اتحاد العين، وإلا لكان يكفيه في التمثيل أن يقول: وأما إذا صلى خلف من به انفلات ريح، ولكان عليه أن يقول في التعليل لاختلاف عذرهما، ولهذا قال في البحر: وظاهره أن سلس البول والجرح من قبيل المتحد، وكذا سلس البول واستطلاق البطن"[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۲۹/۲/۲۲ھ)

محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جو شخص امامت سے عاجز ہو اس کو امام بنانا درست نہیں ہے:

(۲۱۹) **سوال:** ایک شخص نماز کا اعادہ ہونے کی صورت میں اعادہ نہیں کرتا، سنت مؤکدہ ہمیشہ ترک کرتا ہے جھوٹ اور خیانت کا مرتکب ہے، نیز امامت کرنے سے عاجز وقاصر ہے؛ لیکن وہ صاحب امامت کرنے پر بضد ہے جب کہ مسجد میں کوئی کمیٹی نہیں ہے تو کیا مصلی حضرات فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد حسن، بجنور

---

(۱) أيضًا: "مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده"؛ ص: ۳۲۲، ۳۲۳.

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی صورت میں نماز کا اعادہ لازم ہو اور معلوم ہونے کے باوجود اعادہ نہ کیا جائے تو یہ موجب فسق ہے۔ مؤکدہ سنتوں کو متواتر ترک کرنا بھی موجب عقاب ہے۔ کذب بیانی، امانت میں خیانت گناہ کبیرہ ہے جو شخص امامت سے عاجز ہو اس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور مسجد کمیٹی اور کمیٹی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کے مصلی حضرات کو جس طرح کسی کو امامت کے لیے مقرر کرنے کا حق ہے اسی طرح علاحدہ کرنے کا بھی حق ہے۔ اختلاف کی صورت میں اکثریت کا فیصلہ معتبر ہے؛ لیکن بلاوجہ شرعی کسی کو علیحدہ نہیں کرنا چاہیے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۶/۲۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ومن حكمها نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم، قال الشامي: نظام الألفة بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلوات بين الجيران. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرى“: ج ۲، ص: ۲۸۷)

ولو أم قومًا وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريمًا؛ لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون. وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۴)

رجل أم قومًا وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لايكره. هكذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج ۱، ص: ۱۴۴)

فصل سابع

حنفی کا غیر حنفی کی اقتدا کرنا

حنفی عید میں شافعی کی اقتداء کرے تو زائد تکبیروں میں کیا کرے؟

(۲۲۰) **سوال:** کوئی حنفی نماز عیدین میں شافعی امام کی اقتداء کرے تو زیادہ تکبیروں میں امام کی متابعت کرے یا نہیں، حنفی مذہب میں تو چھ تکبیریں ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں، تو حنفی مقتدی کیا کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع احمد، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عید کی نماز میں حنفی شخص، شافعی امام کی اقتداء کرے، تو زائد تکبیروں میں بھی امام کی متابعت کرے۔ ''**ولو زاد تابعه إلى ستة عشر، لأنه مأثور**''[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب العيدين، مطلب أمر الخليفة لا يبقى بعد موته'': ج۳، ص:۵۴۔

لأن الخلاف في الأولوية لا الجواز وعدمه ولذا لو كبر الإمام زائدا عما قلناه يتابعه المقتدي إلى ست عشرة تكبيرة فإن زاد لا يلزمه متابعته لأنه بعدها محظور بيقين لمجاوزته ما ورد به الآثار. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب أحكام العيدين'': ص:۵۳۳، شیخ الہند دیوبند)

قال محمد رحمه الله تعالىٰ في الجامع: إذا دخل الرجل مع الإمام في صلاة العيد وهذا الرجل يرى تكبيرات ابن مسعود رضي الله عنه فكبر الإمام غير ذلك اتبع الإمام إلا إذا كبر الإمام تكبيرا لم يكبره أحد من الفقهاء فحينئذ لا يتابعه، كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع عشر في صلاة العيدين'': ج۱، ص:۲۱۲، زکریا دیوبند)

حنفی یا غیر مقلد کی امامت کا حکم:

(۲۲۱) **سوال:** زید حنفی ہے اور امامت کرتا ہے اور بکر اہل حدیث ہے، حنفی کے پیچھے اہل حدیث کی نماز ہو جائے گی یا نہیں اور اس کے برعکس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دونوں صورتوں میں نماز ادا ہو جاتی ہے بشرطیکہ غیر مقلد امام مسائل طہارت و نماز میں مسلک احناف کی بھی رعایت رکھے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شوافع کا حنفی امام کی اقتدا کرنا:

(۲۲۲) **سوال:** زید حنفی مسلک سے ہے مگر شافعی مسجد میں شافعی مسلک کے مطابق امامت کرتا ہے، تو شوافع کو حنفی امام کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرزاق، کولہاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام صاحب دونوں مسلکوں سے واقفیت رکھتے ہیں

---

(۱) وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع، إنما اختلف في الكراهة اهـ فقيد بالمفسد دون غيره كما ترى: وفي رسالة الاهتداء في الاقتداء: (لملا علي القاري) ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة: مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا": ج۲، ص:۳۰۲)

وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل بر وفاجر ما لم يكن مبتدعاً بدعة يكفر بها وما لم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة": ص:۳۰۴، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

اور وہ دونوں مسلکوں کے اعتبار سے اس طرح رعایت کریں کہ نماز میں کسی بھی مسلک کے لحاظ سے کراہت نہ آتی ہو، تو اس طرح امامت درست ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۵/۲:۲۰/۱۴۲۰ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے پڑھی گئی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۲۲۳) **سوال:** دین اسلام کے اندر مختلف مسلک کے ماننے والے ہیں بعض حنفی، بعض شافعی وغیرہ اور یہ ایک دوسرے کو برا بھلا بھی کہتے ہیں، ہر شخص یہ کہتا ہے ہمارا مسلک صحیح ہے، بعض رفع یدین کرتے ہیں، بعض نہیں کرتے ہیں، بعض آمین بالجہر کرتے ہیں، بعض نہیں کرتے ہیں وغیرہ تو اگر شافعی المسلک امام کے پیچھے حنفی نماز پڑھے، تو اسے دہرانی پڑے گی یا نہیں؟ ان کی مسجدیں محلہ میں ہوتی ہیں اور وہ یہاں آکر نماز پڑھ لیتے ہیں بعد میں ان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کس فرقہ سے ہے تو کیا نماز ہوگئی یا دہرانی پڑے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ماجد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیث سے رفع یدین بھی ثابت ہے اور عدم رفع بھی

---

(۱) وقال البدر العيني يجوز الاقتداء بالمخالف......ما لم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة": ص:۳۰۴، شیخ الہند دیوبند)

والاقتداء بشافعي المذهب إنما يصح إذا كان الإمام يتحامي مواضع الخلاف. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۲)

وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع......ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة: مطلب في الاقتداء بشافعي ونحو هل يكره أم لا": ج۲،ص:۳۰۲)

اور آمین بالجہر بھی اور بالسر بھی، لیکن شراح حدیث اور فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ ان مسائل میں اختلاف جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے؛ بلکہ افضلیت اور اولیت کا ہے؛ اس لیے اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا، بہر صورت نماز ہو جاتی ہے صورت مسئول عنہا میں ایک کا دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں ہے۔ جو مجتہد اپنے اجتہاد سے صحیح مسئلہ پر پہونچا وہ مصیب ہے اور دوسرا مخطی ہے اور ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ مخطی بھی مستحق اجر ہے، تو مقلدین کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ دوسرے کو برا کہیں ایک کی نماز دوسرے کے پیچھے بلاشبہ ہو جاتی ہے، البتہ طہارت کے جو مسائل مختلف فیہ ہیں ان میں مقتدی کے مسلک کی رعایت امام کو کرنی ضروری ہوتی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے، تو اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر مقتدی کو امام کی کیفیت کا علم نہ ہو تو بھی اس کے لیے اعادہ کا حکم نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۳۰/۴/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حنفی شخص، جماعت اسلامی کے رکن کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۲۴) **سوال**: ہم حنفیوں کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے جو جماعت اسلامی ہند کا رکن ہو فرض اور نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ نیز جماعت اسلامی اور مودودی میں کوئی فرق ہے، اگر ہے، تو کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شاہد حسین، انبالہ کینٹ

(۱) وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل بر وفاجر ما لم يكن مبتدعاً بدعة يكفر بها وما لم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده أهـ. وإذا لم يجد غير المخالف فلا كراهة في الاقتداء به. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة": ص:۳۰۴، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

والذي يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف ما لم يكن غير مراع في الفرائض لأن كثيراً من الصحابة والتابعين كانوا أئمة مجتهدين وهم يصلون خلف إمام واحد مع تباين مذاهبهم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي الخ": ج۲، ص:۳۰۴)

الجواب وباللہ التوفیق: مولانا مودودی کے بعض عقائد معتزلہ اور خوارج کے عقائد سے میل کھاتے ہیں جو کہ فرقہ باطلہ میں شمار کئے گئے ہیں؛ اس لیے جو مولانا مودودی کا ان کے اعتقاد میں بھی مقلد ہے، اس کی امامت مکروہ ہوگی، جماعت اسلامی کے صدر مولانا ابواللیث نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ جماعت اسلامی ان کے عقائد میں ان کا اتباع نہیں کرتی پس جن کے عقائد ان عقائد باطلہ سے میل نہیں کھاتے ان کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۲/۵/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حرمین میں وتر کی نماز:

(۲۲۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک حنفی شخص کو حرمین شریفین میں وتر کی نماز جو حنبلی طریقہ پر ادا ہوتی ہے جماعت کے ساتھ کیسے ادا کرنی چاہیے یا انفرادی ادا کرے؟ (۲) رمضان میں حرمین میں جو قیام اللیل کی نماز با جماعت ادا کی جاتی کیا حنفی اس میں شامل ہو سکتا ہے؟ (۳) حرمین کے علاوہ میں رمضان کے میں قیام اللیل جماعت کے ساتھ اور بغیر جماعت اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشد حسین، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حرمین شریفین میں حنفی حضرات کے لیے حنبلی طریقہ کے مطابق جماعت کے ساتھ وتر کی نماز درست ہے، یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور بعض ائمہ احناف نے اس

---

(۱) وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه الخ'': ج۲، ص: ۳۰۲)

وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل بر وفاجر ما لم يكن مبتدعاً بدعة يكفر بها. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۴، مكتبہ شیخ الہند دیوبند)

کی اجازت دی ہے؛ اس لیے حرمین میں اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کی یہی رائے نقل کی ہے کہ ان کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے۔

"و لا عبرة بحال المقتدي و إليه ذهب الجصاص و هو الذي اختاره لتوارث السلف اقتداء أحدهم بالآخر بلا نكير مع كونه مختلفين في الفروع وكان مولانا شيخ الهند محمود الحسن أيضاً: يذهب إلى مذهب الجصاص"(۱)

(۲) نفل یا تہجد کی نماز رمضان میں یا غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ مکروہ ہے؛ اس لیے کہ احناف کے یہاں نفل کی جماعت نہیں ہے ہاں اگر بغیر تداعی کے جماعت ہو اس طور پر کہ دو تین لوگ شریک ہو جائیں تو درست ہے اور تداعی کے ساتھ نفل کی جماعت مکروہ ہے اور چار یا چار سے زائد افراد کا ہونا یہ تداعی ہے۔

"ولا يصلي الوتر و لا التطوع بجماعة خارج رمضان، أي يكر ه ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدى أربعة بواحد و في الشامية: و أما اقتداء واحد بواحد أو إثنين بواحد فلا يكره و ثلاثة بواحد فيه خلاف"(۲)

"وأما وتر غيره وتطوعه فمكروهة فيهما على سبيل التداعي قال شمس الأئمة الحلواني إن اقتدى به ثلاثة لا يكون تداعيا فلا يكره إتفاقا وإن اقتدى به أربعة فالأصح الكراهة"(۳)

البتہ رمضان میں حرمین میں قیام اللیل کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے چوں کہ

---

(۱) الكشميري، فيض الباري، شرح البخاري، "باب مسح اليد بالتراب ليكون انقى": ج ۱، ص: ۴۵۸، دارالكتب العلمية بيروت.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهية الاقتداء في النفل على سبيل التداعي": ج ۲، ص: ۵۰۰)

(۳) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ص: ۲۸۶، شیخ الہند دیوبند.

حرمین کا مسئلہ عام جگہ سے مختلف ہے، وہاں پر نماز کی زیادہ فضیلت ہے؛ اس لیے علماء نے حرمین میں قیام اللیل کی جماعت میں شریک ہونے کی اجازت دی ہے یہی وجہ ہے کہ وہاں وتر کو بھی فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۰/۱۴۴۱ھ)

اہل حدیث کے پیچھے نماز کا حکم:

(۲۲۶) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب غیر مقلد ہیں اور وہ نماز بھی درست نہیں پڑھاتے ہیں، قرآن صحیح نہیں پڑھتے ہیں، لحن جلی وخفی کے ساتھ ساتھ درمیان آیت سے کچھ کا کچھ چھوڑ دیتے ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو نہیں مانتے ہیں، اس صورت حال میں اہل سنت والجماعت حضرات کو کیا کرنا چاہئے؟

فقط والسلام
المستفتی: جمال فاروق، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اہل سنت والجماعت مشورہ کریں اور کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ مسجد میں کوئی ہم مشرب امام آجائے یا کم از کم ایسا امام ہو جو قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو اور نماز کے مسائل میں اس طرح پابند ہو کہ امام اعظمؒ کے اصح مسلک کے مطابق نماز درست ہو اگر یہ سب کچھ نہ ہو تو باہمی مشورے کے دوسری جگہ نماز کا اہتمام کریں؛ کیوں کہ جو امام

---

(۱) والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان، وعن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعي، أما لو اقتدى واحد بواحد أو إثنان بواحد لا يكره وإذا اقتدى ثلاثه بواحد اختلف فيه وأن اقتداء أربعة بواحد كره اتفاقاً. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة: باب الوتر وأحكامه"، ص: ۳۸۶، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

ایسی غلطیاں کرتا ہو اس کی اقتداء ہی درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۶/۱۴۲۳ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غیر مقلد امام کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھنا:

(۲۲۷) **سوال:** ہمارے گاؤں میں ڈھائی سو گھر ہیں، دو مسجدیں ہیں، بڑی مسجد کا امام غیر مقلد ہے، وہ اپنے مسلک کی رو سے نماز جمعہ وعیدین ادا کرتا ہے۔ تو ہم حنفی لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا الگ سے جماعت کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مبین احمد، میواتی

الجواب وبالله التوفيق: اگر مذکورہ امام ان تمام شرائط کا لحاظ رکھے جو احناف کے نزدیک نماز کی صحت کے لیے ضروری ہیں مثلاً طہارت وغیرہ کے مسائل تو اس امام کی اقتدا میں نماز

---

(۱) الحاصل: أنه إن علم الاحتياط منه في مذهبنا فلا كراهة في الاقتداء به، وإن علم عدمه فلا صحة، وإن لم يعلم شيئا كره. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب الاقتداء بالشافعي": ج ۲،ص: ۴۴۴)

لايجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره ج۱،ص: ۱۴۲، زکریا قدیم ج۱،ص: ۱۴۴، جدید).

والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات، والتقوى: اتقاء المحرمات. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲،ص: ۲۹۴).

(قوله ثم الأحسن تلاوة وتجويدا) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ: أي أجود، لا أكثرهم حفظا وإن جعله في البحر متبادرا) ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها قهستاني. (أيضًا)

ادا ہو جاتی ہے۔[1] تاہم حسب ضابطہ شرعی دوسری مسجد میں قیام جمعہ وعیدین کی گنجائش ہے؛ لیکن اس کے لیے کسی معتمد مفتی کو معائنہ کرادیں وہ جو فتویٰ صادر فرمائیں اس پر عمل کریں۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۸ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

حنفی کا حنبلی مسلک کے مطابق وتر کی نماز پڑھانا:

(۲۲۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میں ایک حنفی مقلد ہوں اور مکہ میں ایک مسجد میں امام ہوں؛ چناں چہ رمضان میں وتر کی نماز بھی پڑھانی ہوتی ہے اور حنابلہ کے یہاں وتر کی نماز دورکعت ایک ساتھ اور ایک رکعت علاحدہ پڑھانی ہوتی ہے کیا میں حنبلی مسلک کے مطابق وتر کی نماز پڑھا سکتا ہوں؟ مجھے وہ لوگ حنبلی مسلک کے مطابق نماز پڑھانے پر اصرار کرتے ہیں، میرا حنبلی کے مطابق نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ اسی طرح حنفی شخص کا حنبلی یا شافعی کے مطابق وتر کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ریحان الاسلام، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: احناف کے نزدیک وتر کی نماز تین رکعت ایک سلام سے پڑھنا واجب ہے، اگر درمیان میں دورکعت پر سلام پھیر دیا تو منافی نماز یعنی سلام کے پائے جانے کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ اس لیے حنفی شخص کا حنبلی مسلک کے مطابق وتر کی نماز پڑھانا درست نہیں ہے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے اس کا جواب یہی ہے کہ اگر حنفی شخص کا شوافع کی اقتدا

---

(۱) أما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز مالم يعلم منه مايفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع، (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي": ج ۲،ص:۳۰۲)

میں وتر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ تاہم بعض ائمہ احناف نے اس کی گنجائش دی ہے؛ اس لیے اگر ضرورتاً اس طرح نماز پڑھنے کی ضرورت پڑے تو اس کی گنجائش ہے؛ جیسا کہ بسا اوقات حرمین شریفین میں اس کی نوبت آجاتی ہے تو ایسے مواقع میں اس طور پر امام کی اقتداء کر لینے کی گنجائش ہے۔

’’(وصح الاقتداء فيه) ففي غيره أولىٰ إن لم يتحقق منه ما يفسدها في اعتقاده في الأصح كما بسطه في البحر (بشافعي) مثلا (لم يفصله بسلام) لا إن فصله (على الأصح) فيهما للاتحاد وإن اختلف الاعتقاد‘‘[1]

’’(قوله لما روت عائشة رضي الله عنها) روى الحاكم وقال على شرطهما عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم إلا في آخرهن، قيل للحسن إن ابن عمر كان يسلم في الركعتين من الوتر فقال كان عمر أفقه منه وكان ينهض في الثانية بالتكبير‘‘[2]

’’ولا عبرة بحال المقتدي، وإليه ذهب الجصاص، وهو الذي اختاره لتوارث السلف، واقتداء أحدهم بالآخر بلا نكير مع كونهم مختلفين في الفروع، وإنما كانوا يمشون على تحقيقاتهم إذا صلوا في بيوتهم، أما إذا بلغوا في المسجد فكانوا يقتدون بلا تقدم وتأخر، ولن ينقل عن إمامنا أنه سأل عن حال الإمام في المسجد الحرام مع أنه حج مرارا‘‘[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۵/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة، مطلب الاقتداء بالشافعي‘‘: ج۲،ص:۴۴۴.
(۲) ابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر‘‘: ج۱،ص:۴۲۶.
(۳) الكشميري، فيض الباري، شرح البخاري، ’’كتاب الصلاة‘‘: ج۱،ص:۴۵۸.

بریلویوں کے پیچھے دیوبندی کی نماز کا حکم:

(۲۲۹) **سوال:** بریلویوں کے پیچھے دیوبندی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضوان، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شریعت کے مطابق اور فقہ کی روشنی میں نماز صحیح پڑھاتا ہے اور اس کے عقائد کفر کی حد تک نہ ہوں تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بہتر کے پیچھے نماز پڑھے اور دیوبندی کے پیچھے بریلویوں کی نماز بہر صورت جائز اور درست ہے۔[1]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ	**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۶/۷/۱۴۱۹ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنی، شیعہ کی مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۳۰) **سوال:** سنی، شیعوں کی مسجد میں اور اس کے برعکس نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مسعود الحق، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان کی مساجد بھی پاک ہوتی ہیں اس لیے اگر کوئی فتنہ کا

---

(۱) روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: صلوا خلف من قال: لا إله إلا الله وقوله صلى الله عليه وسلم: صلوا خلف كل بر وفاجر، والحديث والله أعلم وإن ورد في الجمع والأعياد لتعلقهما بالأمراء وأكثرهم فساق لكنه بظاهره حجة فيما نحن فيه، إذ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب، وكذا الصحابة رضي الله عنهم كابن عمر وغيره والتابعون اقتدوا بالحجاج في صلاة الجمعة وغيرها مع أنه كان أفسق أهل زمانه.
(الكاساني، بدائع الصنائع، ''كتاب الصلاة، فصل بيان من يصلح للإمامة في الجملة'': ج۱، ص:۳۸۶)

ومن صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزاً ثواب الجماعة، قال عليه السلام: صلوا خلف كل بر وفاجر، أما لا ينال ثواب من يصلي المذكور في قوله عليه السلام: من صلى خلف تقي عالم فكأنما صلى خلف نبي.
(المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ''كتاب الصلاة، فصل في بيان من هو أحق بالإمامة'': ج۱، ص:۴۰۷)

اندیشہ نہ ہو، تو پڑھ سکتے ہیں، نماز بہرصورت ادا ہو جائے گی۔ تاہم غالی شیعہ کی امامت میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت اسلامی سے وابستہ شخص کی امامت:

(۲۳۱)**سوال:** ایک شخص جماعت اسلامی سے متفق ہے اور جماعت اسلامی کے بیت المال اسلامی کا صدر بھی ہے اور امامت بھی کرتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز درست ہوگی؟ اور جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: وکیل احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص کی امامت میں جو نمازیں ادا ہوئیں وہ صحیح ہوگئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

(۱۴۱۲/۶/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قوله صلى الله عليه وسلم أعطيت خمسا لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر، وجعلت لى الأرض وفي رواية ولأمتى مسجدا وطهورا، فأيما رجل من أمتي أدركته الصلاة فليصل (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، باب اليتيم'': ج۱،ص:۳۹۰)

(۲)قال المرغيناني:تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة و لا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'':ج۱،ص:۱۴۱)

شیعہ حضرات کا سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھنا:

(۲۳۳۲) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں شیعہ شخص نماز ادا کرنے آتا ہے اکثر وبیشتر جماعت کے ساتھ سنی امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے اور اگر جماعت ہوگئی ہو تو پھر تنہا نماز ادا کرتا ہے اور نماز کے بعد وظیفہ، تلاوت قرآن بھی کرتا ہے مسجد کے قریب ہی میں سکونت بھی کرتا ہے مع اہل وعیال ایک مکان میں رہتا ہے کچھ سنی حضرات کو اس کا مسجد میں آنا عبادت کے واسطے ناگوار ہے اس لیے کہ نماز تو سنیوں کی طرح پڑھتا ہے لیکن فرق اتنا کرتا ہے کہ رفع یدین بھی کرتا ہے اور سجدے کے لیے گول گپی مٹی وغیرہ کا جس پر کعبہ شریف کا نقشہ بنا ہوا ہے اسی پر سجدہ کرتا ہے اب کچھ سنی حضرات کا خیال ہے کہ اس طریقہ پر کہیں ہمارے بچہ بھی نماز نہ پڑھنے لگیں، لہٰذا اس شخص کو روک دیا جائے، مسجد کے امام پر زور دیا گیا ہے کہ آپ اس شخص کو منع کردیں کہ سنیوں کی مسجد میں نماز نہ ادا کریں اور مسجد میں نہ آئیں، بلکہ آپ اپنی مسجد یا گھر ہی پر نماز ادا کریں، امام مسجد نے زور دینے کی بنا پر اس شخص کو منع کردیا جیسا کہ لوگ چاہتے تھے، یہ بتلائیں کہ سنی کی مسجد میں یہ شخص اگر کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اور سنیوں کی نماز ادا ہوجائے گی کہ نہیں؟ اس شخص پر سنیوں نے جو پابندی عائد کی ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ منع کرنے والوں پر کسی قسم کا گناہ تو عائد نہیں ہوگا؟ ﴿**ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه**﴾۔ اور ﴿**لهم في الدنيا خزي ولم في الآخرة عذاب عظيم**﴾ سے کیا مراد ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ایس مسعود علی، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ شیعہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا اگرچہ وہ رفع یدین بھی کرتا ہو؛ کیوں کہ رفع یدین احناف کے نزدیک غیر اولیٰ ہے، اگر وہ مسجد میں قرآن پاک پڑھتا ہے یا وظیفہ

پڑھتا ہے، تو اس کو منع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور اگر وہ تنہا نماز پڑھتا ہے جب بھی اس کو مسجد میں آنے سے روکنا صحیح نہیں ہے اپنے بچوں کی خود تربیت کی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۴/۱/۱۴۰۹ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) واختلف الأئمة في دخول الكفار المسجد فجوزه الإمام ابو حنيفة رضي الله عنه مطلقاً للآية (ومن اظلم ممن منع الخ) فإنها تفيد دخولهم بخشية وخشوع ولأن وفد ثقيف قدموا عليه عليه الصلاة والسلام فأنزلهم المسجد ولقوله عليه السلام: من دخل دار أبي سفيان فهو آمن ومن دخل الكعبة فهو آمن والنهي محمول على التنزية أو الدخول للحرم بقصد الحج. ومنعه مالك رضي الله تعالىٰ عنه مطلقاً. لقوله تعالىٰ إنما المشكرون نجس. (التوبة آية:۲۸)

والمساجد يجب تطهيرها عن النجاسات ولذا يمنع الجنب عن الدخول وجوزه لحاجة. وفرق الإمام الشافعي رضي الله تعالىٰ عنه بين المسجد الحرام وغيره وقال الحديث منسوخ بالآية. (آلوسي، روح المعاني، ''سورة البقرة:۱۱۴، ۱۱۶'': ج۱ص:۵۷۳، ۵۷۴، زکریا دیوبند)

فصل ثامن

تارک نماز کی امامت

نماز کا اہتمام نہ کرنے والے کی امامت:

(۲۳۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک قاری صاحب ہیں جو کسی دوسرے گاؤں میں امامت کرتے ہیں؛ لیکن جب وہ اپنے گاؤں میں آتے ہیں، تو نماز وغیرہ کا نہ تو اہتمام کرتے ہیں اور نہ ہی مساجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں بلکہ گھر پر بھی نماز پڑھنے کی صراحت نہیں ہے، تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور وہ اس فعل سے کس درجہ کا انسان شمار ہوگا مکمل وضاحت فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شفیع موضع گڑھی، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: فتوی معلوم کرنے کا مقصد اس پر عمل کرنا ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کی تذلیل وتحقیر کے لیے مسئلہ معلوم کیا جاتا ہے۔ وہ قاری صاحب آپ کے امام نہیں ہیں؛ اس لیے آپ کی نماز کی صحت وفساد بھی اس سے متعلق نہیں ہے اور وہ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں، یہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ اس سلسلے میں نہ ہمارے پاس تحقیق ہے اور نہ ہی اس قاری صاحب کا اقرار ہے؛ اس لیے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے اعمال واحوال کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم اگر اس کو امام بنایا جائے تو اس کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۷/۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی،

محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصل الدين الصلاة خلف كل بر وفاجر. (أخرجه الدار قطني في سننه، "كتاب الصلاة": ج۱، ص:۴۱۶، رقم:۱۷۶۵)

نماز کی پابندی نہ کرنے والے کی امامت:

(۲۳۴)**سوال:** جوامام فجر کی نماز ہر روز نہیں پڑھتا ہےاور کہتا ہے کہ شرعی عذر ہے جب تو شرعی عذر کے بارے میں دریافت کیا تو خاموشی اختیار کی، تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان مسجد، مدینہ مسجد، لونی

الجواب وبا للہ التوفیق: اگر امام کا یہ معمول ہےاوراس سے دریافت کرنے پر یہی جواب دیتا ہے (جوسوال میں مذکور ہے)، تو اس کا یہ جواب بالکل غلط ہے؛ اس لیے کہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں، اگر کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے، تو بیٹھ کر، اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے، تو لیٹ کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے، تو اشارے سے پڑھے، ہاں غشی وجنون کی حالت میں نماز معاف ہے، اگر امام صاحب کا یہی معمول ہے، تو وہ فاسق ہےاور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

”قال في الدر المختار يكره إمامة عبد وفاسق. وقال في رد المحتار تحت قوله وفاسق وقال في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۶/۴:۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر سے قبل کی سنت مستقل بعد میں پڑھنے والے کی امامت:

(۲۳۵)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: جوامام ظہر کی چار رکعت سنت

---

(۱)ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۴.

كره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى و ولد الزنا، فالحاصل أنه يكره الخ، قال الرملي: ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم، (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة، باب إمامة العبد والأعرابي والفاسق، ج۱،ص:۶۱۰)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ ومبتدع أي صاحب بدعة وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الإنفراد لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲،ص:۲۹۸)

مؤکدہ بعد نماز فرض ہمیشہ ادا کرتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نبیل احمد، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: امام کے لیے ضروری ہے کہ جماعت کے لیے جو وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے مسجد پہونچ جائے تاکہ نماز وقت پر ہو اور سنت گھر پر پڑھ کر آئے یا پہلے آکر مسجد میں پڑھے؛ لیکن اگر ایسا ہوتا ہے کہ جماعت کے وقت پر مسجد میں پہونچا اور سنن پڑھنے کا وقت نہیں ہے، تو ایسی صورت میں فرض کے بعد سنت ادا کر لیتا ہے، تو صحیح ہے اگر کوئی اور صورت ہے، تو اس کو واضح طور پر لکھ کر مسئلہ معلوم کریں۔ تاہم امام صاحب کے لیے ظہر کی سنت ہمیشہ بعد میں پڑھنے کی عادت بنا لینا درست نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۴/۶:۱۴۰۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اکثر غیر حاضری کرنے والے امام کا تنخواہ لینا:

(۲۳۶) **سوال:** جو امام مہینے میں دس بارہ روز نماز پڑھاتا ہے اور بعض اوقات مدرسہ کے بچے کو نماز پڑھانے کے واسطے وقفہ وقفہ سے روانہ کرتا ہے ایسے امام کو تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مصلیان مسجد، مدینہ مسجد، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بچہ بالغ ہے، تو اس کے پیچھے نماز درست ہو جاتی ہے اگر امام بطور قائم مقام اس بالغ بچہ سے نماز پڑھواتا ہے، تو اس کا مقصد بچہ کو نماز پڑھانا بھی اور سکھانا

---

(۱) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اجعلوا أئمتكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (محمد الشوكاني، نيل الأوطار، كتاب الصلاة، باب ماجاء في إمامة الفاسق، رقم:۱۰۸۸، ج۲،ص:۱۸۳).

وقد أخرج الحاكم عن النبي صلى الله عليه وسلم، أن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم. (محمد الشوكاني، نيل الأوطار، كتاب الصلاة، باب ماجاء في إمامة الفاسق، رقم:۱۰۸۸، ج۲، ص:۱۸۵)

بھی ہوسکتا ہے، بہرصورت امام کا تنخواہ لینا جائز ہے، الا یہ کہ انتظامیہ کے ضابطے کے خلاف ہو۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۴/۶/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پانچ ماہ غیر حاضری کرنے والے امام کو تنخواہ دینا:

(۲۳۷) **سوال**: جو امام ایک مرتبہ دو ماہ بالکل غیر حاضر تھا اور ایک مرتبہ پانچ ماہ غیر حاضر اس کے بعد وہ تنخواہ کا مطالبہ کرتا ہے مسجد کے ذمہ دار حضرات پورے ماہ کی تنخواہ مسجد کی آمدنی سے ادا کرتے ہیں، امام صاحب کا تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان مسجد، مدینہ مسجد

الجواب وباللہ التوفیق: امام کو جو تنخواہ دی جاتی ہے متقدمین فقہاء نے اسے ناجائز کہا ہے؛ لیکن متاخرین فقہاء نے جائز کہا ہے اس کی علت ہے دین کی بقاء وآبیاری تاہم اتنی طویل غیر حاضری کی جو کہ سوال میں درج ہے قانوناً، اخلاقاً اور شرعاً کسی صورت میں بھی ان ایام کی تنخواہ لینا ودینا

---

(۱) وإمام قوم: الإمامة الكبرىٰ أو إمامة الصلاة (وهم له) وفي نسخة لها أي الإمامة (كارهون) أي لمعنى مذموم في الشرع، وإن كرهو لخلاف ذلك، فالعيب عليهم ولا كراهة، قال ابن الملك أي كارهون لبدعته أو فسقه أو جهله، أمّا إذا كان بينه وبينهم كراهة وعداوة بسبب أمر دنيوي فلا يكون له هذا الحكم. في شرح السنة قيل: المراد إمام ظالم وأمّا من أقام السنة فاللوم على من كرهه، وقيل هو إمام الصلاة وليس من أهلها فيتغلب فإن كان مستحقا لها فاللوم على من كرهه قال أحمد: إذا كرهه واحد أو إثنان أو ثلاثه فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني'': ج ۳، ص: ۱۷۹، رقم: ۱۱۲۲)

ويبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح وتمامه في البحر. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الوقف، مطلب يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها'': ج ۶، ص: ۵۶۰)

جائز نہیں؛[۱] اس لیے اگر ان مہینوں کی تنخواہ دے گا، تو متولی پر ضمان آ جائے گا؛ اس لیے ان ایام کی تنخواہ دینا بھی جائز نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۴/۶/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الأجير الخاص يستحق الأجرة إذا كان في مدة الإجارة ليس له أن يمتنع عن العمل وإذا امتنع لا يستحق الأجرة. (شرح المجلد، ''كتاب الإجارة'': ج۱، ص:۲۳۹، رقم:۴۲۵)

(۲) قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لأنه يخل بالمقصود. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الوقف: مطلب في شروط المتولي'': ج۶، ص:۵۷۸)

وأما حكمها فوجوب الحفظ على المودع وصيرورة المال أمانة في يده ووجوب أدائه عند طلب مالكه، كذا في الشمني. الوديعة لا تودع ولا تعار ولا تؤاجر ولا ترهن، وإن فعل شيئاً منها ضمن، كذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الوديعة، الباب الأول في تفسير الإبداع والوديعة'': ج۴، ص:۳۴۹)

فصل تاسع

امام کو برطرف کرنے
اور نائب بنانے کا بیان

امام یا نائب کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانا:

(۲۳۸) **سوال:** السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بعد سلام عرض ہے کہ مسجد کے امام صاحب چھٹی پر چل رہے ہیں اور دس دن کے لیے اپنے نائب امام کا انتظام کر کے گئے ہیں۔ نائب امام صرف حافظ ہیں جمعہ کی نماز کا مسئلہ ہے دریں اثنا مسجد میں کوئی عالم صاحب آجائیں محلے کے لوگ عالم صاحب سے نماز جمعہ کے لیے اصرار کریں، تو عالم صاحب کو نائب سے اجازت لینی ہے یا نہیں؟ اور بغیر اجازت لیے اگر پڑھا دی، تو کیا نماز ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: طیب، گنگوہی

الجواب وباللہ التوفیق: محلّہ کے لوگوں نے جب عالم صاحب کو آگے بڑھا دیا، تو اجازت ہوگئی، اب امام صاحب سے صراحۃً اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے، نماز بہر صورت درست ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۱:۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران قاسمی گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن أوس بن ضمعج، عن أبي مسعود، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بغیر شرعی وجہ کے امام کو معزول کرنا:

(۲۳۹) **سوال:** ایک مسجد میں آٹھ یا دس سال سے ایک عالم دین بحیثیت امام مقرر ہیں اور مقتدیوں کا اس امام سے بحیثیت امام کوئی اختلاف نہیں، لیکن چند خودغرض انسان محض اپنی ذاتی اور سیاسی اغراض کے لیے اس امام کی امامت میں رکاوٹ کھڑی کر کے دوسرے امام کو اپنی مرضی کے مطابق مسلط کرنا چاہتے ہیں، حالاں کہ مقرر امام کو منصب امامت سے ہٹانے یا دور رکھنے کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور تمام مقتدی ان کے اس رویّہ سے پریشان ونالاں ہیں ایسی صورت میں مقرر کردہ امام نے اجازت بھی نہ دی تو زورزبردستی مسلط کردہ امام کی امامت جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ اور مقرر کردہ امام کو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط، والسلام

المستفتی: عبدالرشید، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ذاتی مفاد اور کسی سیاسی غرض سے کسی مسجد کے امام کو جس سے کوئی شرعی اختلاف نہیں ہے، الگ یا معزول نہیں کیا جاسکتا یہ بہت بری بات ہے کہ معمولی سے

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لایؤم الرجل في سلطانه و لایجلس علی تکرمته في بیته إلا بإذنه، هذا حدیث حسن. (أخرجه الترمذي في سننه، أبواب الأدب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب": ج ۵، ص: ۹۹، رقم: ۲۷۷۲، وکذا في أبواب الصلاة، باب من أحق بالإمامة: ج ۱، ص: ۴۵۸، رقم: ۲۳۵)

(ولایؤمن الرجل الرجل في سلطانه) أي: في مظهر سلطنته ومحل ولایته، أو فیما یملکه، أو في محل یکون في حکمه، ویعضد هذا التأویل الروایة الأخری في أهله، وروایة أبي داؤد في بیته ولا سلطانه، ولذا کان ابن عمر یصلي خلف الحجاج، وصح عن ابن عمر أن إمام المسجد مقدم علی غیر السلطان، وتحریره أن الجماعة شرعت لاجتماع المؤمنین علی الطاعة وتآلفهم وتوادهم، فإذا أم الرجل الرجل في سلطانه أفضی ذلك إلی توهین أمر السلطنة، وخلع ربقة الطاعة، وکذلك إذا أمه في قومه وأهله أدی ذلك إلی التباغض والتقاطع، وظهور الخلاف الذي شرع لدفعه الاجتماع، فلا یتقدم رجل علی ذي السلطنة، لا سیما في الأعیاد والجمعات، ولا علی إمام الحي ورب البیت إلا بالإذن. قاله الطیبي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، "کتاب الصلاة: باب الإمامة، الفصل الأول": ج ۳، ص: ۱۷۵، رقم: ۱۱۱۷)

اختلاف یا ذاتی مفاد کو امام پر یا امامت پر اتارا جائے اس طرح کی گھناؤنی حرکتوں سے بچا جائے کہ یہ حرکت غیر اخلاقی اور غیر شرعی ہے، اگر واقعی امام صاحب میں کوئی کمی ہے، تو ان کو بصد ادب واحترام معروف وسہل انداز میں تمام احترامات کے ساتھ متوجہ کردینا چاہئے۔ بغیر وجہ شرعی کے موجودہ امام کو معزول اور الگ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد واصف غفرلہ (۵/۱۱/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کی غیر موجودگی میں مؤذن کا نماز پڑھانا:

(۲۴۰) **سوال:** اتفاقاً مؤذن کے نہ آنے کی بنا پر اذان دے کر امام نے نماز پڑھادی یا امام کی غیر موجودگی میں مؤذن نے نماز پڑھادی، تو اس سے نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئی گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقادر، آسامی

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں صورتوں میں نماز بلاشبہ صحیح اور درست ہوجائے گی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۳/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان إمرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في من أم قوماً وهم له كارهون": ج۱،ص:۶۶،رقم:۳۵۹)

ولوأم قوماً وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً (إلىٰ قوله) وإن هو أحق لا، والكراهة عليهم الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۸)

وفي جامع الفصولين بغض عالمًا أو فقيهًا بلا سبب ظاهر خيف عليه الكفر. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

استعفیٰ دینے کی قسم کے بعد کمیٹی نے منظور نہ کیا، تو کیا امامت کر سکتا ہے؟

(۲۴۱) **سوال:** میں مسجد کا امام ہوں میں نے غصہ کی حالت میں کلام اللہ کی قسم کھائی کہ مسجد سے استعفیٰ دوں گا، استعفیٰ دے دیا مگر پھر میں نے توبہ کر لی اور نماز استغفار پڑھ لی کمیٹی نے استعفیٰ منظور نہیں کیا، کیا اب میں امامت کر سکتا ہوں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمر سیفی آہن گران، بلند شہر

الجواب وباللہ التوفیق: آپ نے استعفیٰ دینے کی قسم کھائی تھی اس کے بعد استعفیٰ دے دیا آپ نے اپنی قسم پوری کر لی۔ کمیٹی نے آپ کا استعفیٰ منظور نہیں کیا اور آپ پھر کمیٹی کے کہنے پر نماز پڑھانے لگے، تو اب قسم کا کفارہ آپ پر واجب نہیں،(۱) کیوں کہ قسم تو آپ کی پوری ہوگئی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (جامع الفصولین، الباب الثامن والثلثون في مسائل كلمات الكفر": ج۲،ص:۳۰۹)

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال لنا عليه السلام: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة. (أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة": ج۱،ص: ۲۳۶،رقم:۶۷۳)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة، وتجويداً للقراء ة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في الصلاة": ج۲،ص:۲۹۴،۲۹۵)

(۱) ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ﴾ (سورة المائدہ:۸۹)

وفى الهداية: "وإذا حلف لا يفعل كذا تركه أبدا لأنه نفي الفعل مطلقا فعم الامتناع ضرورة عموم النفي وإن حلف ليفعلن كذا ففعله مرة واحدة بر في يمينه لأن الملتزم فعل واحد غير عين إذ المقام الإثبات فيبر بأي فعل فعله وإنما يحنث بوقوع اليأس عنه وذلك بموته أو بفوت محل الفعل" المرغيناني، الهداية، كتاب الأيمان، باب اليمين في تقاضي الدراهم، مسائل متفرقة، ج۲،ص:۵۰۵)

وفي الفتاوى الهندية:" الفصل الثاني في الكفارة وهي أحد ثلاثة أشياء إن قدر عتق رقبة يجزء فيها ما يجزء في الظهار أو كسوة عشرة مساكين لكل واحد ثوب فما زاد وأدناه ما يجوز فيه الصلاة أو إطعامهم والإطعام فيها كالإطعام في كفارة الظهار هكذا في الحاوي للقدسي. وعن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى أن أدنى الكسوة ما يستر عامة بدنه حتى لا يجوز السراويل وهو صحيح كذا في الهداية .فإن لم يقدر على أحد هذه الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات"(جماعة من علماء الهند الفتاوى الهندية، كتاب الأيمان، الباب الثاني: فيما يكون يميناً و ما لا يكون يميناً، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امامت آپ کی بلا کراہت درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام کو مقرر کرنے کا اختیار:

(۲۴۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں
میں نے ۲۰۰۵ء میں موضع قریش پور میں شاہ راہ سے متصل مسجد کے لیے ایک پلاٹ خریدا اور اپنے ہی ذاتی مال سے اس پلاٹ میں مسجد کی تعمیر بھی کرائی ۲۰۰۷ء میں مسجد میں نماز باجماعت کی ابتداء ہوئی میں نے زید کو جس نے مسجد کی تعمیری سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا اس مسجد میں اپنی طرف سے امام مقرر کیا چند سال بعد کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے میں نے زید کو مسجد کی امامت سے برطرف کردیا اب کئی سال بعد مجھے اپنی غلط فہمی کا احساس ہوا جس کے لیے میں بہت متأسف ہوا، لہٰذا میں نے دوبارہ زید کو امام مقرر کردیا، مقتدیوں میں سے چند لوگ بغیر کوئی سبب بتائے زید کی امامت سے ناخوش ہیں، زید میں شرعاً کوئی بھی ایسا عیب نہیں ہے جس سے امامت میں خلل واقع ہو نیز امام کی تنخواہ اور مسجد کے دیگر امور سے متعلق خرچہ میں خود ہی ادا کرتا ہوں مقتدیوں سے ایک پیسے کا بھی مطالبہ نہیں کرتا کیا میرا زید کو مسجد کا امام رکھنا شریعت کی روشنی میں درست ہے؟ جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی ابرار، فرید آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر سوال میں درج کردہ باتیں بالکل درست ہیں تو آپ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الفصل الثاني في الكفارة، ج۲،ص:٦٦)
وفي المحيط البرهاني:"من حكم الأجر الخاص، أن ما هلك على يده من غير صنعه فلا ضمان عليه بالإجماع، وكذلك ما هلك من عمله المأذون فيه فلا ضمان عليه بالإجماع"(المحيط البرهاني ج:۷ص:۵۸٦م:دار الكتب العلمية، بيروت)

چوں کہ اس مسجد کے متولی ہیں اور مسجد کا سارا بار آپ خود اٹھاتے ہیں؛ اس لیے مسجد میں امام رکھنے کا حق آپ کو حاصل ہے جس امام کو آپ نے امامت کے لیے متعین کیا ہے اگر ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے امامت میں خلل واقع ہو تو محلّہ والوں کا بلا کسی سبب کے اس امام کو ناپسند کرنا درست نہیں ہے۔

"الباني أولیٰ بنصب الإمام و المؤذن و ولد الباني وعشيرته أولیٰ من غيرهم بنى مسجدا في محلة و نصب الإمام و المؤذن فنازعه بعض أهل المحلة في العمارة فالباني أولیٰ مطلقا و إن تنازعوا في نصب الإمام و المؤذن مع أهل المحلة إن كان ما اختاره أهل المحلة أولیٰ من الذي اختاره الباني فما اختاره أهل المحلة أولى و إن كانا سواء فمنصوب الباني أولى"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۶/۱۱/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نقص کی وجہ سے امام کو معزول کرنا:

(۲۴۳) **سوال**: امام ناقص ہے کثرت رائے یہ ہے کہ یہ ہی امام رہے اور قلتِ رائے یہ ہے کہ دوسرا امام لایا جائے تو شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رئیس احمد، کھرگون

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۲،ص:۵۴۶.

لو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة فيه، كره له ذلك تحريما لحديث أبي داؤد لايقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷).

الجواب وباللہ التوفیق: صورتِ مذکورہ میں اگر امام میں کوئی شرعی نقص ہو تو قابلِ عزل ہوسکتا ہے بغیر وجہ شرعی کسی امام کو علاحدہ کرنا درست نہیں (۱) نیز یہ انتظامی امر ہے آپ مقامی علماء سے معاملہ طے کرائیں اور اگر آپ تحریر کردیں کہ وجہ عزل کیا ہے عوام کی رائے امام صاحب کو الگ کرنے کی کیوں بنی، تو واضح جواب لکھا جائے گا۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۳/۲/۱۴۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محض زنا کے الزام کی وجہ سے امامت سے معزول کردینا:

(۲۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک مسجد کے امام کے اوپر ایک نابالغ لڑکی کے ساتھ زنا کا الزام لگایا گیا، صرف ایک لڑکے کی گواہی مانی جارہی ہے، جب مسجد کے امام صاحب سے پوچھا گیا تو امام صاحب نے کہا کہ میں قرآن پاک اٹھا کر قسم کھانے کو تیار ہوں؛ لیکن کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں ہے، پوری بستی میں بدنامی پھیلائی اور مسجد کے متولی نے بغیر کچھ سوچے سمجھے امام صاحب کو مسجد سے نکال دیا، اب ایسے میں الزام لگانے والوں کے لیے کیا حکم ہے اور امام صاحب کے لیے کیا حکم ہے، امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ادریس، شاہجہاں پور

الجواب وباللہ التوفیق: زنا کے ثبوت شرعی کے لیے چار گواہوں کا ہونا بہت ضروری ہے صرف ایک آدمی یا ایک لڑکے کی گواہی پر یقین کرکے امام مذکور کو بدنام کرنے والے سخت گناہ گار ہیں، اور بغیر شرعی ثبوت کے امام صاحب کو امامت سے ہٹانا درست نہیں متولی اور ذمہ داران مسجد کو چاہئے کہ اس شخص کو بلا کر اس سے معافی مانگے اور اس کو امامت پر برقرار رکھا جائے، کیوں کہ

---

(۱) في البحر أخذ منه عدم العزل لصاحب وظيفة إلا بجنحة أو عدم أهلية. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الوقف، مطلب ليس للقاضي عزل الناظر": ج۶،ص:۶۵۶)

بغیر ثبوت شرعی کے محض بدگمانی پر کسی کو اس کے عہدہ سے الگ کر دینا درست نہیں ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۱/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ﴿إن الذين يَرْمُوْنَ المحصنٰت الغَافِلاتِ المؤمِنَاتِ لعِنوا في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْم﴾ (النور:۲۳)
﴿والذين يَرْمُوْنَ المحصنات ثم لم يأتوا بِاَربعة شهداء فاجلِدُوْهُمْ ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادةً ابداً واُولئك هُم الفٰسِقُوْنَ﴾ (سورة النور:۴)

فصل عاشر

متعلقات امامت

غیر متقی کی امامت:

(۲۴۵) **سوال:** امام صاحب عالم ہونے کا دعوی کرتے ہیں، مگران میں تقویٰ کوسوں دور ہے، کیاان کے پیچھے متقی اور حاجیوں کی نماز جائز ہے اور کیا وہ لوگ اس امام کی اقتداء کر سکتے ہیں؟ ان کو امامت کے لیے مقرر کرنا کہاں تک مناسب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے امام کے پیچھے متقی پرہیزگار لوگوں کی نماز یعنی فریضہ تو ادا ہو جائے گا، مگر اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، اس صورت میں کسی دیندار پرہیزگار مستحق امامت شخص کو امام مقرر کیا جائے تا کہ نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی سنت کے مطابق ہو جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۳/۱۰/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وذکر الشارح وغیره أن الفاسق إذا تعذر منعه یصلي الجمعة خلفه وفي غیرها ینتقل إلی مسجد آخر، وعلل له في المعراج بأن في غیر الجمعة یجد إماما غیره. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الصلاۃ، باب الإمامة'': ج۱، ص:۶۱۱)

وکره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع فالحاصل أنه یکره الخ، قال الرملي: ذکر الحلبي في شرح منیة المصلي أن کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم. (أیضًا)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمی ومبتدع أي صاحب بدعة، وفي النهر عن المحیط صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولٰی من الإنفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقي ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقي فکأنما صلی خلف نبي. (ابن عابدین، ردالمحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۸)

جس کی بیوی سودی کاروبار کرتی ہو، ایسے شخص کی امامت:

(۲۴۶) **سوال:** ایک امام کی زوجہ سودی کاروبار کرتی ہے، تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرزاق: مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شوہر اس کو اس قبیح فعل سے منع کرتا ہے، تو اس کی امامت درست ہے، لیکن اگر وہ اپنے شوہر کی مرضی یا شوہر کے حکم سے ایسا کرتی ہے، تو پھر اس کی امامت درست نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۸/۲:۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام ومؤذن کے لیے مسجد کی موم بتی کمرہ میں جلانا:

(۲۴۷) **سوال:** امام ومؤذن کے لیے مسجد کی موم بتی اپنے مسجد والے کمرہ میں جلانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابواسحاق، سیتامڑھی

الجواب وباللہ التوفیق: اس کی گنجائش ہے، کیوں کہ مسجد میں دینے والوں کا مقصد مسجد اور مصالح مسجد میں دینا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۳:۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ أي اعملوا الأعمال الصالحة وأتمروا بالأوامر واجتنبوا النواهي وأمروا أهليكم بها ولزموهم الطاعة والعبادة لتتقوا بذلك النار. (أوضح التفاسير، "الباب السادس": ج۱، ص:۶۹۶)

إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أن الناس إذا أرادوا المنكر ولا يغيرونه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کی شکایت کرنے والے کی نماز کا حکم:

(۲۴۸) **سوال:** زید کو اکثر مسجد کے اماموں سے شکایت ہی رہتی ہے، مگر نماز ان کے پیچھے ہی پڑھتا ہے، تو اس کی نماز ہو جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمجیب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز ہو جاتی ہے، مگر دل کو بھی صاف کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... يوشك الله عز وجل أن يعمهم بعقابه. (التيسير في أحاديث التفسير، ”الربع الثاني من الحزب الثالث عشر“: ج۲،ص:۹۶)

(۲) كالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة يصرف إليهم إلى قدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح أي قوله: أي مصالح المسجد يدخل فيه المؤذن والناظر ويدخل تحت الإمام الخطيب الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الوقف، مطلب يبداء بعد العمارة بما هو أقرب إليها“: ج۴،ص:۳۲۷؛ وابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الوقف، الاستدانة لأجل العمارة في الوقف“: ج۵،ص:۲۳۲)

(۱) نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم (قوله نظام الألفة) بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلوات بين الجيران. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج۲،ص:۲۸۷)

أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره، هكذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج۱،ص:۱۴۴)

(وإمام قوم) أي: الإمامة الكبرى، أو إمامة الصلاة (وهم له): وفي نسخة: لها، أي الإمامة (كارهون) أي: لمعنى مذموم في الشرع، وإن كرهوا لخلاف ذلك، فالعيب عليهم ولا كراهة، قال ابن الملك، أي كارهون لبدعته أو فسقه أو جهله، أما إذا كان بينه وبينهم كراهة وعداوة بسبب أمر دنيوي، فلا يكون له هذا الحكم. في شرح السنة قيل: المراد إمام ظالم، وأما من أقام السنة فاللوم على من كرهه، وقيل: هو إمام الصلاة وليس من أهلها، فيتغلب فإن كان مستحقا لها فاللوم على من كرهه، قال أحمد: إذا كرهه واحد أو إثنان أو ثلاثة، فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة. (رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب): قال ابن حجر: هذا حديث حسن غريب. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني“: ج۳،ص:۱۷۹، رقم:۱۱۲۲)

امام کو برا کہنے والوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲۴۹) **سوال:** زید نے ایک مسجد میں تقریباً اٹھارہ سال امامت کی کچھ اپنا ساز وسامان ضائع ہونے پر استعفیٰ دے کر چلا گیا، مسجد کے تمام مقتدی متحد ہیں زید کے بلانے پر؛ لیکن مقتدیوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے حافظ صاحب کو (یعنی زید کو) بہت برا بھلا کہا ہے ہماری نماز نہیں ہوگی، برا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ زید نے مسجد کے لیے ایک مکان خرید لیا تھا اور مسجد ہی کے لیے ایک پیشاب خانہ بنوا دیا تھا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ لوگ اگر امام یعنی زید سے معافی مانگ لیں، تو نماز ہوگی یا نہیں؟ نیز ان سے پوچھا جاتا ہے کہ امام کی شان میں کیا گستاخی کی ہے، تو وہ کہتے ہیں کچھ نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یوسف، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بلا وجہ شرعی اور بلا ثبوت جن لوگوں نے امام زید کو برا کہا ہے ان کو چاہیے کہ اس سے توبہ کریں اور معافی مانگیں، کیوں کہ وہ لوگ گنہگار ہیں جو امام کو برا کہتے ہیں، تاہم مذکورہ امام کے پیچھے جو حضرات نماز ادا کریں گے ان کی نماز درست اور صحیح ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۱/۷/۱۴۰۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جس شخص کے بارے میں بدگمانی ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲۵۰) **سوال:** ایک امام صاحب مسجد میں تقریباً دو سال سے تھے، بچوں کو بہت اچھی

---

(۱) ومن أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر. (ابن نجیم، البحر الرائق، ”کتاب السیر“: ج ۵، ص: ۲۰۷، زکریا دیوبند)

من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر...... ویخاف علیه إذا شتم عالماً أو فقیهاً من غیر سبب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب السیر، الباب التاسع في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها مایتعلق بالعلم والعلماء“: ج ۲، ص: ۲۸۲، زکریا دیوبند)

طرح پڑھایا، لکھایا، سارا گاؤں ان سے خوش تھا، انہوں نے بچوں سے املاء لکھوایا۔

آج گیارہ بجے رات کو آپ کو میرے کمرے میں آنا ہے۔

پس اس پرچے کو بنیاد بنا کر اتہام لگا دیا کہ یہ تو رات کے وقت بچوں کو اپنے کمرے میں بلاتا ہے، تو ایسا شخص قابل امامت ہے یا نہیں، اور الزام لگانے والوں کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اسلام الدین، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں کیف ما اتفق زید، عمر، بکر وغیر کے ناموں کے ساتھ اس قسم کے جملے املاء میں لکھا دیئے جاتے ہیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، دوسروں کو اس پر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے ورنہ تو خواہ مخواہ بدگمانی کرنے والے سخت گنہگار رہوں گے جب کہ امام کے دوسرے معاملات سے اس کی دینداری اور دینی تعلیم کا جذبہ بھی ظاہر ہے اور نماز ایسے امام کے پیچھے درست اور صحیح ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۲/۷/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام مسجد کا رمضان میں ہدیہ لینا:

(۲۵۱) **سوال:** جو امام حافظ قرآن ہے اور وہ ماہ رمضان میں قرآن مجید نہیں سناتا اور جو

---

(۱) وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف وكل بروفاجر مالم يكن مبتدعاً بدعة يكفر بها ومالم يتحقق من إمامته مفسداً لصلاته في اعتقاده. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في الأحق بالامامة'': ص: ۳۰۴، شیخ الہند دیوبند)

من أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر...... ويخاف عليه إذا شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها مايتعلق بالعلم والعلماء'': ج ۲، ص: ۲۸۲، زکریا دیوبند)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المؤمن فسوق وقتاله كفر. (أخرجه أحمد بن حنبل في مسنده، مسند عبد الله بن مسعود: ج ۷، ص: ۲۳، رقم: ۴۱۷۸)

بچہ فارغ ہوتا ہے اس کو تراویح میں قرآن سنانے لگاتے ہیں، کیا اس امام کو ہدیہ لینا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان مسجد، مدینہ مسجد، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: ہدیہ سے آپ کی مراد کیا ہے؟ اگر ہدیہ سے مراد یہ ہے کہ ختم قرآن پر تراویح سنانے والے کو کچھ رقم دی جاتی ہے تو وہ اجرت جائز نہیں ہے [۱]، اگر منشاء سوال مطلق ہدیہ ہے، تو وہ جائز ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸:۶/۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

لاعلمی میں منکوحہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

(۲۵۲) **سوال:** اگر ایک شخص نے غیر مطلقہ عورت کا نکاح پڑھایا، یعنی زوجین میں اختلافات کی وجہ سے حالات اتنے کشیدہ ہوئے کہ مقدمہ بازی ہوگئی، لڑکی والوں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اس نکاح کا پڑھانے والا امام مسجد ہے اور اس کے علم میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ یہ عورت شادی شدہ غیر مطلقہ ہے، تو اس امام صاحب کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ضمیر احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نکاح پڑھانے والے امام صاحب کے علم میں نہیں

---

(۱) فالحاصل أن ماشاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لايجوز لأنه فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل إلى المستاجر، ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا، إنا لله وإنا إليه راجعون. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الإجارة: باب الإجارة الفاسدة'': ج۶، ص:۵۶، مكتبة زكريا ديوبند)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تهادوا فإن الهدية تذهب وحر الصدر ولا تحقرن جارة لجارتها ولو بشق فرسن شاة. (أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الولاء والهبة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: حث النبي صلى الله عليه وسلم على التهادي'': ج۲، ص:۳۴، رقم:۲۱۳۰)

تھا کہ عورت منکوحہ غیر مطلقہ ہے اور اس نے نکاح پڑھا دیا، تو وہ گنہگار نہیں ہوگا اس کی امامت درست ہے؛ لیکن جب اس کے علم میں آگیا تو اس پر ضروری ہے کہ اس بارے میں اعلان کر دے کہ وہ نکاح صحیح نہیں ہوا؛(۱) مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان دونوں مرد وعورت کو ملنے نہ دیں اور زنا کاری سے بچائیں۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۴/۴:۱۴۰۸)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

مسلک شافعی کے دلائل کو قوی سمجھنے والے کی امامت:

(۲۵۳) **سوال:** اگر کوئی شخص اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ مسلک شافعی کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور وہ حنفی ہی ہو، تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: اعجاز الحسن، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے شخص کی تقلید ناقص اور کمزور کہلائے گی، تاہم دوسروں کو چاہیے کہ اس کو حنفی دلائل سمجھائیں تاکہ یہ کمزوری دور ہو جائے اور وہ شخص مضبوط مقلد بن جائے۔ اور خواہش نفسانی سے بچے، اس کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۱/۱:۱۴۰۸ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) لا يجوز لرجل أن يتزوج زوجة غيره و كذلك المعتدة، كذا في السراج الوهاج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب النكاح، القسم السادس: المحرمات التي يتعلق بها حق الغير": ج۱، ص:۳۴۶؛ وابن عابدين، رد المحتار، "كتاب النكاح، باب المهر": ج۴، ص:۲۷۴)

(۲) من رأى منكم منكراً فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان. (أخرجه مسلم في سننه، "كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان": ج۱، ص:۵۱، رقم:۴۹)

(۳) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

معاشی ضروریات پوری کرنے کی نیت سے امامت کرنے والے کا حکم:

(۲۵۴) **سوال:** جس امام نے صراحتاً لوگوں سے کہہ دیا کہ میں ثواب وغیرہ کی غرض سے امامت کی ذمہ داری نہیں نبھا رہا ہوں، بلکہ اپنی معاشی پریشانیوں کو دور کرنے کی غرض سے امامت کرتا ہوں کیا ایسے امام کی اقتداء کرنا درست ہے؟ کیا ان نمازوں کا لوٹانا ضروری ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شہاب الدین، بیگوسرائے

الجواب وباللہ التوفیق: اصل مذہب یہ ہے کہ کسی طاعت مقصودہ پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، مگر جن طاعات میں دوام یا پابندی کی ضرورت ہے اور وہ شعار دین میں سے ہیں کہ ان کے بند کرنے یا بند ہونے سے اخلال دین لازم آتا ہو اور کوئی دلجمعی سے اپنے حالات کی وجہ سے انجام نہیں دے سکتا تو ایسے امور کو متأخرین فقہاء نے اس کلیہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

پس امامت بھی اس میں سے ہے۔ اور امامت کی اجرت لینے پر بلاشبہ فتویٰ جواز کا ہے؛ اس لیے امام مذکورہ کا قول قابل گرفت نہیں اس کی امامت درست ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲/۱:۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مِنكُمْ ج﴾ (سورة النساء:۵۹)

يكونون في وقت يقلدون من يفسد النكاح وفي وقت من يصححه بحسب الغرض والهوى، ومثل هذا لا يجوز باتفاق الأمة. (ابن تيمية، الفتاوىٰ الكبرىٰ: ج۳، ص:۲۰۴)

(۱) قال في الهداية: وبعض مشائخنا استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ..... وزاد في متن المجمع الإمامة، ومثله في متن الملتقى ودرر البحار. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على الطاعات": ج۹، ص:۷۶)

ويفتى اليوم بالجواز أي بجواز أخذ الأجرة على الإمامة وتعليم القرآن والفقه. (محمد بن سليمان آفندي، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسده": ج۲، ص:۳۸۴)

فی سبیل اللہ نماز پڑھانے والے پر شرائط عائد کرنا:

(۲۵۵) **سوال:** ایک حافظ صاحب بغرض امامت مسجد میں پہونچے، حافظ صاحب نے فی سبیل اللہ کی نیت کر کے امامت شروع کر دی اور کوئی مطالبہ نہیں رکھا (اس لیے کہ سب کو معلوم ہی ہے کہ مصلانہ دیا جاتا ہے) البتہ یہ شرط رکھی کہ میں جمعہ کے بعد گھر جاؤں گا اور ہفتہ اتوار کو آؤں گا اس وقت سب نے منظور کر لیا تھا، بعد میں لوگوں نے اعتراض کیا تو ان کا اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی نسیم احمد، سہارنپوری

الجواب وباللہ التوفیق: امام ومؤذن کو اس طرح فی سبیل اللہ نماز پڑھانا جائز اور باعث اجر وثواب ہے؛ مگر اس صورت میں وہ کسی معاہدہ کے پابند نہیں ہوں گے؛ کیوں کہ وہ تنخواہ دار نہیں ہیں (تنخواہ نقد ہو یا بطور مصلانہ ہو) بعض دفعہ بوقت مصلانہ نزاع پیدا ہوتا ہے؛ لہٰذا ایسا اجارہ فاسد ہے، جائز نہیں ہے؛ پس مذکورہ امام اگر نماز فی سبیل اللہ پڑھاتے ہیں تو وہ آپ کی شرطوں کے شرعاً پابند نہیں ہیں؛ اس لیے اگر ان سے کوئی کمی بھی ہو جائے تو شرعاً ان سے مؤاخذہ نہ کیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۳/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فاسق کو امامت کے عہدہ پر برقرار رکھنے والے کا حکم:

(۲۵۶) **سوال:** ایک شخص فاسق ہے جو متولی ایسے شخص کو امام عیدین رکھے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نور عالم، ہریدوار

---

(۱) هذا وفي القنية من باب الإمامة إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرساتيق أسبوعا أو نحوه أو لمصيبة أو لاستراحة لا بأس به، ومثله عفو في العادة والشرع. اهـ. وهذا مبني على القول بأن خروجه أقل من خمسة عشر يوما بلا عذر شرعي لا يسقط معلومه. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الوقف، فيما إذا قبض المعلوم وغاب قبل تمام السنة": ج ٦، ص: ٦٣٠)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کو امامت پر نہ رکھنا چاہیے ایسے شخص کو ایسے عہدوں پر فائز رکھنا بھی جائز نہیں ہے، فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کی مدد ''اعانت علی المعصیۃ'' ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۳/۱۴۱۵ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مقتدیوں کی ناراضگی کے بعد امامت کرنا کیسا ہے؟

(۲۵۷) **سوال:** ایک دو مقتدی ناراضگی کی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، دوسرے حضرات ان کو سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں مانتے تو اس امام کے لیے امامت کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری فیاض، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ ناراضگی اگر کسی غیر شرعی عمل کی وجہ سے ہو تو امام کو چاہیے کہ اس غیر شرعی عمل کو ترک کردے اور اگر ذاتی اغراض کی بنا پر ناراضگی ہو تو ان کی ناراضگی سے امامت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے؛ تاہم نرم انداز میں، خوش اسلوبی کے ساتھ ان کو سمجھانے کی

---

(۱) وذكر الشارح وغيره أن الفاسق إذا تعذر منعه يصلي الجمعة خلفه وفي غيرها ينتقل إلى مسجد آخر، وعلل له في المعراج بأن في غير الجمعة يجد إماما غيره. (ابن نجيم، البحرائق، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ج۱، ص:۳۷۰)

وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع إلخ) قال الرملي: ذكر الحلبي في شرح منية المصلي أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (أيضاً)

(ويكره) (إمامة عبد) (وأعرابي) (وفاسق وأعمى) (ومبتدع) أي صاحب بدعة...... وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة،...... أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع لحديث، من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۸)

کوشش کی جائے؛ تاکہ آپسی ناراضگی دور ہو جائے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۵: ۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام صاحب کے تعاون کے لیے چندہ کرنا:

(۲۵۸) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب امامت کے لیے ملازم ہیں، پھر بھی منتظمین حضرات رمضان میں چندہ کر کے بطور انعام ان کی مدد کرتے ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابرار احمد، بھوپال

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے یہاں مسجد کے امام ومؤذن کی تنخواہ عموماً بقدر کفایت ہوتی ہے، رمضان اور عید کی مناسبت سے اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور عموماً تنخواہ ناکافی ہوتی ہے؛ اس لیے اگر باہمی مشورہ سے رمضان کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے یا بارہ مہینہ کی جگہ تیرہ مہینہ کی

---

(۱) نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم (قوله نظام الألفة) بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلات بين الجيران. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۲،ص:۲۸۷)

أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره، هكذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۴)

(ولو أم قوما وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريما لحديث أبي داود لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون، (وإن هو أحق لا) والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)

(وإمام قوم) أي: الإمامة الكبرى، أو إمامة الصلاة (وهم له): وفي نسخة: لها، أي الإمامة (كارهون) أي: لمعنى مذموم في الشرع، وإن كرهوا لخلاف ذلك، فالعيب عليهم ولا كراهة، قال ابن الملك، أي كارهون لبدعته أو فسقه أو جهله، أما إذا كان بينه وبينهم كراهة وعداوة بسبب أمر دنيوي، فلا يكون له هذا الحكم. في شرح السنة قيل: المراد إمام ظالم، وأما من أقام السنة فاللوم على من كرهه، وقيل: هو إمام الصلاة وليس من أهلها، فيتغلب فإن كان مستحقا لها فاللوم على من كرهه، قال أحمد: إذا كرهه واحد أو إثنان أو ثلاثة، فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة. (رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب): قال ابن حجر: هذا حديث حسن غريب. (ملاعلي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني": ج۳،ص:۱۷۹، رقم:۱۱۲۲)

تنخواہ دی جائے اوراس کوضابطہ بنادیا جائے تو بہتر اور پسندیدہ عمل ہے۔ اسی طرح اگر باہمی مشورہ سے رمضان میں چندہ کر کے امام صاحب کو بطور تعاون کچھ دیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ مستحسن عمل ہے۔ ائمہ اور مؤذنین ہمارے دینی خدمت گار ہیں جو ہماری نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کا تعاون کرنا ان کے نماز میں خشوع وخضوع کا سبب ہوگا اوراس کے اثرات پوری مسجد کے لوگوں کو محسوس ہوں گے۔

''إن الله في عون العبد ما كان الحرم في عون أخيه''(۱)

''من يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة''(۲)

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلمون على شروطهم''(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۵/۵/۱۴۴۱ھ)

نس بندی کی ترغیب دینے والے کی امامت:

(۲۵۹) **سوال:** ایک آدمی گورمنٹ کا ملازم ہے اپنے گاؤں میں نس بندی کیمپ لگوا کر لوگوں کو نس بندی کی ترغیب دیتا ہے سوال یہ ہے نس بندی کروانا اوراس پر اپنی ملازمت سے زائد اس کام کا کمیشن وصول کرنا درست ہے یا نہیں؟ ایسا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمود احمد، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص اگر واقعی طور پر ایسا ہی ہے اوراس کے مذکورہ حالات ہیں، تو وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہوکر فاسق ہوگیا اور امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہے، دیندار شخص کو

(۱) المعجم الأوسط للطبراني، ''من اسمه محمد'': رقم: ۵۶۶۵.

(۲) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''أبواب الصدقات، باب إنظار المعسر'': ج۱، ص: ۱۷۴، رقم: ۲۴۱۷.

(۳) أخرجه أبي داود، في سننه، ''كتاب القضاء، باب في الصلح'': ج۲، ص: ۵۰۵، رقم: ۳۵۹۴.

امام بنانا چاہیے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۶/۷/۱۴۱۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مقتدی اگر امام کو برا بھلا کہے، تو اس کی اقتداء درست ہوگی یا نہیں؟

(۲۶۰) **سوال:** اگر مقتدی امام یا اس کی اولاد کو برا کہے اور گالیاں دے تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے ادا ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ظفر احمد، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام کا احترام لازم ہے جس نے ان کی شان میں گستاخی کی ہے وہ معافی مانگیں اور اللہ سے استغفار کریں، بہر صورت اس کی نماز امام کی اقتداء میں درست ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۸/۴/۱۴۱۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویکرہ تقدیم العبد...... والفاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه، ش: فیردد فیه الناس وفیه تقلیل الجماعة ...... وفي المحیط: لو صلی خلف فاسق أو مبتدع یکون محرزاً ثواب الجماعة لقوله علیه السلام: صلوا خلف کل بر وفاجر. (العیني، البنایة شرح الهدایة، ”کتاب الصلاة: باب في الإمامة“: ج ۲، ص: ۳۳۳، مکتبہ نعیمیہ دیوبند)

(قوله وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة المراد من یرتکب الکبائر. (ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۹۸)

(۲) ولذا قال في العقائد النسفیة: والمسلمون لا بد لهم من إمام یقوم بتنفیذ أحکامهم وإقامة حدود هم الخ. (ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الکبری“: ج ۲، ص: ۲۸۰)

وبیان ذلك أن الإمام لا یصیر إماماً إلا إذا ربط المقتدي صلاته بصلاته فنفس هذا الارتباط هو حیقیقة الإمامة“ (أیضًا: ص: ۲۸۴)

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حانث کے یہاں کا کھانا کھانے سے امام بھی حانث ہوگا یا نہیں؟

(۲۶۱) **سوال:** کشمیر میں ایک رواج ہے کہ جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو چوتھے روز میت کے گھر والے تمام محلہ والوں کے لیے کھانا بناتے ہیں اس پر بعض لوگوں نے قسم کھائی کہ دال سبزی ہی پکائیں گے بعض نے کہا کہ گوشت بنائیں گے پھر قسم کھانے والوں کے یہاں امام صاحب کھانا کھانے گئے؛ جب کہ اس موقع پر ان لوگوں نے اپنی قسم کے خلاف کھانا بنایا تھا، تو کیا امام صاحب بھی کھانے میں شریک ہونے کی وجہ سے حانث ہوں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جب امام صاحب نے قسم ہی نہیں کھائی تو حانث ہونے کا کیا مطلب، نہ وہ حانث ہوئے اور نہ کفارہ ان پر لازم ہے ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے اور مذکورہ رسوم واجب الترک ہیں امام کو بھی احتیاط لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۴/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لأن مبني الإمامة على الفضيلة ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤم غيره ولا يؤمه غيره. (بدائع الصنائع، ”كتاب الصلاة: بيان من يصلح الإمامة“: ج۱،ص:۳۸۶، زکریا دیوبند)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المؤمن فسوق وقتاله كفر. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، مسند عبد الله بن مسعود: ج۷، ص:۲۳، رقم:۴۱۷۸)

وعن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يكون المؤمن لعاناً وفي رواية لا ينبغي للمؤمن أن يكون لعاناً. (أخرجه الترمذي في سننه، ”أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في اللعن وامطعن“: ج۲، ص:۲۲، رقم:۲۰۱۹)

(۱) وكذلك إذا ترك ما لا بأس به حذرا مما به البأس فذلك من أوصاف المتقين وكتارك المتشابه حذراً من الوقوع في الحرام واستبراء للدين والعرض الخ. (الشاطبي، الاعتصام، ”فصل البدعة التركية“: ج۱، ص:۵۸)

امام کا ہدیہ قبول کرنا:

(۲۶۲) **سوال:** زید مسجد کا امام ہے وہاں کے مقتدی دوسرے شہر میں ملازم ہیں وہ مسجد کے چندے وغیرہ کے لیے ان کے پاس جاتا ہے، تو وہ لوگ چندہ بھی دیتے ہیں اور بخوشی اپنے امام کو بطور ہدیہ وتحفہ سامان کپڑے دیتے ہیں تو یہ زید کے لیے لینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقدوس، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر محض ہدیہ وتحفہ ہو تو قبول کیے جانے کی گنجائش ہے تاہم انتہائی احتیاط لازم ہے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴/۴/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مدرس کی طرح امام کی بھی تعطیل ہونی چاہئے یا نہیں؟

(۲۶۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح مدارس میں مدرس کی چھٹی ہوتی ہے امامت میں کوئی چھٹی نہیں ہوتی کیا سچ ہے؟ کیا امام کو بھی مدرس کی طرح چھٹی ملنی چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالکریم، قیامپور

الجواب وباللہ التوفیق: مدارس اور مساجد کے ذمہ داروں پر ضروری ہے کہ امام ومدرسین کی سہولیات کے پیش نظر ان کے لیے تعطیلات اتفاقی وبیماری ضرور مقرر فرمائیں اور جو حقوق ان کے ذمہ ہیں (بیوی کے حقوق بچوں کے اور والدین کے حقوق) ان کو ادا کرنے کا موقعہ فراہم

---

(۱) وسببها إرادة الخير للواهب قال صلى الله عليه وسلم: تهادوا تحابوا. وشرائط صحتها في الواهب العقل والبلوغ والملك. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الهبة“: ج ۵، ص: ۶۸۷، سعيد)

کریں تاکہ ان تعطیل کے ایام میں وہ ان کے حقوق ادا کرسکیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۲/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام کی تنخواہ مقرر کرنا کیسا ہے؟

(۲۶۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام کی تنخواہ مقرر کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: امامت عبادت ہے اور عبادت پر اجرت فقہاء متقدمین کے نزدیک ناجائز ہے؛ اس لیے کہ طاعت پر اجرت لینا درست نہیں ہے، لیکن حضرات متاخرین نے طاعت پر اجرت کو ضرورتاً جائز قرار دیا ہے، کیوں کہ پہلے بیت المال سے دینی خدمت گاروں کو وظیفہ دیا جاتا تھا، اب بیت المال اور اوقاف کے نظام ختم ہوجانے کی وجہ سے وظیفہ نہیں دیا جاتا ہے اب اگر دینی خدمت گاروں کو تنخواہ نہیں دی گئی تو جمعہ وجماعت کا نظام متاثر ہوجائے گا، اس لیے امام کی تنخواہ مقرر کرنا درست ہے، دین کی بقاء اور آبیاری اس سے ہوتی ہے، اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے

---

(۱) وينبغي إلحاقه ببطالة القاضي، واختلفوا فيها والأصح أنه يأخذ؛ لأنها للاستراحة، وفي الشامي بحثاً: فحيث كانت البطالة معروفة في يوم الثلاثاء والجمعة وفي رمضان والعيدين يحل الأخذ. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدرالمختار، ”كتاب الوقف:مطلب في استحقاق القاضي والمدرس الوظيفة في يوم البطالة“: ج٦،ص:٥٦٨،٥٦٧، زكريا)

ومنها البطالة في المدارس كأيام الأعياد ويوم عاشوراء وشهر رمضان في درس الفقه لم أرها صريحة في كلامهم، والمسئلة على وجهين: فإن كانت مشروطة لم يسقط من المعلوم شيء. وإلا فينبغي أن يلحق ببطالة القاضي وقد اختلفوا في أخذ القاضي مارتب له......في يوم بطالة فقال في المحيط:إنه يأخذ في يوم البطالة.(ابن نجيم، شرح الأشباه والنظائر، ”الفن الأول في القواعد، القاعدة السادسة“:ص:٢٧٢؛ وكذا في الدر المختار، ”كتاب الوقف:مطلب في استحقاق القاضي والمدرس الوظيفة في يوم البطالة“:ج٦،ص:٥٦٧)

اور تنخواہ لینے کی وجہ ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔

''إن المتقدمين منعوا أخذ الأجرة على الطاعات وأفتى المتأخرون بجواز التعليم والإمامة كان مذهب المتأخرين هو المفتى به''(۱)

''ويفتى اليوم بصحتها أي الإجارة على تعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان''(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۶/۱۴۴۲ھ)

امام کے تاخیر کرنے کی صورت میں کتنی دیر تک انتظار کریں؟

(۲۶۵) **سوال:** اگر امام تاخیر کے ساتھ نماز پڑھانے کے لیے آئے، تو مقتدی کتنی دیر تک امام کا انتظار کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر سیفی، بلند شہر

الجواب وبا اللہ التوفیق: امام کو مقررہ وقت پر حاضر رہنا ضروری ہے، منٹ، دو منٹ انتظار کرنے کی گنجائش ہے، اگر اس سے زائد کی تاخیر کرے، تو دوسرا شخص نماز پڑھا دے اور امام تاخیر کی وجہ سے قصوروار ٹھرایا جائے گا، لیکن اگر کبھی کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہو جائے، تو قصوروار نہیں ہوگا۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الوقف: مطلب في استحقاق القاضي والمدرس الوظيفة في يوم البطالة'': ج ۶، ص: ۵۶۸.

(۲) أيضًا: .

(۳) فلو انتظر قبل الصلاة ففي أذان البزازية لو انتظر الإقامة ليدرك الفاسق الجماعة يجوز لواحد بعد الاجتماع لا إلا إذا كان داعراً شريراً......إن عرفه وإلا فلا بأس بهو لفظه لا بأس تقيد في الغالب أن تركه أفضل....... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.......

جیل گئے ہوئے امام کی امامت:

(۲۶۶)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد کے امام وخطیب چالیس سال سے منصب امامت وخطابت پر فائز ہیں گزشتہ چند ماہ قبل شہر کی ایک کمپنی پر دھوکہ دہی کا الزام لگا اور کمپنی بند ہوگئی اس کمپنی کے تعاون کا ریاست اور بیرون ریاست کے کئی علماء اور ائمہ پر الزام لگا جس میں ہمارے امام صاحب بھی شامل ہیں، نتیجتاً امام صاحب کو 3 ماہ سے 4 ماہ حراست میں رہنا پڑا اب رہائی کے بعد امام صاحب کی امامت وخطابت کا کیا حکم ہے؟ از روئے شرع واضح فرما کر ممنون فرمائیں۔ واضح رہے کہ یہ صرف الزام ہے اور عدالتی سماعت کا ابھی آغاز نہیں ہوا ہے مصلیان کی اکثریت امام صاحب ہی کو منصب امامت وخطابت پر دیکھنا چاہتی ہے چند ایسے لوگوں کے مطالبہ پر جن کی اکثریت غیر مصلیوں کی ہے کمیٹی کا امام صاحب کو امامت وخطابت سے روکنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالباسط، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب جس نے چالیس سال خدمت انجام دی ہے اور بظاہر لوگوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تو محض اس بنیاد پر کہ انہوں نے ایک دھوکہ باز کمپنی کا ساتھ دیا تھا امامت سے برطرف کرنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اولاً امام صاحب پر الزام ثابت نہیں ہے اور اگر الزام ثابت ہو جائے، تو امام صاحب نے دھوکہ باز کمپنی کا ساتھ جان بوجھ کر نہیں دیا ہوگا وہ یہی سمجھتے ہوں گے کہ کمپنی صحیح ہے؛ اس لیے اس کا ساتھ دیا ہوگا؛ اس لیے امام صاحب امامت وخطابت کر سکتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۷/۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......... فالحاصل أن التأخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي'': ج ۲، ص: ۱۹۸)

(۱) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وقف بورڈ کے وظیفہ وجہ سے کمیٹی کا امام کی تنخواہ بند کردینا:

(۲۶۷) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید اور خالد ایک مسجد میں امام ومؤذن ہیں ان دونوں کو پہلے تنخواہ کمیٹی سے ملتی تھی؛ لیکن اب دہلی وقف بورڈ کی جانب سے امام مؤذن کو وظیفہ مل رہا ہے، کمیٹی والوں نے مسجد سے تنخواہ دینا بند کردیا ہے، تو سوال یہ ہے کہ تنخواہ نہ دینا کیسا ہے؟ اور امام ومؤذن کی تنخواہ کے پیسے کو مسجد کے تعمیری کام میں لانا کیسا ہے؟ اور وقف بورڈ دہلی کی جانب سے جو امام اور مؤذن کو وظیفہ مل رہا ہے اس میں سے بھی کچھ روپئے روک کر مسجد کے تعمیری کام میں لانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اصغر علی، نریلا دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے امام ومؤذن کو پہلے اوقاف سے ہی وظیفہ ملتا تھا لیکن جب اوقاف کا نظام معطل ہوگیا، تو لوگوں نے اپنے طور پر امام ومؤذن کے وظیفہ کا انتظام کیا اب جب کہ اوقاف سے دہلی میں تنخواہ بحال ہوگئی ہے؛ اس لیے اگر مسجد کمیٹی والے تنخواہ نہ دیں تو کوئی غلط نہیں ہے؛ اس لیے کہ امام ومؤذن کو وظیفہ ملنا چاہیے، چاہے کمیٹی دے یا وقف بورڈ دے۔

مسجد میں امام ومؤذن کے نام پر پہلے جو پیسہ جمع ہوتا تھا، اگر اس پیسے کو مسجد کمیٹی تعمیر میں لگاتی ہے، تو یہ عمل درست ہے۔

وقف بورڈ سے مسجد کے امام ومؤذن کو جو وظیفہ مل رہا ہے اس میں سے کچھ کمیٹی والوں کا لے لینا اور تعمیر میں لگانا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ امام ومؤذن مصالح مسجد میں سب سے مقدم ہیں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾ (سورة الحجرات:٦)

قوله تعالىٰ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾ لدلائل قد قامت عليه فثبت أن مراد الآية في الشهادات والزام الحقوق أو إتيان أحكام الدين والفسق السني ليست من جهة الدين والاعتقاد. (أحمد بن علي ابوبكر الرازي الجصاص الحنفي، أحكام القرآن، ج٢،ص:٢٧٩)

قال في البحر: واستفيد من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظيفة في وقف بغير جنحة وعدم أهلية. (الحصكفي، الدر المختار، ”كتاب الوقف، مطلب لايصح عزل صاحب وظيفة بلاجنحة أو عدم أهلية“: ج٦،ص:٥٨١)

پہلے ان کی ضرورت پوری کی جائے گی تعمیری ضرورت اس کے بعد ہے۔ کمیٹی کا یہ عمل اس لیے بھی درست نہیں ہے کہ یہ پیسے امام ومؤذن کی تنخواہ کے نام پر آ رہے ہیں؛ اس لیے دوسرے مصرف میں استعمال میں لانا کیوں کر درست ہوگا؟

’’وتقطع الجهات للعمارة إن لم يخف ضرر بين فتح، فإن خيف كإمام وخطيب وفراش قدموافيعطى المشروط لهم–ويدخل في وقف المصالح قيم ... إمام خطيب والمؤذن يعبر‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۲/۱۶: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

جس امام پر زکوۃ کے غبن کا الزام ہو:

(۲۶۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان کرام مسائل ذیل کے بارے میں:

دہلی کے ایک علاقہ کی جامع مسجد کا جو قضیہ چل رہا ہے وہ آپ کو معلوم ہے، فتویٰ آچکا ہے۔

مگر عوام الناس کی جہالت کی بنیاد پر ایک مرتبہ آپ حضرات کو دوبارہ زحمت دی جارہی ہے کہ امام اور کمیٹی اور عوام الناس کے درمیان حکمیت قائم ہو سکے۔

درپیش مسائل بے چینی اور بے قراری کا سبب بنے ہوئے ہیں، مسجد کی کمیٹی والوں نے اس مسئلہ کو سلجھانے کے لیے دو عالموں کو مدعو کیا تاکہ بات کسی ٹھکانے لگے، اول عالم دین محمد شمیم صاحب امام مدینہ مسجد جعفرا آباد دہلی، دوم مجیب اللہ صالح امام پارلیمنٹ اسٹریٹ دہلی دونوں حضرات کی آمد ہوئی اور ان صاحبان کو دار العلوم وقف دیوبند یوپی اور مدرسہ امینیہ دہلی کا فتویٰ

(۱) ويبدأ من غلته بعمارة ثم ماهو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذلك إلى آخر المصالح، وتمامه في البحر. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الوقف، مطلب يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها‘‘: ج۶، ص: ۵۶۰، دار الفکر، بیروت)

مطالعہ کے لیے دیا گیا دونوں حضرات نے مطالعہ کیا اب عوام الناس کے درمیان بحیثیت حکم مستحکم یہ کہا کہ امام صاحب نے توبہ کرلی ہے؛ لہٰذا اب یہ معاملہ ان کے اور اللہ کے درمیان ٹھہرا اور ان کی امامت درست ہے نماز ہوجائے گی۔

مگر عوام الناس میں سے کچھ افراد ایسے ہیں کہ جن کو تفشی نہ ہوئی ان کے کچھ اشکالات درج ذیل ہیں (۱) آیا اس طرح توبہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ (۲) توبہ کی اصل حقیقت کیا ہے؟ (۳) قرآن وحدیث کے اعتبار سے ان کی امامت مکروہ تحریمی قرار پائی، تو اب اس صورت میں ان لوگوں کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ (۴) اور اب لوگوں کی زکوٰۃ فطرات اور صدقات اور قربانی کی رقم کی ادائیگی کا کیا ہوگا؟ کیا خرد برد کرنے والے کو ان تمام رقومات کی ادائیگی کرنی ہوگی؟ (۵) قرآن وحدیث کی روشنی میں دیے گئے فتاویٰ کو جو حضرات نہ مانیں ان کے موافق عمل نہ کریں، تو ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کی کیا رائے ہے اور ان قاضیوں کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اہل اندرلوک

الجواب وباللہ التوفیق: دوبارہ سوال نامہ بھی کسی ایک فریق کا معلوم ہوتا ہے، اگر یہ واقعہ صحیح ہے، تو دونوں فریق کے بیانات درج ہونے چاہئیں۔

دوسری بات: حکم اور فیصل طے کرنے سے پہلے آپسی رضامندی سے کسی کو حکم بنانا چاہیے تھا، پھر حکم کی بات کو قبول کرنی چاہئے، اگر ایسا نہیں ہوگا، تو کبھی بھی مسئلے کا حل نہیں نکل سکے گا، تیسری بات یہ کہ اب بھی واقعہ کی صداقت کی کوئی عملی دلیل نہیں ہے؛ اس لیے نفس واقعہ پر ہم کوئی رائے نہیں ظاہر کرسکتے ہیں، تاہم جو سوالات کیے گئے ہیں ان کے جوابات ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) توبہ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اپنے گناہوں سے معافی طلب کرنا اور اطاعت پر جمنا ہے۔ توبہ کی حقیقت میں چار چیزیں داخل ہیں: (۱) گناہ پر دل میں ندامت ہو (۲) فوری طور پر گناہ کو ترک کرے (۳) اور پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ یہ گناہ نہیں کرے گا، چناں چہ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں ''هي الندم بالقلب وترك المعصية في الحال والعزم على أن لا يعود

إلی مثلها وأن یکون ذلك حیاء من الله''[۱] (۴) اگراس گناہ کاتعلق حقوق العباد سے یا حقوق اللہ سے اس کی تلافی کرنا۔ مثلاً اگر نماز چھوڑی ہیں، تو توبہ کے ساتھ ان نمازوں کی قضاء کرے تب توبہ کی تکمیل ہوگی۔ [۲] اگر روزہ چھوڑا ہے، تو توبہ کے بعد روزے کی قضاء کرے تب توبہ کی تکمیل ہوگی۔ اسی طرح اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو، تو اس کی تلافی ہر حال میں کرے، مثلاً کسی کا مال لیا ہے، تو وہ مال واپس کرے، کسی کی غیبت کی ہے، تو محض توبہ سے غیبت کے گناہ معاف نہیں ہوں گے؛ بلکہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی مانگے، غرض کہ حقوق کی مکمل تلافی کرے اور جس کا جوحق ہے اس کوادا کرے۔

(۲) جو امام خائن یا فاسق ہو، تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، [۳]لیکن اگر اس نے نماز پڑھائی، تو نماز ہوگئی ان نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ امام کے لیے امامت کرنا مکروہ ہے لیکن نماز ادا ہوجاتی ہے۔ نماز نیک اور فاسق ہر ایک کے پیچھے درست ہوجاتی ہے حدیث ''صلو کل بر وفاجر''[۴]

(۴) زکوٰۃ کے سلسلے میں جواب دے دیا گیا تھا اگر وصول کرنے والے نے زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں استعمال نہیں کیا، تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور وصول کرنے والا اس کا ذمہ دار ہوگا۔[۵]

(۵) فتوی حکم شرعی کا نام ہے یعنی مفتی سوال کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا حکم بتاتا ہے اس پر عمل کرنا اس کی دینی ذمہ داری ہوتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران قاسمی گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) تفسیر قرطبي: ج۵،ص:۹۱.

(۲) عن أنس بن مالك -رضی اللہ عنه- أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من نسي صلاة فلیصلها إذا ذکرها لا کفارة لها إلا ذلك، قال قتادة! وأقم الصلاة لذکري. (أخرجه مسلم في صحیحه، ''کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة'': ج۱،ص:۵۸،رقم:۶۸۴) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کی تقریر سے لوگوں کی نمازوں میں خلل ہونا:

(۲۶۹) سوال: ایک امام صاحب اذان کے چند منٹ بعد ممبر پر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنا بیان روزانہ شروع کر دیتے ہیں، یہ بیان دین سے وابستہ ہوتا ہے اگر کوئی نمازی صلوٰۃ التسبیح پڑھتا ہو تو اور بھی خلل ہوتا ہے یہ معمول امام صاحب کا روزانہ کا ہے اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد شمیم، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: وعظ ونصیحت اور دینی باتیں بتلانا بہت اچھا عمل ہے؛ لیکن اس کے لیے بھی مستحسن اور مفید طریقہ ہی کو اختیار کرنا چاہئے، مسجد میں روزانہ اس انداز پر وعظ کرنا درست نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کو نماز پڑھنے میں پریشانی اور خلل ہو نیز روزانہ کے اس انداز سے لوگ اُکتا جاتے ہیں اور پھر وعظ کا اثر بھی نہیں ہوتا، اس لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھی وعظ کیا جائے اور اس کا خیال رکھا جائے کہ نمازوں میں خلل نہ پڑے نیز صلوٰۃ التسبیح وغیرہ اور دیگر نوافل کا اہتمام گھروں میں کرنا افضل ہے۔

’’صلوا أیها الناس في بیوتکم فإن أفضل الصلاة صلاة المرء في بیته إلا المکتوبة‘‘(۱)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ما یقضی بین الناس یوم القیامة في الدماء وظواهر الحدیث دالة علی أن الذي یقع أولاً المحاسبة علی حقوق اللّٰہ تعالیٰ قبل حقوق العباد. (ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة:‘‘ ج۲،ص:۷)

(۳) ویکره تقدیم الفاسق أیضاً لتساهله في الأمور الدینیة فلا یؤمن من تقصیره في الإتیان بالشرائط. (إبراهیم الحلبي، حلبي کبیر، ’’کتاب الصلاة، باب الإمامة‘‘:ص:۳۱۷، دار الکتاب)

(۴) ملا علي قاري، عمدة القاري شرح البخاري: ج۱۱،ص:۴۸.

(۵) ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورة التوبه:۶۰)

توخذ من أغنیائهم فترد علی فقرائهم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، ’’کتاب الزکاة، باب من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول‘‘: ج۴،ص:۲۲۴، رقم:۱۷۷۲)

(۱) أخرجه البخاري في صحیحه، ’’کتاب الصلاة، باب صلوٰة اللیل‘‘: ج۱،ص:۲۵۲، رقم:۶۹۸.

"مثل البیت الذي یذکر اللّٰہ فیه والبیت الذي لا یذکر فیه مثل الحي والمیت"(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۹/۷/۱۴۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بریلوی مقتدیوں کو مانوس کرنے کے لیے امام تیجہ وغیرہ میں شرکت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲۷۰) **سوال:** زید مسجد میں امامت کرتا ہے اور کچھ مقتدی حضرات مبتدع ہیں، کیا امام صاحب ان کے تیجہ، دسویں وغیرہ میں شریک ہوسکتا ہے تاکہ وہ مانوس ہوکر ہماری صحیح بات مطابق سنت کو مانیں اور بدعات کو چھوڑ دیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سلطان احمد، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان کا فرض ہے کہ کسی حال میں بھی دین کے احکامات سے روگردانی نہ کرے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں تیجہ وغیرہ غیر شرعی رسومات میں امام کی شرکت جائز نہیں۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۹/۷/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحیحه، ومسلم "کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب صلاة النافلة في بیته": ج۱،ص:۲۶۵،رقم:۷۷۹.

(۲) عن عائشة -رضی اللّٰه عنها- قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا مالیس منه فهو رد. (أخرجه مسلم في صحیحه، "باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور، کتاب الأقضیة": ج۲،ص:۷۷،رقم:۱۷۱۸)

یکره اتخاذ الضیافة من الطعام من أهل المیت لأنه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة، (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، "کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في کراهة الضیافة من أهل البیت": ج۳،ص:۱۴۸)

تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے اجتماعات میں شرکت کرنے والے کی امامت:

(۲۷۱) **سوال:** ایک مسجد کے امام صاحب پابند شریعت اسلامی اخلاق وکردار کے حامل ہیں، ہندوستان کے موجودہ حالات میں تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ان کا تعاون کیا جائے، کچھ مقامی لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا جلیل الرحمٰن، ہاپوڑ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ دونوں جماعتوں کے اجتماعات میں شرکت کرنا جائز ہے اور ایسے امام کی امامت میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے مقامی لوگ اگر بغیر وجہ شرعی کے ان کی امامت کے خلاف ہیں تو وہ عاصی ہیں ان کے کہنے پر عمل جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۵/۷/۱۴۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حلال خوروں کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲۷۲) **سوال:** ایک شخص مسلمان چوہڑوں (خاک روب) کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں یہ برادری آگرہ میں حلال خور کے نام سے مشہور ہے۔ اور جب ان کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے، تو

---

(۱) لو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۸)

كذا في الهندية (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج ۱، ص: ۱۴۴)

کان میں اذان یہ ہی شخص دیتا ہے، تو ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبد الرحمٰن خاں، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: حلال خور برادری اگر مسلمان ہے تو ان کی نماز جنازہ پڑھانا اور ان کے بچوں کے کانوں میں اذان پڑھنا درست ہے خواہ وہ لوگ گناہوں میں مبتلا ہوں [۱] تو ایسی صورت میں اس شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام بننے کے لیے جھگڑنا:

(۲۷۳) **سوال:** ہمارے یہاں لوگ امام بننے کے لیے جھگڑنے میں سوال یہ ہے کہ امام بننے کے لیے جھگڑا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رشید حسن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: امامت کے لیے جھگڑا نہیں کرنا چاہئے اکابر ملت اور سلف صالحین کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے امام بننے سے گریز کیا اور اپنے بجائے ایسے لوگوں کو امامت کے لیے بڑھا دیا کہ جو بزرگی اور تقوے میں ان کے برابر نہیں تھے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۷/۱۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) قوله صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بروفاجر، أخرجه ابن الجوزى في العلل المتناهية. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة": ج۳،ص:۱۰۲)

ويصلي على كل مسلم مات بعد الولادة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت": ج۱،ص:۲۲۴) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ختم قرآن پر ہدیہ لینے والے کی امامت:

(۲۷۴) **سوال:** رمضان المبارک میں بعض حضرات علماء وحفاظ تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں اور روپیہ وغیرہ کا تو لین دین نہیں ہوتا؛ بلکہ مقتدی اور مسجد کے ذمہ دار اپنی طرف سے ان کو بطور ہدیہ اور نذرانہ رقم اور کپڑے پیش کرتے ہیں اس بارے میں تو ہمارے سامنے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح لینا دینا دونوں ناجائز ہے کیوں کہ اس پر اکابرین علماء مفتیان کرام کا فتویٰ کا ماحصل عدم جواز ہے اور دوسرا مسئلہ جو ابھی کچھ دن قبل مونگیر میں سیمینار ہوا اس میں دیوبندی علماء نے حفاظ کو جو نذرانہ اور ہدیہ دیا جاتا ہے اس کی گنجائش لکھی ہے ان دونوں مسئلوں میں کون سا حکم صحیح ہے اور تراویح میں قرآن پاک سنا کر تحفہ، ہدیہ، نذرانہ لینے والوں کی امامت تراویح ودیگر نمازوں میں جائز ہوگی یا نہیں مفصل جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: زبیر احمد، میرٹھی

الجواب وباللہ التوفیق: ختم قرآن پر لین دین کی دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ پہلے سے لینا دینا مقرر کرلیا جائے یا مقرر تو صراحتاً نہ کرے، لیکن اس جگہ پر لین دین کو لازمی و ضروری سمجھا جاتا ہو کہ اگر ایسا نہ ہوا رسوائی بدنامی اور لعن طعن ہو تو ''**المعروف کالمشروط**'' کے قاعدے کے مطابق یہ مقرر ہی کرنا ہوا، ایسی صورت میں یہ لین دین ہدیہ نہ ہو کر اجرت ہو جائے گی خواہ اس کا نام ہدیہ ہی رکھا جائے اور یہ لین دین شرعاً ناجائز ہے اس کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) فإن تساووا فأورعهم، لقوله علیه السلام: من صلی خلف عالم تقي فكأنما صلی خلف نبي. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱، ص: ۳۵۸، زکریا دیوبند)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقیل واجب وقیل سنة. (ابن عابدین، الرد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۹۴، زکریا دیوبند)

﴿یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (سورة الأنفال: ۱)

دوسری صورت یہ ہے کہ لین دین صراحتاً یا رواجاً مقرر نہ ہو یا سنانے والا صراحتاً طے کر دے کہ میں کچھ نہ لوں گا یا مقتدی صراحت کر دے ایسی صورت میں اگر لین دین ہو تو واقعی ہدیہ تحفہ ہی ہے اور اس کے لین دین میں کوئی مضائقہ نہیں اور ایسی صورت میں لینے دینے والے کی امامت بھی بلاشبہ درست ہے۔ (۱)

"كذا صرح به العلامه ابن العابدين في رد المحتار ورسم المفتي والفقهاء الآخرون في الكتب الأخرى"

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۵/۱۴ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فضائل اعمال نہ پڑھنے والے کی امامت:

(۲۷۵) **سوال:** امام صاحب بعد نماز عشاء معارف القرآن پڑھتے ہیں، بعض لوگ سنتے ہیں؛ لیکن بعض اپنے احباب کو بیٹھنے سے منع کرتے ہیں۔ اور خود فضائل اعمال صبح کی نماز کے بعد پڑھتے ہیں، لوگ سنتے ہیں، اکثر نمازی نماز سے فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں؛ نیز امام بھی کثرت مشاغل کی وجہ سے نہیں بیٹھتے ہیں، تو کیا اس صورت میں امام صاحب کو گناہ ہوگا اور جو لوگ اسی وجہ سے بغض کو "البغض في الله" سے ملاتے ہیں اور امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی بتلاتے ہیں وہ حق پر ہیں یا ناحق پر؟

فقط: والسلام
المستفتی: خلیل احمد، ندوی

---

(۱) الهبة عقد مشروع لقوله عليه السلام تهادوا تحابّوا وعلى ذلك انعقد الإجماع. (المرغيناني، الهداية، "كتاب الهبة": ج ۲، ص: ۲۸۳، مکتبہ فیصل دیوبند)

وقال في الشامي: أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه الخ بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۹۸)

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے بعد کتاب پڑھنا یا سننا ضروری نہیں ہے، اس لیے اس میں عدم شرکت کی بناء پر کوئی گناہ نہیں۔ تعلیم دین کے لیے نماز کے بعد کتاب پڑھی جاتی ہے۔ امام صاحب اپنے مقتدیوں کے معیارِ تعلیم اوران کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر کسی کتاب کا انتخاب کریں مشورہ بھی مقتدیوں سے کرلیں تو بہتر ہے۔ جس کتاب کا امام صاحب انتخاب کریں اس میں سب کو شریک ہونا چاہئے اگر کوئی کسی وجہ سے نہ بیٹھ سکے تو اس کو طعنہ دینا ہرگز جائز نہیں ہے اور صرف ان باتوں کی وجہ سے امام صاحب سے اختلاف ''البغض في الله'' میں داخل نہیں، بغیر وجہ شرعی کے کسی عام انسان سے بغض رکھنا جائز نہیں، تو امام صاحب جو قابلِ عزت واحترام ہیں جو پیشوا ہیں ان سے کیسے درست ہوسکتا ہے؟ ہاں ایک نماز کے بعد امام صاحب کوئی کتاب تعلیم دین کے لیے پڑھیں اور دوسرے یا وہی لوگ دوسرے وقت دوسری کتاب حسب ضرورت پڑھیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہمیشہ کے لیے کسی ایک کتاب کو لازم سمجھ لینا بھی اصول تعلیم کے خلاف ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۳/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تنخواہ لینے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(۲۷۶) **سوال:** امام صاحب سے اختلاف صرف اس بنا پر ہے کہ امام صاحب نے اناج کے بجائے تنخواہ متعین کرلی ہے اور مدرسہ کے بجائے صرف مسجد میں رہنے لگے ہیں تو اِس حالت میں جو حضرات ان سے اختلاف رکھتے ہیں ان کی نماز ان کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالرشید، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اختلاف جس بنا پر ہے وہ

---

(۱) فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يطالب أحداً بشيء سوى ماذكرناه وكذلك الخلفاء الراشدون ومن سواهم من الصحابة ومن بعدهم من الصدر الأول، (شرح المهذب، ج۱،ص:۲۴)، دارالفكر.

غیر شرعی اختلاف ہے، اختلاف کرنے والوں کو چاہئے کہ امام وپیشوا کا منصب پہچان کر اختلاف کو ختم کریں اور بغیر وجہ شرعی اختلاف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے ایسے امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۳/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جس سے لوگ بدظن ہوں ایسے شخص کی امامت:

(۲۷۷) **سوال:** ہمارے سابق امام عالم تو نہ تھے، مگر دین دار اور پرہیزگار تھے انہوں نے اپنی زندگی میں عیدین کا امام اپنے فرزند کو مقرر کردیا تھا ہم تمام گاؤں والے کئی سال سے ان کی اقتدا میں عیدین کی نماز ادا کرتے چلے آرہے ہیں یہ نائب امام بھی عالم نہیں ہیں جب کہ ہمارے گاؤں میں بہت سے علماء، حفاظ وقراء موجود ہیں، توان علماء کی موجودگی میں ان کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟ اکثر گاؤں والے ان سے بدظن ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عظمت علی، مقام شیر گھاٹی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ میں گاؤں والے اگر اس امام کی شرعی بناء پر مخالفت کرتے ہیں، تو اس کو چاہئے کہ امامت کو چھوڑ دے، کیوں کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس امام سے نمازی کراہت کرتے ہوں اس کو امامت چھوڑ

---

(۱) رجل أم قوماً وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك وإن هو أحق بالإمامة لايكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱،ص:۱۴۴)

لو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة فيه كره له ذلك تحريماً وإن أحق لا والكراهة عليهم. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۷)

دینی چاہئے اور متولی عیدگاہ کو چاہئے کہ دیندار پرہیزگار امام متعین کریں۔ لیکن اس کے الگ کرنے میں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو، تو حسن تدبیر کے ساتھ ان کو ہٹانے کی کوشش کریں۔ اور جب تک وہ شخص امامت پر باقی رہے اس کی اقتداء میں نماز اداء کرتے رہیں اس کی امامت میں نماز بکراہت ادا ہوجاتی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۱/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وقت کی پابندی نہ کرنے والا امام پوری تنخواہ کا مستحق ہوگا یا نہیں؟

(۲۷۸) **سوال**: ایک شخص امامت کرتا ہے؛ لیکن وقت کی پابندی نہیں کرتا یعنی پانچ نمازوں میں سے دو میں غیر حاضر رہتا ہے تو اس کو پورے مہینہ کی تنخواہ لینا کیسا ہے؟ کسی امام کا ذاتی سامان گم ہوگیا اور بعد نماز اعلان کیا میری فلاں چیز گم ہوگئی اگر کوئی نہ لایا، تو اس کا انجام برا ہوگا، یہ دھمکی دینا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ایوب، امام مسجد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر متولی یا انتظامیہ کمیٹی موجود ہوں اور ان کی طرف سے ضابطہ اور قانون متعین ہے اور اس کی ملازمت یا تقرر کے وقت جو معاملہ طے ہوا ہے اس کے خلاف ورزی کرتا ہو، تو تنخواہ کا مستحق نہ ہوگا غیر حاضری کی تنخواہ وضع ہوگی۔ نیز دھمکی کے مذکورہ

---

(۱) وعن ابن عمر -رضی اللہ عنهما- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلثة لاتقبل منهم صلوتهم من تقدم قوماً وهم له كارهون، ورجل أتى الصلاة دباراً والدبار أن يأتيها بعد أن تفوته، ورجل اعتبد حجرة. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني'' :ج۱،ص:۱۰۰،رقم:۱۱۲۳، یاسر ندیم دیوبند)

رجل أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه،أولأنهم أحق بالإمامة يكره ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لايكره. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الخامس في الامامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'' :ج۱،ص:۱۴۴، زکریا دیوبند)

الفاظ کہنے جائز نہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۶/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا غلطیاں بتانے پر اعتراض کرنا:

(۲۷۹) **سوال:** ایک حافظ صاحب قرآن پاک سنا رہے تھے لوگوں نے دوسرے حافظ کو بلا کر قرآن پاک سننے کو کہا، انہوں نے سننا شروع کر دیا تو حافظ صاحب کی بہت زیادہ غلطیاں نکلی تو غلطیاں بتلانے پر حافظ صاحب نے اعتراض کیا اور بعد نماز مصلے پر بیٹھ کر مقتدیوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ اگر یہ حافظ غلطیاں بتلانے کے لیے آئیں گے، تو میں اس مسجد میں نماز نہیں پڑھوں گا اور جمعہ کے روز ممبر پر خطاب کرتے ہوئے بھی کہا کہ یہ حفاظ غلطیاں بتلا کر فتنہ پھیلاتے پھرتے ہیں جب کہ مقتدیوں کو غلطیاں بتلانے پر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے کیا اس کی امامت جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ ہارون، غوث گنج

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں بعض حفاظ اپنا قرآن کریم پورا کرنے کے بعد دوسری مسجد میں قرآن کریم سنانے والے حفاظ کو پریشان کرتے ہیں اور مقتدیوں کی نظر میں

---

(۱) الإجارة عقد يرد على المنافع بعوض ولا يصح حتى تكون المنافع معلومة والأجرة معلومة. (المرغيناني، الهداية، ''كتاب الإجارة'': ج۲، ص:۲۹۳)

وإذا شرط على الصانع أن يعمل بنفسه فليس له أن يستعمل غيره وإن أطلق له العمل فله أن يستاجر من يعمله لأن المستحق عمل في ذمته ويمكن إيفاءه بنفسه. (المرغيناني، الهداية، ''كتاب الإجارة'': ج۱، ص:۲۹۶، دارالکتاب دیوبند)

لو استوجر أحد هولاء على أن يعمل للمستاجر إلى وقت معين يكون أجيراً خاصاً في مدة ذلك الوقت، مجلة الأحكام العدلية مع شرحها. (درر الحكام لعلي حيدر، ص:۴۵۴، رقم المادة: ۴۲۲، دار عالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع)، الرياض.

اس کو رسوا کرنے کے لیے کئی کئی حافظ جا کر پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب غلطیاں بتلاتے ہیں شرعاً ایسا کرنا درست نہیں ہے اور یہ صورت بظاہر فتنہ ہی کی ہے۔ بلکہ ایک سامع متعین ہو اگر وہ غلطی نہ بتلا سکے تو دوسرا شخص بتلا سکتا ہے۔ اور اگر ایسی کوئی نیت نہ ہو اور حفاظ کرام غلطی بتلا دیں، تو ان کو فتنہ وغیرہ برے الفاظ سے خطاب نہ کیا جائے ایسے شخص و امام کو زبان کی حفاظت لازم ہے اور آئندہ ایسے طرز گفتگو سے پرہیز کیا جائے تو شرعاً امامت درست ہے اور چاہیے کہ توبہ کا اعلان کردے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۱۰/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بالغ ہونے میں قمری تاریخ کا اعتبار ہوگا یا شمسی تاریخ کا؟

(۲۸۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

محمد عمر جس کی عمر قمری اعتبار سے آنے والے شعبان کی ۳۰/ تاریخ تک ۱۵/ سال ۴/ دن ہو جائیگی اور شمسی اعتبار سے ۱۴/ سال ۷/ مہینے ۱۷/ دن ہو جائیگی۔ کیا اس کا امام بننا درست ہے؟ جب کہ صحت و تندرستی کے اعتبار سے وجود بھی بہت کم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد کامل، مدینہ مسجد، سردھنہ

---

(۱) ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۵۸)
وعن أبي موسى ما أحد أصبر على أذى يسمعه من الله يدعون له الولد ثم يعافيهم ويرزقهم، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ”كتاب الإيمان، الفصل الأول“: ج۱ص: ۱۳، رقم: ۲۳)
وعن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم، رواه الترمذي. (مشكوة المصابيح، ”كتاب الإيمان، الفصل الأول“: ج۱ص: ۳۰، رقم: ۵، مکتبہ یاسر ندیم دیوبند)
أخرج الحاكم في مستدركه مرفوعاً إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج۲ص: ۳۰۱، زکریا دیوبند)

الجواب و باللہ التوفیق: شریعت میں قمری تاریخ کا اعتبار ہوتا ہے اور بالغ لڑکے کی امامت درست ہے۔لڑکا پندرہ سال سے پہلے علامات بلوغ کے پائے جانے سے بالغ ہوسکتا ہے اور اگر کوئی علامت نہ ہو،تو پندرہ سال میں بالغ ہوجاتا ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص کا امام بننا بلا کراہت درست ہے۔

”عن ابن عمر، قال: عرضني رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد في القتال، وأنا ابن أربع عشرة سنة، فلم يجزني، وعرضني يوم الخندق، وأنا ابن خمس عشرة سنة، فأجازني، قال نافع: فقدمت على عمر بن عبد العزيز وهو يومئذ خليفة، فحدثته هذا الحديث، فقال: إن هذا لحد بين الصغير والكبير، فكتب إلى عماله أن يفرضوا لمن كان ابن خمس عشرة سنة، ومن كان دون ذلك فاجعلوه في العيال،[1] و السن الذي يحكم ببلوغ الغلام و الجارية إذا انتهيا إليه خمس عشرة سنة عند أبي يوسف و محمد، وهو رواية عن أبي حنيفه و عليه الفتوى“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران قاسمی گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سنتِ فجر پڑھے بغیر نماز پڑھادی:

(۲۸۱) **سوال:** امام صاحب نے سنت فجر پڑھے بغیر نماز پڑھادی تو یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عادل عثمانی، دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز تو ادا ہوگئی لیکن امام کو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے، مؤکدہ سنتوں کا اہتمام ضروری ہے مؤکدہ سنتوں کا چھوڑنا برا ہے اور ان کے چھوڑنے پر اصرار یعنی اکثر چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔

---

(۱) أخرجه مسلم في صحيحه، ”كتاب الإمارة: باب سن البلوغ“: ج ۲، ص: ۱۳۰، رقم: ۱۸۶۸، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الحجر: الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ“: ج ۵، ص: ۶۱.

”وآكدها سنة الفجر اتفاقاً لحديث من تركها لم تنله شفاعتي“(۱)

”وفي مسلم ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها وفي أبي داؤد لا تدعوا ركعتي الفجر ولو طردتكم الخيل“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۱/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کی سنت پڑھے بغیر امامت کا حکم:

(۲۸۲) **سوال:** اگر ظہر سے پہلے کی سنت نہ پڑھ سکا اور جماعت کا وقت ہو گیا تو کیا ایسے شخص کا نماز پڑھانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر عبدالخالق، تھانہ بھون

الجواب و بالله التوفيق: اگر ظہر کی سنتیں نہ پڑھ سکا ہو تو بھی امامت درست ہے لیکن بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے اور اس کی عادت بنالینا تو بہت ہی برا ہے۔

”الذي يظهر من كلام أهل المذهب أن الإثم منوط بترك الواجب أو السنة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلوات الخمس قيل: لا يأثم والصحيح أنه يأثم ذكره في فتح القدير“(۱)

”رجل ترك سنن الصلوات الخمس إن لم ير السنن حقا فقد كفر لأنه

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل“: ج ۲، ص: ۴۵۳، زکریا دیوبند.

(۲) أيضًا:.

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم على شيء من النوافل أشد تعاهدا منه على ركعتي الفجر، متفق عليه، (البغوي، مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلاة، باب السنن وفضائلها، الفصل الأول“: ج ۱، ص: ۱۰۴، یاسر ندیم دیوبند)

(۳) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في السنة وتعريفها“: ج ۱، ص: ۲۲۰، زکریا دیوبند.

جاء الوعيد بالترك"(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۴/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جمعہ پڑھنے والا ظہر کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۸۳) **سوال:** اگر کوئی شخص مثلاً زید جمعہ کی نماز پڑھ چکا ہے اور کچھ لوگ جمعہ کے فوت ہونے کی وجہ سے ظہر پڑھنا چاہتے ہیں باجماعت تو کیا ظہر کی نیت سے زید ظہر کی نماز ان لوگوں کو پڑھا سکتا ہے؟ اور اگر زید نے پہلے ان لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور بعد میں جمعہ پڑھا یا تو زید کا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شرف الدین، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص نے جمعہ کی نماز پڑھ لی، تو اس کے اوپر ظہر لازم نہیں رہی وہ ظہر کی نماز اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہوگی ان کے ظہر کو فرض نہیں کہا جائے گا اور نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنے والوں کی نماز ادا نہیں ہوتی؛ اس لیے مذکورہ شخص کا ظہر کی نماز میں امامت کرنا درست نہیں، اگر کوئی دوسرا شخص امامت کر سکے تو کرائے ورنہ تنہا تنہا نماز ظہر پڑھیں اور اگر پہلے ظہر کی نماز پڑھائی تو نماز درست ہوگئی اس کے بعد جمعہ پڑھ لیا تو جمعہ کی نماز اس کی نفل ہوگئی، تاہم جمعہ کے دن نماز جمعہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۵/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل": ج ۲، ص: ۸۶، زکریا دیوبند۔

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان إذا لم يصل أربعاً قبل الظهر صلاهن بعدها. (أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب الصلاة: باب ماجاء في الركعتين ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سودخور اور شرابی کے یہاں امام کا کھانا کھانا:

(۲۸۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

حضرت سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں مسجد کے امام کو کھانا کھلانے کا مروجہ طریقہ یہ ہے کہ پوری بستی والے ایک ایک دن باری سے کھانا کھلاتے ہیں۔اب یہاں پر اعتراض یہ ہورہا ہے کہ بستی میں بعض لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں اور بعض لوگ شراب کی خرید وفروخت بھی کرتے ہیں اور بعض لوگ شرابی بھی ہیں۔اور یہ سبھی حضرات امام مسجد کو کھانا کھلاتے ہیں۔تو ان کے یہاں امام کا کھانا کھانا کیسا ہے؟ کیا کھانا کھانے کی صورت میں نماز میں کوئی کراہت آتی ہے۔

نوٹ: اگر ان کے یہاں باری نہ دی جائے تو وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ہم کھانا نہیں کھلاتے ہیں تو پھر امام کو تنخواہ بھی نہیں دیں گے اور نہیں کسی طرح کا کوئی چندہ دیں گے۔مہربانی کرکے مکمل جواب عنایت فرمائیے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عباس، چمپارنی

الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص کی کل آمدنی یا اکثر آمدنی حرام ہو اور وہ اسی مال حرام سے دعوت کرتا ہو تو اس کے یہاں دعوت کھانا جائز نہیں ہے نہ ہی امام کے لیے جائز ہے اور نہ ہی کسی اور شخص کے لیے جائز ہے۔ایسے شخص سے امام کی تنخواہ کے لیے یا مسجد کی کسی ضرورت کے لیے چندہ لینا بھی جائز نہیں ہے۔اگر اس کے پاس مال حرام کے علاوہ مال حلال بھی ہو اور وہ اسی مال سے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بعد الظهور‘‘: ج۱،ص:۹۷، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

(۲) وأن لايكون الإمام أدنىٰ حالاً من المأموم كافتراضه وتفضل الإمام. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ص:۲۹۱، شیخ الہند دیوبند)

قوله: ومفترض بمتنفل وبمفترض آخر، أي وتفسد اقتداء المفترض بإمام متنفل أو بإمام يصلي فرضاً غير فرض المقتدي لأن الاقتداء بناء ووصف الفرضية معدوم في حق الإمام في الأولىٰ وهو مشاركة وموافقة فلا بد من الاتحاد وهو معدوم في الثانية. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج۱،ص:۶۴۱، زکریا دیوبند)

دعوت کرے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے۔ یہ مسئلہ عوام کو حکمت و مصلحت کے ساتھ سمجھانے کی ضرورت ہے۔ سوال میں جو صورت حال ذکر کی گئی ہے اس کا ایک حل یہ ہے کہ کسی کے یہاں دعوت کی باری نہ لگائی جائے؛ بلکہ امام کو کھانے کا پیسہ دیا جائے جس سے وہ خود اپنے کھانے کا نظم کرے اس صورت میں کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا؛ نیز گھر گھر جا کر کھانا کھانا یا لانا منصب امامت کے مناسب بھی نہیں ہے؛ لیکن اگر اس صورت حال پر عمل ممکن نہ ہو تو خالص مال حرام والے شخص کی دعوت سے حکمت و مصلحت کے ساتھ عذر کر دیا جائے اور اگر منع کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو امام صاحب کی ذمہ داری ہے کہ اس کا کھانا لے کر کسی غریب کو کھلا دے اور مال حلال سے اپنا انتظام کرے۔

”أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل كذا في الينابيع. ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به؛لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب، وكذا أكل طعامهم“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران قاسمی گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۴/۱۴۴۳ھ)

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الكراهية: الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات“: ج ۵، ص: ۳۴۲، ط مکتبۃ زکریا دیوبند

وفي عيون المسائل: رجل أهدى إلى إنسان أو أضافه إن كان غالب ماله حرام لا ينبغي أن يقبل ويأكل من طعامه ما لم يخبر أن ذلك المال حلال استقرضه أو ورثه وإن كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل ما لم يتبين له أن ذلك من الحرام، وهذا لأن أموال الناس لا يخلو عن قليل حرام وتخلو عن كثيرة فيعتبر الغالب ويبقى الحكم عليه. (المحيط البرهاني، ”الفصل السابع: في الهدايا والضيافات“: ج ۵، ص: ۳۶۷، دارالکتاب دیوبند)

امامت میں وراثت نہیں چلتی ہے:

(۲۸۵) سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اور کمیٹی نے نیا امام مقرر کر دیا ہے مگر پرانے امام صاحب کے ایک صاحب زادے خود کو امامت کا وارث کہہ کر اپنا تقرر کرانا چاہتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

فقط والسلام
المستفتی: احباب، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں باہمی مشورے سے جو امام صاحب کا تقرر کیا گیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست کیا ہے مرحوم امام صاحب کے کسی وارث کے لیے اس میں دخل دینا اور اپنے تقرر پر اصرار کرنا یا اپنا کوئی حق سمجھنا جائز نہیں ہے اہل محلّہ پر ان کا تقرر ضروری نہیں ہے امامت کے لیے جو زیادہ مفید اور لائق ہو اسی کو امام بنانا چاہئے اس لیے بشرط صحت سوال نئے امام کا جو تقرر کیا گیا ہے وہ درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۶/۱۴۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا رخصت لے کر چلہ میں جانا کیسا ہے؟

(۲۸۶) سوال: مسجد کے امام کے لیے رخصت لے کر چالیس دن کی جماعت میں جانا یا

---

(۱) ولاية الأذان والإقامة لباني المسجد مطلقًا وكذا الإمامة لوعدلا، مطلقًا أي عدلا أولا، وفي الأشباه ولد الباني وعشيرته أولٰى من غيرهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب هل باشر النبي صلى الله عليه وسلم الأذان بنفسه'': ج۲،ص:۱۷، دارالفکر)

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱،ص:۱۴۲، دارالفکر)

حج فرضی ونفلی کے لیے جانا کیسا ہے اس کی تنخواہ دی جائے یا نہ دی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید صاحب، گڈھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سلسلہ میں مسجد کی کمیٹی کو ضابطہ بنا لینا ضروری ہے ضابطہ بناتے وقت مسجد کی آمد اور اس کے اخراجات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے مثلاً حج فرض کے لیے رخصت ملے گی حج نفل کے لیے رخصت کی صورت میں تنخواہ وضع ہوگی یا کسی صورت کا بہر صورت مناسب متبادل نظم کرنا ضروری ہوگا پھر اسی ضابطہ کے مطابق عمل کیا جانا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۵/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے بیٹے نے جرم کیا تو امام کو سزا دینا کیسا ہے؟

(۲۸۷) **سوال:** امام کے لڑکے نے مؤذن صاحب کی اہلیہ کا اغوا کرلیا اور پھر واپس آگیا اس بار غصہ ہو کر مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے امام ومؤذن دونوں کو مسجد سے علاحدہ کردیا مگر امام صاحب پھر مسجد میں آگئے اور نماز پڑھاتے ہیں کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، تو یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: منتظمہ کمیٹی، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلہ پر عمل کرنا ضروری ہے اور انتظامیہ کو ہی فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے جس اخلاقی جرم کا سوال میں ذکر ہے اس میں اختلاف ہے صورت حال پورے طور پر واضح نہیں نیز اخلاقی جرم امام صاحب کے بیٹے کا

---

(۱) نقل في القنية عن بعض الكتب أنه ينبغي أن يسترد من الإمام حصة مالم يؤم فيه، قال ط: قلت: وهو الأقرب لغرض الواقف. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الوقف، مطلب اشترى بمال الوقف، دارللوقف يجوز“: ج ٦، ص: ٦٢٩، زکریا دیوبند)

ہے نہ کہ امام صاحب کا اس لیے جن لوگوں نے نماز ان کی اقتداء میں پڑھ لی ان کی نماز درست ہوگئی ہے؛ لیکن اس طرح کے امور سے مسجد کی بدنامی ہے اس لیے منتظمہ کمیٹی نے جو فیصلہ کیا ہے یا کرے گی اس پر عمل کرنا چاہیے امام ومؤذن کو بھی فیصلہ کے قبول کرنے میں تامل نہ ہونا چاہئے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۳/۲۱ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہندو کی میت میں جانے والے کی امامت کا حکم:

(۲۸۸) **سوال:** ایک امام صاحب ہندو میت کے جنازے کے ساتھ گئے ہیں جب منع کیا گیا تو جواب دیا کہ ہمارا ان لوگوں سے ہمیشہ تعلق رہا ہے وہ ہمارے یہاں اموات میں شریک ہوتے ہیں ہم ان کی اموات میں شریک ہوتے ہیں تو ان کی امامت درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد واجد علی، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام کی امامت درست ہے مگر یہ عمل منصب امامت کے خلاف ہے۔ آئندہ پرہیز کریں؛ کیوں کہ کافر کی عیادت اور تعزیت کی تو فقہاء نے اجازت دی ہے مگر ان کی آخری رسومات میں شرکت کو ناجائز کہا ہے اور نہ ہی ان کی مذہبی رسومات میں شریک ہونے کی اجازت دی ہے، البتہ نفسِ شرکت درست ہے، جب کہ مذہبی رسوم میں شرکت نہ ہو۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۲/۲۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) (لو أم قوما وهم له كارهون فهو من ثلاثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه، ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح، قال صلى الله عليه وسلم: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماؤكم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، وفي رواية فليؤمكم خياركم. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة، باب بيان الأحق بالإمامة''، ج ۱، ص: ۱۴۳) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

شیعوں کی مجالس میں شریک ہونے والے امام کا حکم:

(۲۸۹) سوال: ایک امام صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی شیعہ سے کردی ہے اور شیعوں کی مجالس میں شرکت بھی کرتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الستار، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: یہ فعل اس کا بہت برا ہے اور مجالس شیعہ میں شرکت کرنا فاسقوں کا شیوہ ہے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے، دوسرا متقی دیندار امام مسجد کے لیے مقرر کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امامت کو روزگار سمجھنا:

(۲۹۰) سوال: امامت کو روزگار مان لینا کہاں تک درست ہے بہت سے اماموں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہماری روزی کا سوال ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نعیم احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: یہ تو ایمان کی کمزوری کی بات ہے؛ بلکہ امام کو جماعت میں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر الخ، ......وقال في مجمع الروايات وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزاً ثواب الجماعة الخ. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ص:۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (سورة التوبة:۸۴)

والمراد لا نقف عند قبره للدفن أو للزيارة الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني: ج۷، آیت:۸۴)

(۱) ولذا كره إمامة الفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه لإمامة وإذا تعذر منعه ينقل عنه إلى غير مسجده للجمعة وغيرها. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح''كتاب الصلاة، باب الإمامة فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ج۳، ص:۳۰۲، شیخ الہند دیوبند) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اسی کے ذریعہ سے میری نماز باجماعت ادا ہو جاتی ہے۔ اور مقتدیوں کو امام کا مشکور ہونا چاہئے کہ اس کی وجہ سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔ امام کا منصب یہ ہے کہ بھلائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے، امام کے اس کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی کسی کو اس پر ناگواری ہونی چاہئے کہ امام روزی سمجھ کر حق لینے سے روک دیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۲۹/۵/۱۴۰۶ھ) نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کا گاؤں کے لوگوں کو کمتر سمجھنا:

(۲۹۱) **سوال:** امام صاحب کم ذات لوگوں کو کچھ نہیں سمجھتے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دھنے یہ جولاہے فقیر وغیرہ ہیں میں ان کو کچھ نہیں سمجھتا تو اس وجہ سے لوگ امام سے بدظن ہیں تو ایسے امام کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟

(۲) امام کہتا ہے کہ مجھے صرف ۲ شخصوں سے مطلب ہے جو کھانا دیتا ہے اور تنخواہ دیتا ہے اور عوام کو نیچا سمجھتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مدرسہ کی مخالفت کرتا رہتا ہے لوگوں کو بہکاتا ہے ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قال المرغيناني:تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن،وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا،هكذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،"كتاب الصلاة:الباب الخامس،في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره":ج۱/ص:۱۴۱،زکریا دیوبند)

(۱) قال ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله وقال الشعبي لا يشترط المعلم إلا أن يعطي شيئاً فيقلبه، وقال الحكم: لم أسمع أحداً كره أجر المعلم وأعطى الحسن عشرة دراهم ولم ير ابن سيرين بأجر القسام بأسا. (أخرجه البخاري، في صحيحه،"كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب الخ":ج۱/ص:۳۰۴،نعیمیہ دیوبند)

قال صلى الله عليه وسلم:إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماء كم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، وفي رواية فليؤمكم خياركم. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"كتاب الصلاة:باب الإمامة،فصل في بيان الأحق بالإمامة":ص:۳۰۱،۳۰۲،شیخ الہند دیوبند)

(۴) جس امام سے کچھ لوگ شرعی عذر کی وجہ سے ناراض ہوں اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اسلام، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱،۲) قابل اکرام وہ ہے جو متقی اور پرہیز گار ہو فرمایا گیا إن أکرمکم عند اللّٰہ أتقاکم۔ نیچی برادریوں کے افراد کو کمتر سمجھنا امام کی بہت بڑی غلطی اور حماقت ہے۔ امام کو اپنے ان خیالات اور حرکات سے باز آنا چاہئے خصوصاً جو مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں امام سے زیادہ اچھے اخلاق والے اور عبادت گزار بھی ہوں۔[۱]

(۳) اگر مدرسہ کے خلاف لوگوں کو ورغلاتا ہے اور فتنہ پردازی کرتا ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے۔[۲]

(۴) اگر امام احکام شرعی کی پابندی نہیں کرتا جس کی وجہ سے نمازی اس سے ناراض ہیں تو اس کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۸/۱۰/۱۴۰۷ھ؟)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) یأیها الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا. إن أکرکم عند اللّٰه أتقاکم. إن اللّٰه علیم خبیر. (الحجرات: آیة ۱۳).

عن ابن عمر -رضي اللّٰه عنه- أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خطب الناس یوم فتح مکة فقال: یأیها الناس إن اللّٰه أذهب عنکم عبیة الجاهلیة وتعاظمها بآبائها فالناس رجلان، بر، تقي کریم علی اللّٰه وفاجر شقي هین علی اللّٰه والناس بنو آدم وخلق اللّٰه آدم من تراب: قال اللّٰه تعالیٰ اِنَّا خَلَقْنٰکُم مِنْ ذَکَر وَّاُنْثیٰ، الخ. (أخرجه الترمذي في سننه،''أبواب التفسیر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، باب ومن سورة الحجرات، ج۲،ص:۱۸۰،رقم:۳۲۷۰)

(۲) ولذا کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاً فلا یعظم تقدیمه للإمامة. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح،''کتاب الصلاة: فصل في بیان الأحق بالإمامة'':ص:۲، رقم:۱۶۲)، شیخ الہند دیوبند)

(۳) ولو امّ قوماً وهم له کارهون إن الکراهة لفساد فیه أو لأنهم أحق بالإمامة کره له ذلک تحریماً، لحدیث أبي داؤد، لا یقبل اللّٰه صلاة من تقدم قوماً وهم له کارهون. (ابن عابدین، رد المحتار،''کتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'':ج۱،ص:۲۹۷)

مسجد کے امام کو گالی دینا:

(۲۹۲) **سوال:** ہمارے امام مسجد کے کچھ لوگ مخالف ہیں یہاں تک کہ گالی گلوچ کرتے ہیں اپنے جنازوں کی نماز نہیں پڑھواتے ہیں گاؤں کے معاملات کچھ غنڈے قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے جبراً نماز پڑھتے ہیں اگر یہ امامت سے الگ ہوکر صرف مدرسہ میں رہیں تو دوسرے مدرسوں کے پیچھے سب لوگ نماز پڑھتے ہیں اور شکایت یہ ہے کہ مسجد اور مدرسہ اور اپنی رقم ایک جیب میں ڈالتے رہتے ہیں پھر نہ معلوم کس طرح بغیر لکھے ہوئے الگ کرتے ہیں یہاں سے پہلے بھی جس جگہ تھے اس مدرسہ سے رقم لے کر بھاگ آئے تھے وہ لوگ بھی یہاں کئی سال کے بعد جب ان کو معلوم ہوا تب آئے تھے پھر کچھ دے کر وعدہ کیا قرأت میں لحن جلی کرتے ہیں جیسے ذال، زا ظاء ان سب کو ایک آواز میں پڑھتے ہیں تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے ان کو امامت پر رکھیں یا الگ کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ہمت علی، قاسم پوری

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر شرعی ثبوت کے محض لوگوں کے کہنے سننے پر کسی سے بدگمانی کرنا سخت گناہ ہے آج کل کے اکثر لوگ ایسی ہی بدگمانیوں کے شکار ہوکر گناہ گار بن جاتے ہیں جب کہ ایسی بدگمانی سے پرہیز لازم ہے تاہم اگر واقعی مقتدی مذکورہ امام کے خلاف ہیں کہ نماز اس کی امامت ادا کرنا نہیں چاہتے تو امام کو خود امامت سے الگ ہوجانا چاہئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی امامت سے منع فرمایا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۸/۱۳ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) والفأفأة بتكرار الفاء والتمتمة بتكرار التاء فلا يتكلم إلا به واللثغ المثلثة التحريك وهو واللثغة بضم اللأم وسكون الثاء تحرك اللسان من السين الى الثاء ومن الراء إلى الغين ونحوه لايكون إماماً، وإذا لم يجد في القرآن شيئاً خاليا عن لثغة وعجز عن إصلاح لسانه آناء الليل وأطراف النهار فصلاته جائزة لنفسه وإذا ترك التصحيح والجهد فصلاته فاسدة. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بعض نمازوں کو گھر پر ادا کرنے والے کی امامت:

(۲۹۳) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں:
بعض مقتدیوں کا کہنا ہے کہ اگر امام ایک یا دو نمازیں گھر پر ادا کریں اور بعد میں مسجد میں آئے اور نماز باجماعت پڑھائے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایس کے قاسمی

الجواب وباللہ التوفیق: ان بعض مقتدیوں کے قول پر توجہ نہ دیجئے مذکورہ امام کے پیچھے نماز صحیح ادا ہو جاتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۲/۹/۱۲ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کے فنڈ سے امام کو بطور انعام کچھ رقم دینا:

(۲۹۴) سوال: کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے مسجد کی کمیٹی نے امام صاحب کو امامت سے علاحدہ کر دیا اور جاتے وقت مسجد کے فنڈ سے بطور انعام واکرام ایک بڑی رقم امام صاحب کو دی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة، باب الإمامة'': ص:۲۸۹، شیخ الہند دیوبند)

وعن ابن عباس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: ثلثة لا ترفع لهم صلوتهم فوق رؤسهم شعیراً رجل أمّ قوماً وهم له کارهون، إن الکراهة لفساد فیه أو لأنهم أحق بالإمامة، کره له ذلك تحریماً لحدیث أبي داؤد، لا یقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له کارهون. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص:۲۹۷)

(۱) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشیاء: الإسلام، والبلوغ، والعقل، والذکورة، والقراءة، والسلامة من الأعذار کالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ، وفقد شرط کطهارة وستر عورة. (الشرنبلالي، نور الإیضاح، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة'': ص:۷۸، ۷۷، مکتبہ عکاظ دیوبند)

لقوله علیه السلام: صلوا خلف کل برو فاجر الخ. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة'': ص:۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

ہے، کیا مسجد کے فنڈ سے انعام واکرام کے طور پر دینا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احتشام الحق، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: امام صاحب مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور بسا اوقات پوری زندگی گزار دیتے ہیں اگر امام صاحب کے امامت سے علاحدگی کے وقت بطور اکرام ان کا تعاون کر دیا جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ عام طور پر فقہی کتابوں میں اس کی ممانعت جو لکھی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے وقف کی جائداد سے امام کو تنخواہ دی جاتی تھی اور وقف کے پیسوں کو اس کے متعین مصرف کے علاوہ میں خرچ کرنا درست نہیں ہے؛ لیکن موجودہ صورت حال بدل چکی ہے اب عام طور پر وقف کی آمدنی سے امام کو تنخواہ نہیں دی جاتی ہے؛ بلکہ چندہ کی رقم سے یا مصالح مسجد کے لیے وقف کی جائدادوں کی آمدنی سے دی جاتی ہے اور چندہ کی رقم میں اگر چندہ دہندگان کے علم میں لاکر امام کو بطور اکرام کے کچھ رقم دی جائے تو اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک مستحسن اور پسندیدہ عمل ہے۔ حدیث میں مومن کی ضرورتوں کی کفالت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

”من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۴/۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران قاسمی گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

امام کو ملازم یا نوکر کے الفاظ سے پکارنا:

(۲۹۵) **سوال:** امام کو ملازم و نوکر کے الفاظ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ممتاز احمد خان، کرناٹک

(۱) أخرجه أبو داود في سننه، ”كتاب الأدب، باب المواخاة، والتواضع“: ج ۲، ص: ۶۷۰، رقم: ۴۸۹۳.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ امام مسجد وخطیب کونوکر یا ملازم کہنا اگر اس کی اہانت کے پیش نظر ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اس سے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ ایسے الفاظ سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے تاکہ لوگوں کو شبہات پیدا نہ ہوں اس کی ممانعت حدیث میں بھی ہے۔

"دع ما یریبك إلی ما یریبك"(۱)

"عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ علیه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر"(۲)

﴿وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۲۱/۹/۲۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز فجر قضاء پڑھنے والا ظہر پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۹۶) **سوال:** امام صاحب نے کسی وجہ سے صبح کی نماز نہیں پڑھائی اور پھر دوسرے شخص نے نماز پڑھائی۔ امام صاحب نے اپنی فجر کی قضا نماز ظہر سے پہلے پڑھ لی اب وہ ظہر کی نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ وکیل احمد، سہارنپور

---

(۱) أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب": ج ۲، ص: ۸۳، رقم: ۲۴۴۲۔

(۲) أخرجه البخاري، في صحیحه، "کتاب الإیمان: باب خوف المؤمن من أن یحیط عمله وهو لا یشعر": ج ۱، ص: ۱۲، رقم: ۴۸؛ وأخرجه المسلم في سننه، "کتاب الإیمان، باب ما جاء سباب المسلم فسوق الخ": ج ۱، ص: ۲۰، رقم: ۶۴۔

(۳) سورة الحجرات: ۱۱۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال مذکورہ امام ظہر کی نماز پڑھا سکتا ہے کوئی وجہ ممانعت نہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۷/۱۴۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض اور وتر الگ الگ افراد پڑھائیں:

(۲۹۷) **سوال:** ہمارے امام صاحب فرض نماز خود پڑھاتے ہیں اور کبھی کبھی وتر پڑھانے کے لیے کسی دوسرے کو آگے بڑھا دیتے ہیں، تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: علی امان، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض ایک امام پڑھائے اور وتر کوئی دوسرے صاحب پڑھائیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے نماز بلاشبہ درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۷/۹/۱۴۱۵ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام، والبلوغ، والعقل، والذكورة، والقراءة، والسلامة من الأعذار كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ، وفقد شرط كطهارة وستر عورة. (الشرنبلالي، نور الإيضاح،"كتاب الصلاة: باب الإمامة": ص: ۷۸، ۷۷، مکتبہ عکاظ دیوبند)

لقوله عليه السلام: صلوا خلف كل برو فاجر، الخ. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"كتاب الصلاة: باب الإمامة": ص: ۳۰۳، شیخ الہند دیوبند)

(۲) الأفضل أن يصلوا التراويح بإمام واحد فإن صلوها بإمامين فالمستحب أن يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة ...... وإذا جازت التراويح بإمامين على هذا الوجه جاز أن يصلي الفريضة أحدهما ويصلي التراويح الآخر وقد كان عمر رضى الله عنه يؤمهم في الفريضة والوتر، وكان أبي يؤمهم في التراويح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،"كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل": ج۱، ص: ۱۷۶)

امام کا طوائف کا ہدیہ قبول کرنا:

(۲۹۸) سوال: طوائف کا پیشہ کرنے والی کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب کا اس سے ہدیہ لینا اور کھانا لینا وغیرہ کا کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: افتخار، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ عورت کی مکمل آمدنی ناجائز پیشہ کی ہی ہے اس کے علاوہ کوئی جائز آمدنی نہیں ہے تو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور کھانا لینا جائز نہیں ہے اور اگر اس کی کوئی جائز آمدنی بھی ہو تو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور کھانا لینا اگر چہ جائز ہے، مگر امام مقتدیٰ و پیشوا ہوتا ہے؛ اس لیے انہیں قبول نہ کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۷/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

طالب علم کے لیے امامت کا وظیفہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۹۹) سوال: عبداللہ طالب علم ہے اور نماز بھی پڑھاتا ہے، مدرسہ سے ۳/ کلومیٹر دور دوسری بستی میں جا کر، کیا اس کے لیے امامت کے پیسے لینا جائز ہے، اس بستی میں جو دوسری مسجدیں ہیں ان مسجدوں میں امام کی تنخواہ چھ ہزار روپیہ ہے اور اس طالب علم کو پانچ سو روپیہ دے رہے ہیں، کیا طالب علم کا حق مقتدی ادا کر رہے ہیں، مقتدی قیامت کے دن حقوق العباد ادا کرنے

---

(۱) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره أنه حلال ورثه أو استقرضه من رجل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات'': ج ۵، ص: ۳۹۶، زکریا دیوبند)

﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝﴾ (البقرة: ۲۶۷)

والے ہوں گے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، مادھوگنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امامت کی اجرت وہ ہے جو ذمہ دار مقتدی اور امام کے درمیان طے ہو جائے جب باہم رضامندی سے کچھ طے ہوگیا تو پھر مقتدیوں سے کوئی مواخذہ نہیں ہے تاہم مقتدیوں کو امام کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر بہتر سے بہتر مشاہرہ دینا چاہئے؛ نیز طالب علم کے لئے امامت کا وظیفہ لینا جائز ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۲۹/۷/۱۴۳۷ھ)
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کا کمیٹی والوں سے فیملی روم کا مطالبہ کرنا:

(۳۰۰) **سوال:** کسی مسجد (ملکیت مسجد) میں فیملی روم بنا کر کرایہ پر ذمہ داران دے رہے ہیں اور امام مسجد بھی فیملی روم کا مطالبہ کررہے ہیں، سوال یہ ہے کہ کن صورتوں میں امام کو فیملی روم دینا چاہئے اور کن صورتوں میں کرایہ پر دینا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمال احمد، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام مسجد کو حتی الوسع تمام تر سہولیات فراہم کرنی چاہئیں

(۱) قد يقال: إن كان قصده وجه الله تعالى لكنه بمراعاته للأوقات والاشتغال به يقل اكتسابه عما يكفيه لنفسه وعياله، فيأخذ الأجرة لئلا ليمنعه الاكتساب عن إقامة هذه الوظيفة الشريفة، ولولا ذلك لم يأخذ أجرا فله الثواب المذكور بل يكون جمع بين عبادتين وهما الأذان والسعي على العيال وإنما الأعمال بالنيات.... وبعض مشايخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم لأنه ظهر التواني في الأمور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه": ج۲،ص:۶۰)

امام مسجد کو اگر فیملی روم کی ضرورت ہے اور مسجد میں وسعت بھی ہے اس کے باوجود کمرہ نہ دینا خلاف مروّت معلوم ہوتا ہے اس لیے اہل مسجد کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۴/۶/۱۴۳۷ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زکوٰۃ کی رقم سے امام کو تنخواہ دینا:

(۳۰۱) **سوال:** امام صاحب کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دینا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی مطیع اللہ، چمپارن

الجواب وباللہ التوفیق: زکوۃ ایک فریضہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے زکوٰۃ دی جائے جس طرح خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ زکوۃ کسی فقیر غیر صاحب نصاب کو مالک بنانے کا نام ہے اس میں ضروری ہے کہ کسی خدمت کے عوض میں زکوٰۃ کی رقم نہ دی جائے، گھر کے تنخواہ دار ملازم کو بھی اجرت میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی ہے، اس سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اس لیے امام صاحب کو امامت کی تنخواہ میں زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں۔ ہاں! اگر تنخواہ کے علاوہ زکوٰۃ کی مد سے امام صاحب کی مدد کی جائے اور امام صاحب مستحق زکوٰۃ ہوں تو یہ دینا درست ہے اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

”ولو نوى الزكاة بما يدفع المعلم إلى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة

---

(۱) قد يقال: إن كان قصده وجه الله تعالى لكنه بمراعاته للأوقات والاشتغال به يقل اكتسابه عما يكفيه لنفسه وعياله، فيأخذ الأجرة لئلا ليمنعه الاكتساب عن إقامة هذه الوظيفة الشريفة، ولولا ذلك لم يأخذ أجرا فله الثواب المذكور بل يكون جمع بين عبادتين وهما الأذان والسعي على العيال وإنما الأعمال بالنيات.... وبعض مشايخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم لأنه ظهر التواني في الأمور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى. (ابن عابدين، (الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه“: ج۲،ص:۶۰)، مطبوعه كوئٹه.

بحال لو لم یدفعه یعلم الصبیان أیضاً أجزأه وإلا فلا"[۱]

"الصدقة هي ما یخرجه الإنسان من ماله علی وجه القربة واجباً کان أو تطوعاً"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۴/۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران قاسمی گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

چندہ کرکے عیدی کے نام امام کو ہدیہ دینا:

(۳۰۲) **سوال**: عید کے دن نمازیوں سے روپیہ وصول کر کے عیدگاہ میں ہی عیدی کے طور پر امام صاحب کو دینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی مطیع اللہ، چمپارن

الجواب وبا اللہ التوفیق: اگر چندہ دینے پر لوگوں کو مجبور نہ کیا جائے تو باہمی رضامندی سے اس طرح تعاون دینا درست ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۷/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب الزکوٰة، الباب السابع في المصارف": ج۱، ص:۲۵۲.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، "کتاب الزکاة، باب فضل الصدقة": ج۴، ص:۳۳۸، رقم:۱۸۸۸.

ولهذا یأخذ وإن کان غنیا أي ولأجل استحقاقه بطریق الکفایة لأجل عمله یأخذ العامل وإن کان غنیا لأن ما یأخذه هو عرض عن عمله والزکوة لاتجوز أن تدفع عوضاً عن شيء. (العیني، البنایة شرح الهدایة، "کتاب الزکاة": ج۳، ص:۴۵۰، دارالکتب العلمیة)

(۳) لا یحل مال إمرأ إلا عن طب نفس. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتیح، "کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة": ج۱، ص:۵۷، رقم:۱۶۳)

امام کا اجرت لے کر مسجد میں بچوں کو قرآن پڑھانا:

(۳۰۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

مسجد کے منتظمین بذریعہ عوامی چندہ اور وقف جائیدادوں کی آمدنی سے امام صاحب کو امامت کے لیے تنخواہ علاوہ قیام وطعام کی تمام تر سہولت بہم پہونچاتے ہیں حضرت امام صاحب صبح تا شام اوپری منزل اور مغرب تا عشاء نچلی منزل میں دونوں وقت بچے وبچیوں کو قاعدہ بغدادی سے لے کر درجہ حفظ تک ان سے اجرت لے کر ذاتی مکتب چلاتے ہیں از راہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا جائے کہ مسجد میں اجرت لے کر مکتب چلانا کہاں تک درست ہے؟ نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالصمد عارفی، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد کی انتظامیہ یا اہل محلّہ کی جانب سے امام صاحب کو مسجد میں مکتب چلانے کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت ہے، تو امام صاحب کا اجرت لے کر قرآن کریم حفظ وناظرہ پڑھانا درست ہے اور اگر اجازت نہ ہو تو پھر پڑھانا درست نہیں، بصورت اجازت ملحوظ رہے کہ مسجد کی بے ادبی نہ ہو اور احتیاطاً مسجد کی صفوں اور لائٹ وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۴۲/۵/۵ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لا لأجل الطاعات مثل الأذان والحج والإمامة وتعليم القرآن والفقه ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار على الطاعات'': ج۹،ص:۷۶)

فلا يجوز لأحد مطلقا أن يمنع مؤمناً من عبادة يأتي بها في المسجد لأن المساجد مابني إلا لها في صلاة واعتكاف وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة، فضل استقبال القبلة بالفرج في الخلاء'': ج۱،ص:۶۵۰، بيروت)

معذور امام کا مسجد کی جانب سے وظیفہ مقرر کرنا:

(۳۰۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

عرض خدمت ہے کہ ایک امام صاحب عرصہ دراز سے ایک مسجد میں خدمت کررہے ہیں اور خدمت بھی اس طرح سے کررہے ہیں کہ انہوں نے کبھی کہا ہی نہیں کہ میں امامت جو کررہا ہوں اس کا معاوضہ مجھ کو چاہئے؛ بلکہ فی سبیل اللہ امامت کرتے رہے، اب کچھ عرصہ سے معذور ہوگئے ہیں امید ہے کہ ٹھیک بھی ہوجائیں گے، مسجد کے ذمہ دار یہ چاہتے ہیں کہ امام صاحب کی سابقہ خدمات کے پیش نظر اور آئندہ خدمات کے پیش نظر ان کو تنخواہ دی جائے اور ان کی خدمت کی جائے جب کہ مسجد کے اندر خدمت کرنے کی وسعت ہے تو کیا ایسا کرنا مسجد کے ذمہ داروں کے لیے درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالواحد، سردھنہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ مسجد کے متولی اور ذمہ داران حضرات اپنے سابقہ امام کی دیرینہ خدمات اور آئندہ کی متوقع خدمات کے پیش نظر خدمت کرنا چاہیں تو مسجد کے فنڈ سے ان کی خدمت وظیفہ، تنخواہ یا پینشن کی صورت میں کرسکتے ہیں اور جب تک مناسب سمجھیں یہ خدمات جائز ہوں گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۱۱/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نجدی کو کافر کہنے والے امام کا حکم:

(۳۰۵)**سوال**: (۱) ایک امام صاحب کہتے ہیں کہ نجدی کافر ہے اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ نجدیوں نے مزار شریف مسمار کرائے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی طرف

---

(۱) ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمامة. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، "کتاب الإجارة باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستئجار علی الطاعات": ج۹،ص:۷۶)

پیٹھ کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ روضۂ پاک کا بوسہ نہیں دیتے، بریلوی علماء کو تقریر نہیں کرنے دیتے عرب کے سب لوگ کافر ہیں ان کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی ہے ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) امام مسجد جو صرف حافظ ہے۔ ان کو کفر کا فتویٰ دینے کا حق ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رمضان، علی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) نجدیوں کے بارے میں جو بات آپ نے لکھی ہے اگر واقعی ایسا ہے تو ان کو عاصی اور گنہگار تو کہا جا سکتا ہے، لیکن کافر کہنا گناہ ہوگا، اس لیے کہ جو کافر نہ ہو اس کو کافر کہنا بہت بڑا گناہ ہے احادیث میں اس پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔(۱) نجدی عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں اور اس کے عقائد غیر مقلدوں سے ملتے جلتے ہیں اگر چہ وہ اپنے کو حنبلی یعنی امام احمد بن حنبل کے پیروکار کہتے ہیں۔ بہرحال ان پر کفر کا فتویٰ لگانا حماقت ہے ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

(۲) مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھا عالم ہو فقہ اور قانون اسلامی کی کتابیں اس نے پڑھی ہوں حالات زمانہ اور عرف سے واقفیت رکھتا ہو۔ جو صرف حافظ ہو اس کو فتویٰ دینے کا حق نہیں ہے اور اس سے فتویٰ لینا بھی درست نہیں ہے جو مسلمانوں کے عقائد خراب کرتا ہے اور ان میں فساد کراتا ہے یا اختلاف پیدا کرتا ہے یا اس کی کوشش کرتا ہے وہ اس بات کا اہل نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے اس کو الگ کر دینا ہی مناسب ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۳۰/۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیه بالکفر إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك، (أخرجه البخاری في صحیحه، "کتاب الأدب، باب ماینهی عن السباب واللعن": ج۲،ص:۸۹۳،رقم ۶۰۴۵)

(۲) وقد رأیت في فتاویٰ العلامة ابن حجر سئل في شخص یقرأ ویطالع في الکتب الفقهیة بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتي ویعتمد علی مطالعته في الکتب فهل یجوز له ذلك ام لا، فأجاب بقوله: لایجوز له الافتاء بوجه من الوجوه، (شرح عقود رسم المفتي، ص:۴۴،المکتبة العبدیة)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سود کی رقم سے امام کو تنخواہ دینا:

(۳۰۶) سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب کو جو رقم دی جاتی ہے، یہ پیسہ سود کا ہوتا ہے، امام کو ایسی رقم دینا درست ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب جو یہ پیسہ لے رہے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امام الدین، نئی دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت میں جو رقم امام کو تنخواہ میں دی جاتی ہے اگر وہ یقینی طور پر سود کی رقم ہے۔ تو دینے والوں کے لیے وہ رقم امام صاحب کو دینی جائز نہیں ہے۔[1] البتہ اگر امام صاحب مستحق زکوٰۃ ہیں اور بہت غریب ہیں تو ان کے لیے بینک کی سودی رقم لینا جائز ہے تاہم اس سے تنخواہ ادا نہیں ہوگی۔ مسجد والوں پر لازم ہے کہ امام صاحب کے لیے محلّہ والوں سے چندہ کر کے ان کی تنخواہ ادا کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے اور آخرت میں جواب دہ ہوں گے، تنخواہ امام صاحب کا حق ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۳/۶/۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن ابن مسعود قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلاثۃ لایقبل اللّٰہ منهم صلاۃ، من تقدم قوما وهم له كارهون. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، "كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون": ج۱،ص:۸۲،رقم:۵۹۳)

(۱) ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع": ج۹،ص:۶۲۵)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه. (أيضًا:)

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله تعالىٰ: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة رجل أعطي بي ثم غدر ورجل باع حرا فأكل ثمنه ورجل استاجر أجيرا فاستوفي منه ولم يعط أجره. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا": ج۲،ص:۶۸۲،رقم:۲۲۲۷)

مسجد کے سامان کو ذاتی استعمال میں لانے والے کی امامت:

(۳۰۷) **سوال**: ایک امام صاحب نے مسجد کی چیزیں لوٹا بالٹی جھاڑو بغیر متولی کی اجازت کے اپنے گھر کے استعمال کے لیے لے لیں، متولی صاحب کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا، امام صاحب سے جب اس کے بارے میں معلوم کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے میں نے کچھ مدت کے لیے یہ چیزیں لے لیں تھی، متولی کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے یہ چیزیں چوری کے طور پر لی ہیں، اگر استعمال کے لیے لیتے تو اجازت ضروری تھی، بہر حال امام صاحب نے اپنا انتظام کر کے وہ سب چیزیں مسجد میں پہونچا دیں اور منتظمین کے سامنے معافی مانگی، توبہ کی، اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا، دریافت کرنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں توبہ کر لینے کے بعد امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز وہ امامت کے اہل ہیں یا نہیں اور کیا انہیں امامت کے عہدہ پر قائم رکھنا جائز ہے یا امامت سے ہٹانا واجب ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: امام کی عزت اور احترام کے پیش نظر تو یہ ہونا چاہئے کہ اگر بغیر شرعی ثبوت کے کوئی بھی الزام تراشی کرے تو حتی الامکان اس کے دفعیہ کی پوری کوشش کریں چہ جائیکہ خود متولی بھی اپنے امام پر الزام لگائیں اور بلا ثبوت شرعی الزام تراشی کریں جب کہ ایسا کرنے والے خود بھی گناہگار ہیں اور ان کے ساتھ لگنے والے بھی گناہگار ہوں گے، حالاں کہ ایسی الزام تراشیوں سے پرہیز ہر مسلمان کا فرض ہے برآں مزید کہ امام صاحب معافی بھی مانگ رہے ہیں پھر بھی کس قدر سخت دل ہیں وہ حضرات کہ غلطی (اگر بالفرض ہوگئی ہو) کو معاف نہیں کرتے اور [1] مذکورہ

---

(۱) ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورة آل عمران:۱۳۴)

متولى المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته وله أن يحمله من البيت إلى المسجد، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الوقف، الباب الحادي عشر: في المسجد ومايتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم وغيره": ج۲،ص:۴۱۲)

ولا تجوز إعارة أدواته لمسجد آخر اهـ. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ص:۴۷۱) (أيضًا:) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

صورت میں امام صاحب کی بات کو صحیح مانا جائے گا ان کی امامت درست اور جائز ہوگی اس میں شک نہ کیا جائے، قانون شریعت کے تسلیم کرنے میں ہی ہماری نجات ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۶/۱/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح میں قرآن کریم نہ سنانے والے کی امامت کا حکم:

(۳۰۸) **سوال:** ہمارے شہر جامع مسجد مونگیر کے امام صاحب عرصہ نو سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں امام موصوف قاری ہیں اور ماضی میں محراب سنا چکے ہیں، ضروری مسائل سے واقفیت رکھتے ہیں اکثر وبیشتر وعظ ونصیحت فرماتے رہتے ہیں؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام موصوف اپنی مختلف مصروفیتوں ومجبوریوں کی بناء پر فی الحال رمضان المبارک میں محراب نہیں سنا پاتے ہیں سوال یہ ہے کہ محراب نہ سنانے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی شرعی عذر ہے یا نہیں؟ کیوں کہ امام موصوف سے چند لوگ ذاتی اختلاف کی بناء پر اکثر اس طرح کی آواز اٹھا کر عام مصلیوں کے درمیان شک وشبہ کی باتیں پیدا کرنا چاہتے ہیں لہٰذا جواب عنایت فرمائیں تاکہ اس طرح کے شبہات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد پرویز عالم، مونگیر

الجواب وباللہ التوفیق: ہر مقررہ امام کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ محراب سنائے اور اگر امام صاحب اپنی کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے تراویح میں قرآن پاک نہیں پڑھ سکتے تھے تو ان کو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولا تجوز إعارة الوقف والإسکان فیه کذا في المحیط السرخسي، اھ، (أیضًا:)
متولي المسجد لیس له أن یحمل سراج المسجد إلی بیته وله أن یحمله من البیت إلی المسجد، کذا في فتاویٰ قاضي خان ۱ھ، (أیضًا:)
ولا تجوز إجارة الوقف إلا بأجر المثل، کذا في المحیط السرخسي، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الوقف، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القیم، وغیره في مال الوقف علیه“: ج ۲، ص: ۴۱۲).

مطعون کرنے والے یا ان کے خلاف اس سلسلہ میں آواز اٹھانے والے اور فتنہ برپا کرنے والے سخت غلطی پر ہیں اور فتنہ پردازی کی وجہ سے گنہگار بھی ہوتے ہیں اور ضروری ہے کہ ایسی حرکت سے باز آئیں۔ اور صورت مسئول عنہا میں امام مذکور کی امامت بلاشبہ بلا کراہت جائز و درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۹/۷/۱۴۰۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی طرف سے دیئے گئے گھر کو بیچنے والے کی امامت کا حکم:

(۳۰۹) **سوال:** امام صاحب کو گاؤں کے لوگوں نے رہائش کے لیے مکان بنوا کر دیا یا اس کی رقم دے دی کہ اپنے لیے مکان بنوالو، امام صاحب نے مکان بنوالیا اور کچھ دن اس میں رہ کر مکان فروخت کر دیا اور اس کی رقم صرف کر ڈالی تو کیا امام کے لیے ایسا کرنا درست ہے اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فاروق قاسمی، بلند شہر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مکان دیا یا رقم دے کر مکان بنوایا اس کی دو صورتیں ہیں امام کو مذکورہ مکان امام ہونے کی حیثیت سے صرف رہائش کے لیے دیا مالک بنا کر نہیں دیا یہ ہی صورت سوال سے معلوم ہوتی ہے تو مذکورہ مکان امام صاحب کی ملکیت نہیں ہوا اور امام صاحب کو اس کے فروخت کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا امام صاحب نے ناحق مکان فروخت کیا اس صورت میں امامت مکروہ ہوگی، اور دوسری صورت یہ کہ امام صاحب کو مکان کا مالک بنا دیا گیا تھا اس صورت میں امام نے مکان فروخت کر لیا تو کوئی حرج نہیں اب مسجد کمیٹی یا متولی ومصلیان جو فیصلہ

---

(۱) ولو أم قوما وهم له كارهون، إن) الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك تحريما؛ لحديث أبي داؤد: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون، (وإن هو أحق لا)، والكراهة عليهم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۷)

رجل أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره، هكذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱،ص:۸۷)

کریں اسی کے مطابق عمل ضروری ہے اگر ضرورت محسوس کریں تو فیصلہ کر کے اور صورتحال لکھ کر دارالافتاء سے رابطہ کرلیں اس کے بعد فیصلہ سنائیں۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۸/۳ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مدرسہ کی مسجد میں امام متعین نہیں ہے تو تنخواہ کیسے دیں؟

(۳۱۰) **سوال:** ایک مدرسہ عربیہ میں مسجد ہے جس میں امام کوئی نہیں ہے، مدرسین ہی اس میں نماز پڑھاتے ہیں، تنخواہ بھی نہیں ہے تو بارات وغیرہ میں جو ہدیہ مسجد میں آتا ہے اس کو مدرسہ میں داخل کرلیں یا امام کو دیدی جائے جب کہ کوئی مستقل امام نہیں کیا حکم ہے؟ نیز امامت کی تنخواہ کیسے اور کس کو دی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ مسجد مدرسہ کی ہے، اس کا نظم مدرسہ سے متعلق ہے لہٰذا اس مسجد میں جو بھی آمدنی ہوگی وہ مدرسہ میں جمع ہوگی اور مدرسہ والے اس کو جس طرح مناسب سمجھیں ضروریات مسجد پر صرف کریں۔ ذمہ داروں کو چاہیے کہ امامت واذان کہنے کے لیے اشخاص مقرر کر کے تنخواہ دی جائے تاکہ جماعت واذان کے نظم میں خلل نہ پڑے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۱/۱۲/۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال رسول الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال إمرء إلا بطيب نفس منه ولايجوز لأحد من المسلمين :أخذ مال أحد لغير سبب شرعي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ج۶،ص:۵۲۰،رقم:۲۹۶۴)

(۲) لا يجوز الاستيجار على الأذان والحج وكذا الإمامة وتعليم القرآن والفقه والأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الاستيجار عليه عندنا. (المرغيناني، هداية، ''كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة'': ج۳،ص:۲۳۸) ....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.......

الزام زدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۱۱) **سوال:** ایک لڑکے نے امام صاحب پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے جس سے مسجد میں انتشار ہوگیا جس کی وجہ سے بعض حضرات اپنی جماعت علاحدہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، متولی صاحب اس پر توجہ نہیں دیتے ایسی صورت میں امام صاحب کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: احمد حسن، پونہ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال معاملہ جب تک شرعی طریقہ پر ثابت نہ ہو جائے تو امام صاحب کو خطاوار قرار دینا شرعاً درست نہیں ہے اور شرعی ثبوت کے بغیر محض اس بات کو سن کر امام صاحب سے ناراض ہونا اور الگ جماعت کرنا بھی درست نہیں ہے، سب حضرات کو آپس میں اتفاق کرنا چاہئے اور سب کو ایک ہی جماعت میں نماز پڑھنی چاہئے نیز امام پر لازم ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے بستی میں انتشار پیدا ہو۔ اگر بدفعلی کے شرعی گواہ نہ ہوں اور امام صاحب قسم کھا کر انکار کردیں تو امام صاحب خطاوار نہیں ہیں اور اگر قسم نہ کھائیں تو وہ مجرم ہوں گے اور ان کو امامت سے سبکدوش کرنا لازم ہوگا۔

”عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا خلف كل بر وفاجر“[۱]

”وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة......قوله

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قال ابن المنذر: ثبت أن رسول الله قال لعثمان بن أبي العاص واتخذوا مؤذناً لا يأخذ على أذانه أجرا وأخرج ابن حبان عن يحيى البكالي قال سمعت رجلا قال لابن عمر إني لأحبك في الله قال له ابن عمر إني لأبغضك فى الله فقال سبحان الله أحبك فى الله وتبغضى فى الله قال نعم إنك تسئل على أذانك أجرا وروي عن ابن مسعود انه قال أربع لا يوخذ عليهن أجر الأذان و قرأة القرآن والمقاسم والقضاء.

(نيل الأوطار، ”باب النهي عن أخذ الأجرة على الأذان“: ج۱، ص: ۳۷۵)

(إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله) (أخرجه البخاري في صحيحه، كتاب الإجارة، باب ما يعطي في الرقية“: ج۱، ص: ۳۰۴)

(۱) سنن دار قطني، ”كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة مع“: ج۱، ص: ۲۴۰، رقم: ۱۷۶۸.

قال فضل الجماعة......أفاد أن الصلاة خلفهما أولیٰ من الإنفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقي ورع لحدیث،من صلی خلف عالم تقي فکأنما صلی خلف نبي‘‘[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۱/۷/۱۴۱۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

زکوٰۃ لینے والے کی امامت کا حکم کیا ہے؟

(۳۱۲) **سوال:** امام کثیر العیال ہے، قلیل آمدنی ہے، مقروض بھی ہے، زکوٰۃ کی رقم لے کر امام اپنا قرض ادا کرتا ہے اور خانگی اخراجات بھی پورے کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے صاحب نصاب مقتدیوں کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد معصوم، رام گنج، جے پور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ امام مالک نصاب نہیں ہے تو حسب ضرورت زکوٰۃ کی رقم لینا اس کے لیے جائز ہے؛ لیکن بلاضرورت ایسا نہ کریں اور اس امام کی اقتداء میں نماز امیر وغریب سب مقتدیوں کی جائز اور درست ہے۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۵/۷/۱۴۱۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد‘‘: ج۲،ص:۳۰۱، زکریا دیوبند.

(۲) لا یجوز دفع الزکاة إلی من یملك نصابا أي مال کان دراهم أو سوائم أو عروضا للتجارة أو لغیر التجارة فاضلا عن حاجته في جمیع السنة هکذا في الزاهدي والشرط أن یکون فاضلا عن حاجته الأصلیة، وهي مسکنة، وأثاث مسکنه ثیابه وخادمه، ومرکبه وسلاحه، ولا یشترط النماء إذ هو شرط وجوب الزکاة لا الحرمان کذا في الکافي. ویجوز دفعها إلی من یملك أقل من النصاب، وإن کان صحیحا مکتبا، کذا في الزاهدي. (جماعة من علماء الهندیة، الفتاوی الهندیة، ’’کتاب الزکوة: الباب السابع في المصارف‘‘: ج۱،ص:۱۸۹، ط: دارالفکر)

باب المصرف أي مصرف الزکاة والعشر وأما خمس المعدن فمصرفه کالغنائم (هو فقیر وهو من له أدنیٰ شيء) أي دون نساب أو قدر نصاب غیر نام مستغرق في الحاجة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت:

(۳۱۳) **سوال:** جو شخص مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ پڑھائے یا ان کے یہاں جا کر بچے کے کان میں اذان پڑھے اس کی امامت کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ارشد علی، بجنوری

الجواب وبا اللہ التوفیق: وہ بھنگی جس کو عرف عام میں حلال خور مسلمان کہتے ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے اور ان کے بچہ کے کان میں اذان پڑھنا بھی درست ہے لہٰذا اس پر اعتراض نہ کیا جائے مذکورہ شخص کی امامت بھی درست اور جائز ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بلا عذر شرعی کے کچھ لوگ امام کے مخالف ہوں تو ان کی امامت کا حکم:

(۳۱۴) **سوال:** زید کسی مسجد میں ۱۳؍سال سے امام ہے وہاں پر تقریباً ۵ فیصد لوگ بغیر کسی شرعی عذر کے حسد کی بناء پر امام کے مخالف ہیں، اس امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کچھ لوگ مخالف ہوں تو نماز نہیں ہوتی، اس میں شرعی عذر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ یا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (ومسكين من شيء له) على المذهب؛ لقوله تعالى: (أو مسكينا ذا متربة) (البلد ١٣)وآية السفينة للترحم (وعامل) يعم الساعي والعاشر (فيعطى) ولو غنيا لا هاشميا، لأنه فرع نفسيه لهذا العمل (فيحتاج إلى الكفاية والغني لا يمنع من تناولها عند الحاجة كابن السبيل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الزكاة": ج٢، ص: ٣٣٩)

(١) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض ثم (الأحسن تلاوة وتجويداً للقرأة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن. الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج٢، ص: ٢٩٤)

بلامعقول عذر کے بھی نماز نہیں ہوتی اس مسئلے کا تفصیلی جواب تحریر فرمائیں نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقیوم، باغپت

الجواب وباللہ التوفیق: بشرطِ صحت سوال معقول شرعی عذر کا ہونا ضروری ہے مذکورہ لوگوں کی دلیل درست نہیں اس لیے ان کی بات معتبر نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کو برا بھلا کہنے کے بعد اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

(۳۱۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری بستی میں جامع مسجد کے امام صاحب کو اسی بستی کے کچھ لوگ برے القاب سے پکارتے ہیں ان کے پیچھے ان کی برائی کرتے ہیں پھر یہی لوگ ان کے پیچھے نماز بھی ادا کرتے ہیں، امام صاحب کے پیچھے ان لوگوں کی ادا کی گئی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رفیق السلام، آسام

الجواب وباللہ التوفیق: بلاوجہ اور بغیر شرعی ثبوت کے کسی کو برا بھلا کہنا درست

---

(۱) ومن حكمها نظام الألفة وتعلم الجاهل من العالم، قال الشامي: نظام الألفة بتحصيل التعاهد باللقاء في أوقات الصلوات بين الجيران. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۲،ص:۲۸۲)

ولو أم قومًا وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره ذلك تحريماً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۷)

رجل أم قومًا وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لايكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج۱،ص:۱۴۴)

نہیں ہے، برا بھلا کہنے والا گنہگار ہوگا جب کہ اسلام اور مسلم معاشرہ میں امام اور امامت ایک معزز منصب ہے اس پر فائز رہنے والے حضرات عام وخاص ہر طبقہ میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ مسلمانوں کے مقتدیٰ اور پیشوا ہوتے ہیں، اس لیے جن لوگوں نے امام صاحب کو برا کہا ہے ان کو چاہئے کہ اللہ سے توبہ کریں اور امام صاحب سے معافی مانگیں کیوں کہ دین کے جاننے والے کی اہانت سے سلبِ ایمان کا بھی اندیشہ ہے؛ لہٰذا اس سے مکمل اجتناب ضروری ہے، البتہ برا کہنے والے لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے ادا ہوگئی اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

’’وفي النصاب: من أبغض عالماً بغير سبب ظاهر خيف عليه الكفر. وفي نسخة الخسرواني: رجل يجلس على مكان مرتفع ويسألون منه مسائل بطريق الاستهزاء، وهم يضربونه بالوسائد ويضحكون يكفرون جميعاً‘‘.(۱)

’’(وإمام قوم) أي: الإمامة الكبرى، أو إمامة الصلاة (وهم له): وفي نسخة: لها، أي الإمامة (كارهون) أي: لمعنى مذموم في الشرع، وإن كرهوا لخلاف ذلك، فالعيب عليهم ولا كراهة، قال ابن الملك: أي كارهون لبدعته أو فسقه أو جهله، أما إذا كان بينه وبينهم كراهة وعداوة بسبب أمر دنيوي، فلا يكون له هذا الحكم. في شرح السنة قيل: المراد إمام ظالم، وأما من أقام السنة فاللوم على من كرهه، وقيل: هو إمام الصلاة وليس من أهلها، فيتغلب فإن كان مستحقاً لها فاللوم على من كرهه، قال أحمد: إذا كرهه واحد أو اثنان أو ثلاثة، فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة‘‘.(۲)

’’(من تقدم) أي للإمامة الصغرى أو الكبرى (قوماً): وهو في الأصل مصدر قام فوصف به، ثم غلب على الرجال (وهم له كارهون) أي لمذموم شرعي، أما إذا كرهه البعض فالعبرة بالعالم ولو انفرد، وقيل: العبرة بالأكثر، ورجحه ابن حجر، ولعله محمول على أكثر العلماء إذا وجدوا، وإلا فلا عبرة بكثرة الجاهلين، قال تعالى: ﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(۳)

---

(۱) لسان الحكام: ص: ۴۱۵۔

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج ۳، ص: ۱۷۹.

(۳) سورة الأنعام: ۳۷؛ وفيه أيضاً: ج ۳، ص: ۸۶۶.

”(ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريماً؛لحديث أبى داود: لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون“(وإن هو أحق لا)،والكراهة عليهم“(۱)

”رجل أم قوماً وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك،وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره. هكذا في المحيط“(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۳/۱۴۴۳ھ)

امام سے مسجد میں جھاڑو وغیر لگوانا:

(۳۱۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام صاحب کے لیے ان ذمہ داریوں کا پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جو ذیل میں درج ہیں، مثلاً: (۱) جھاڑو لگانا (۲) صف بچھانا (۳) چراغ جلانا اور اذان دینا وغیرہ۔

یا صرف نماز پڑھانا ہی ضروری ہے؛ایسے کام کرنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر امام ایسے کام کرے تو مقتدیوں کو امام سے ایسے کام لینے کی عادت سی بن جاتی ہے۔ امامت کے ساتھ یہ کام کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: آس محمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: ذمہ داران مسجد اور امام صاحب کے درمیان جو ذمہ داریاں امام نے خوشی سے قبول کرلی ہیں اور وعدہ کرلیا کہ ان فرائض کو پورا کروں گا تو ان کا امام

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“:ج۲،ص:۲۹۷.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“:ج۱،ص:۱۴۴.

صاحب کے ذمہ پورا کرنا ضروری ہے تب ہی وہ تنخواہ کا مستحق ہوگا۔(۱)

اور جن باتوں کو طے نہیں کیا گیا ان کو کرنا امام صاحب کے ذمہ ضروری نہیں ہے، اگر امام صاحب وہ کام کردیں تو ان کا احسان اور تبرع ہے اور اس کا اجر وثواب اس کو ملے گا، اس صورت میں صرف امامت اس کی ذمہ داری ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ امام کو صرف امامت کے عہدے پر تقرر کیا جائے اور دیگر کاموں کے لیے دوسرا آدمی رکھ لیا جائے، کیوں کہ منصب عظیم ہے، اس کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے(۲) اگر امام مذکورہ کام کرے، تو اس کی امامت درست ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۳/۱۱/۱۴۱۳ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) والثاني وهو الأجير الخاص ويسمىٰ أجير وحد وهو من يعمل لواحد عملاً موقتاً بالتخصيص ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل الخ. اعلم أن الأخير للخدمة أو لرعى الغنم إنما يكون أجيراً خاصاً إذا شرط عليه أن لا يخدم غيره أو لا يرعىٰ لغيره أو ذكر المدة أولا نحو أن يستأجر راعياً شهراً ليرعىٰ له غنماً مسماة بأجر معلوم فإنه أجير خاص بأول الكلام. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الوقف، مطلب ليس للأجير الخاص أن يصلي النافلة": ج۹، ص:۹۴)

(۲) لأن مبنى الإمامة على الفضيلة، ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤم غيره ولا يؤمه غيره وكذا كل واحد من الخلفاء الراشدين رضي الله تعالىٰ عنهم فى عصره. (الكاسانى، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة: باب بيان من يصلح للإمامة": ج۱، ص:۳۸۶، زکریا دیوبند)

(۳) فرع: أراد رب الغنم أن يزيد فيها ما يطيق الراعي له ذلك لو خاصاً لأنه في حق الرعي بمنزلة العبد وله أن يكلف عبده من الرعي ما يطيق. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الوقف، مطلب ليس للأجير الخاص أن يصلي النافلة": ج۹، ص:۹۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الجماعۃ
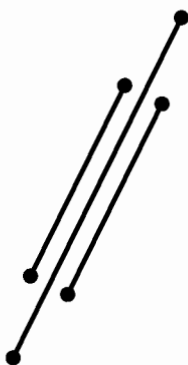
فصل اول: جماعت کے اہتمام کا بیان

فصل ثانی: صفوں کی ترتیب و درستگی کا بیان

فصل ثالث: سترہ کا بیان

فصل رابع: اقتداء کا بیان

فصل خامس: جماعت ثانیہ کا بیان

فصل سادس: عورتوں کی جماعت کا بیان

فصل سابع: جماعت کے متفرقات کا بیان

فصل اول

جماعت کے اہتمام کا بیان

جماعت میں شرکت کے لیے نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

(۱)**سوال:** جماعت میں شریک ہونے کے لیے پیچھے نماز پڑھنے والے شخص کے سامنے سے نکلا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اکثر پہلی صف کو چھوڑ کر پیچھے دوسری یا تیسری صف میں لوگ نماز پڑھتے ہیں ادھر جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تب اکثر سامنے سے نکل کر شریک ہونا پڑتا ہے کیا یہ درست ہے یا گناہ کا کام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سلیم شاہ، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: عام حالات میں نمازی کے آگے سے گزرنا درست نہیں ورنہ گزرنے والا شخص سخت گنہگار ہوگا؛ البتہ اگر جماعت میں شریک ہونے کے لیے نمازی کے آگے سے گزرنا پڑے اوراس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ بھی نہ ہوتو آگے سے گزر کر جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں، خود نمازی کو ایسی جگہ کھڑا نہ ہونا چاہئے ورنہ تو وہ خود ہی گنہگار ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۱/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کسی مقتدی کی وجہ سے جماعت میں تاخیر کرنا:

(۲)**سوال:** مقتدیوں میں سے اگر ایک دو صاحب اس بات کی خواہش کریں کہ ہمارے

---

(۱)إن الكلام فيما إذا شرعوا: وفي القنية قام في آخر صف وبين الصفوف مواضع خالية، فللداخل أن يمر بين يديه ليصل الصفوف. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدرالمختار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول'':ج۲،ص:۳۱۳)

مسجد میں آنے تک ہمارا انتظار کیا جائے خواہ جماعت میں تاخیر ہو جائے وہ حضرات کیا ایسا کرنے سے گناہگار رہوں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شریف احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی خواہش کرنا کہ ہمارا انتظار کیا جائے خواہ جماعت میں تاخیر ہو جائے درست نہیں ہے اس سے دوسرے حاضرین کو تکلیف ہوگی اور وقت کی پابندی کا اہتمام لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان قاسمی غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۲۶ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گشت اور تبلیغی بیان کی وجہ سے جماعت کو مؤخر کرنا:

(۳) **سوال:** نماز عشاء کی جماعت کا وقت مقرر ہے، مگر اکثر و بیشتر جماعت گشت کرتی ہے اور پھر بیان ہوتا ہے، تو جماعت میں کافی تاخیر ہو جاتی ہے جس سے محلّہ کے دائمی نمازیوں کو پریشانی ہوتی ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی نجی ضروریات ہیں، تو کیا یہ تاخیر درست ہے جب کہ ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ فرمایا گیا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشفاق، مظفر پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کے جو اوقات مقرر ہیں انہیں اوقات میں جماعت

---

(۱) ورئيس المحلة لا ينتظر ما لم يكن شريراً والوقت متسع. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب هل باشر النبي صلى الله عليه وسلم الأذان بنفسه؟“: ج۲،ص:۷۱)

ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني من كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما“: ج۱،ص:۱۱۴، زکریا دیوبند)

ولا ينتظر رئيس المحلة لأن فيه رياء وإيذاء لغيره. (إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري:ص:۳۲۶، دارالکتاب دیوبند)

ہونی چاہیے، جماعت کو اپنے وقت مقررہ سے اتنا مؤخر کرنا کہ مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہو شرعاً اچھا نہیں ہے؛ ہاں! اگر کبھی اتفاقاً کسی دینی امر کی وجہ سے معمولی سی تاخیر ہو جائے تو مقتدیوں کو بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے، تاہم بہت زیادہ تاخیر نہ ہونی چاہئے اور اس کی عادت بنا لینا درست نہیں ہے، اور آیت کا مفہوم کسی عالم سے سمجھ لینا چاہیے، آیت سے وہ مراد نہیں ہے جو آپ سمجھے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۵/۱۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کی دوکان میں نماز باجماعت کرنا:

(۴) **سوال**: ایک ہندو کی دوکان ہے اس میں کرایہ دار مسلمان ہے مسجد دور ہے تو اس دوکان میں نماز باجماعت اذان کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ مالک کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: نفیس احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ دوکان کی جو کیفیت سوال میں لکھی ہے اس کے اعتبار سے اس دوکان میں باجماعت نماز ادا کرنا بلاشبہ جائز ہے، شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ البتہ ثواب مسجد جیسا نہیں ملے گا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۳/۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فلو انتظر قبل الصلاة ففي أذان البزازية لو انتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز لواحد بعد الاجتماع لا إلا إذا كان داعراً شريراً...... أن التأخير المؤذن وتطويل القرائة لإدراك بعض الناس حرام، هذا إذا مال لأهل الدنيا تطويلاً وتأخيراً يشق على الناس، فالحاصل أن التأخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه. (ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي": ج۲،ص:۱۹۸-۱۹۹)

(۲) وعن أبي سعيد -رضي الله عنه-، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

روزہ داروں کی وجہ سے نماز مغرب میں تاخیر کرنا:

(۵)سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد میں روزہ دار افطار کے بعد گھر سے آتے ہیں جس کی وجہ سے جماعت میں تاخیر ہوتی ہے، تو روزہ داروں کی وجہ سے نماز مغرب میں کتنی تاخیر ہوسکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رضی الدین، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: افطار کی وجہ سے مغرب کی نماز میں پانچ /سات منٹ کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے، گھر پر روزہ افطار کرنے والے اگر نہ پہونچ پائیں، تو دس منٹ تک تاخیر ہوسکتی ہے، ان کو بھی چاہیے کہ جلد آنے کی کوشش کریں یا مسجد ہی میں افطار کریں، تاکہ حاضرین کو انتظار کی محنت نہ کرنی پڑے۔ (۱)

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۷/ ۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت چھوٹنے پر دوسری مسجد میں جانا:

(۶)سوال: محلّہ کی مسجد میں جماعت چھوٹ گئی تو جماعت کے لیے دوسری مسجد میں جانا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، رواه أبوداود والترمذي والدارمي. (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة ”باب المساجد، الفصل الثاني“: ج۱،ص:۱۳۱، رقم:۷۳۷، یاسرندیم دیوبند)

وأشار بإطلاق قول: ويأذن للناس في الصلاة أنه لا يشترط أن يقول أذنت فيه بالصلاة جماعة أبداً بل الإطلاق كاف لكن لو قال: صلوا فيه جماعة صلاة أو صلاتين يوماً أو شهراً لا يكون مسجداً. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الوقف: فصل في أحكام المساجد“: ج۵،ص:۴۱۷، زکریا دیوبند)

(۱)(و) اخر (المغرب إلى اشتباك النجوم) أي كثرتها (وكره) أي التأخير لا الفعل لأنه مأمور به (تحريماً) إلا بعذر كسفر وكونه على أكل ...... وعبارته إلا من عذر كسفر ومرض وحضور مائدة أو غيم. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة: مطلب في طلوع الشمس من مغربها“: ج۲،ص:۲۷)

وأما المغرب فالمستحب فيها التعجيل في الشتاء والصيف جميعاً وتأخيرها إلى اشتباك النجوم مكروه. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: فصل في شرائط الأركان، الأوقات المستحبة“: ج۱،ص:۳۲۵، زکریا دیوبند)

ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غیاث الدین، کیرانہ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں پہونچ کر معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے، تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جانا واجب نہیں ہے، اگر جانا چاہے، تو جا سکتا ہے منع بھی نہیں ہے، اگر چلا جائے گا اور جماعت میں شرکت کرے گا، تو نماز جماعت کا ثواب پائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۸/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کی جماعت ہو رہی ہے، تو جماعت میں شریک ہو یا پہلے سنت پڑھے؟

(۷) **سوال:** اگر فجر کی جماعت ہو رہی ہو، تو کیا پہلے سنت پڑھیں یا بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائیں؟ فتاویٰ دارالعلوم میں لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت یا تشہد ملنے کا یقین ہو تو سنت پڑھ لینی چاہیے، تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوگا ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ الخ﴾ جب ہم سنت پڑھیں گے، تو قرآن نہ سننا لازم آئے گا۔ یہ تو قرآن کے حکم کے خلاف ہوگا۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: کفیل الرحمٰن، حمزہ آباد

---

(۱) الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۹۰، ۲۹۱)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه و سلم أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا فذهب إلى منزله فجمع أهله ثم صلى بهم. (سليمان بن أحمد الطبراني، المعجم الأوسط: ج ۷، ص: ۵۰، رقم: ۶۸۲۰)

عن الحسن قال: كان أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم إذا دخلوا المسجد وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ. (أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، في مصنفه: ج ۲، ص: ۳۲۳، رقم: ۷۱۸۸)

الجواب وباللہ التوفیق: فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت تمام سنتوں میں سب سے زیادہ مؤکدہ ہیں، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے: "رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیہا"[۱] فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فجر کی دو سنت پڑھا کرو اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں؛[۲] اس لیے فتاویٰ دارالعلوم میں جو لکھا ہے وہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۳:۸/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کی جگہ پر جماعت خانہ بنانا:

(۸) **سوال:** ایک ہندو کا دریوں کا کارخانہ ہے جس میں تقریباً دو سو کاریگر مسلمان کام کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ تم میری فلاں جگہ مسجد بنالو اور نمازیں پڑھتے رہو، جب تم کارخانہ خالی کرو گے تو ہم اس مسجد کو ہٹا دیں گے۔ تو ہم اس جگہ میں مسجد (جماعت خانہ) بنا سکتے ہیں یا نہیں اور یہ مسجد، مسجد ہوگی یا نہیں اس جگہ جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قاسم، مرادنگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جو جگہ کارخانہ کے مالک نے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کے لیے دی ہے اس جگہ پر نماز پنج وقتہ و نماز جمعہ و عیدین وغیرہ سبھی نمازیں جائز اور درست ہوں گی، اس پر شبہ نہ کیا جائے، البتہ وہ جگہ عارضی طور پر نماز کے لیے ہے، جیسا کہ

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليها": ج۱، ص:۲۵۱، رقم:۷۲۵.

(۲) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تدعو هما وإن طردتكم الخيل. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الصلاة، باب في تخفيفهما": ج۱، ص:۱۷۹، رقم:۱۲۵۸)

سوال سے ظاہر ہے، اس لیے وہ شرعی مسجد نہیں ہوگی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۵/۶/۱۴۱۵)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اذان ہونے کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا:

(۹) **سوال:** اذان ہونے کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمنان، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اذان ہو جانے کے بعد نماز پڑھے بغیر بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر جماعت کے وقت واپس آنے کا ارادہ ہے، تو مکروہ نہیں ہے۔

”وكره تحريماً للنهي خروج من لم يصل من مسجد أذن فيه جرى على الغالب والمراد دخول الوقت أذن فيه أولا إلا لمن ينتظم به أمر جماعة أخرى أو كان الخروج لمسجد حيه ولم يصلوا فيه أولأستاذه لدرسه أو لسماع الوعظ أو لحاجة ومن عزمه أن يعود“(۱)

وعن عثمان رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه وسلم: من أدركه الأذان في المسجد ثم خرج لم يخرج لحاجة وهو لا يريد الرجعة فهو منافق“(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۸/۱۲/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل و (بقوله جعلته مسجدا) وفي القهستاني ولا بد من إفرازه: أي تمييزه عن ملكه من جميع الوجوه، فلو كان العلو مسجدا والسفل حوانيت أو بالعكس لا يزول ملكه لتعلق حق العبد به كما في الكافي. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الوقف، مطلب إذا وقف كل نصف على حدة صارا وقفين“: ج ۶، ص: ۵۴۴، ۵۴۵)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عیدگاہ میں مصلیٰ بنانا:

(۱۰) سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ بستی کے آخر میں عیدگاہ کے پاس رہتے ہیں جو مسجد سے کافی دور ہے مسجد میں جماعت کے ساتھ جس قدر مصلیان شرکت کر سکتے ہیں وہ نہیں کر پاتے تو آیا ان لوگوں کے لیے عیدگاہ میں عارضی طور پر مصلی کی نیت سے ایک چبوترہ بنا کر پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ گرمی اور برسات کے لیے اس عارضی چبوترہ پر چھپر یا ٹین وغیرہ ڈالنا کیسا ہے؟ برائے کرم وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وکیل، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: جماعت کے ساتھ نماز کسی بھی پاک جگہ میں پڑھی جاسکتی ہے، اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو، عیدگاہ میں عارضی مصلی بنایا جاسکتا ہے اور گرمی اور دھوپ سے حفاظت کے لیے ٹین بھی ڈالی جاسکتی ہے اس سے وہاں کے لوگوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی سہولت ہو جائے گی اور عیدگاہ میں نماز پڑھنے والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے؛ اس لیے کہ عید کی نماز اس مصلی میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر قبرستان پرانا ہو جائے اور وہاں پر مُردوں کو دفن کرنے کی ضرورت باقی نہ رہ جائے تو اس کو مسجد بنایا جاسکتا ہے؛ اس لیے کہ قبرستان بھی مسلمانوں کے لیے وقف ہے اور مسجد بھی مسلمانوں کے لیے وقف ہوتی ہے۔ اس لیے عیدگاہ کمیٹی کی اجازت سے وہاں پر عارضی مصلی بنایا جاسکتا ہے اور باہمی مشورہ سے اسے مستقل مسجد بھی بنایا جاسکتا ہے تاکہ وہاں نماز پڑھنے والوں کو شرعی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب مل جائے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان": ج۲،ص:۵۰۸.

يكره الخروج بعد الأذان تحريماً لمن كان داخل المسجد، وهذا الحكم مقتصر على من كان داخل المسجد. (الكشميري، العرف الشذي شرح سنن الترمذي: ج۱،ص:۲۱۹)

(۳) أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب الأذان والسنة فيها، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج": ج۱،ص:۵۴،رقم:۷۳۴.

”لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجدا لم أر بذلك بأسا و ذلك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها فإذا درست و استغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المساجد لأن المساجد أيضاً وقف من اوقاف المسلمين“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۵ ۱۴۴۰ھ)

بچوں کی تربیت کے لیے مسجد میں جماعت کرانا:

(۱۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

دومنزلہ مسجد ہے جس کے اوپری حصہ میں مکتب چلتا ہے اور جب نماز کا وقت ہوتا ہے، تو مسجد کے اوپری حصہ میں مکتب میں پڑھنے والے نابالغ بچوں کی جماعت کرائی جاتی ہے، جن کا امام بالغ بچہ ہوتا ہے اور جماعت میں بھی سات آٹھ بالغ بچے بھی شریک ہوتے ہیں، پھر دس منٹ بعد مسجد کے نچلے حصہ میں مستقل جماعت ہوتی ہے، تو سوال یہ ہے کہ نچلے حصہ میں ہونے والی جماعت، کیا جماعت ثانیہ ہے اور کیا اس طرح ایک ہی مسجد میں بچوں کی الگ سے جماعت کرانا صحیح ہے؟ اور کیا مستقل

---

(۱) العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ”كتاب الصلاة، باب الصلاة في مربض الغنم“: ج۴، ص:۱۷۹)
الثامنة في وقف المسجد أيجوز أن يبنى من غلته منارة قال في الخانية: معزيا إلى أبي بكر البلخي إن كان ذلك من مصلحة المسجد بأن كان أسمع لهم فلا بأس به. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الوقف، باب وقف المسجد أيجوز أن يبنى من غلته منارة“: ج۵، ص:۲۳۳)
عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة، فقال: يا بني نجار ثامنوني بحائطكم هذا، قالوا: لا والله لا نطلب ثمنه إلا إلى الله فقال أنس: فكان فيه ما أقول لكم قبور المشركين، وفيه خرب و فيه نخل، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين، فنبشت، ثم بالخرب فسويت، وبالنخل فقطع، فصفوا النخل قبلة المسجد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية“: ج۱، ص:۹۳، رقم:۴۲۸)

جماعت، جماعت ثانیہ ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں، کیوں کہ بہت سے گاؤں میں ہو رہا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تجمل حسین، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: بچوں کو نماز کی تربیت دینا درست ہے اور نیچے جو جماعت ہو رہی ہے وہی مستقل جماعت ہے، جماعت ثانیہ نہیں ہے، ہاں! تربیت کے لیے ایسا کیا جائے کہ اوپر ہونے والی بچوں کی جماعت میں صرف نابالغ بچے شریک ہوں اور ان کا امام بھی نابالغ ہو، تو اس طرح پہلی جماعت نفل ہوگی اور دوسری جماعت اصل ہوگی اور اگر بالغ بچے پڑھانے والے ہوں اور پڑھنے والے بھی چند بالغ ہوں گے، تو ایسی صورت میں پہلی جماعت فرض ہو جائے گی، تو دوسری جماعت، جماعت ثانیہ کہلائے گی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد دور ہونے کی وجہ سے گھر میں جماعت کرنا:

(۱۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) عن أبي بكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا فمال إلي منزله فجمع أهله فصلى بهم. (المعجم الأوسط للطبراني، "باب من اسمه: عبدان": ج ۱، ص: ۲۱۳، رقم: ۴۶۰۱) (شاملہ)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (قوله ويكره) أي تحريما لقول الكافي لا يجوز والمجمع لا يباح وشرح الجامع الصغير إنه بدعة كما في رسالة السندي (قوله بأذان وإقامة إلخ) ... والمراد بمسجد المحلة ما له إمام وجماعة معلومون كما في الدرر وغيرها. قال في المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الأمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۸۸)

پانچوں نمازوں میں سے نماز فجر و جمعہ کے علاوہ فرض نماز باجماعت اپنے گھر میں ایک بڑا ہال متعین کر رکھا ہے جس میں نماز ادا کرتے ہیں؛ لیکن مسجد تقریباً ۳۰۰ ر میٹر یا ساڑھے تین سو میٹر دوری پر واقع ہے، گھر پر نماز جماعت ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر گھر پر جماعت ادا نہ کریں تو مسجد میں ۲ ر یا تین افراد ہی بمشکل نماز پڑھنے جاتے ہیں اور گھر پر بالغ و بچوں کی تعداد تقریباً ۲۰-۲۲ ر نمازیوں تک بڑھ جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ گھر سے مسجد میں جانے کے لیے فور لائن ہائیوے ہے جس پر ٹریفک بہت زیادہ رہتا ہے اس کو کروس کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور حادثات بھی کافی ہوتے ہیں۔

نوٹ: اگر گھر سے نماز باجماعت کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، تو بچوں کی تعلیم اور تمام حضرات کا نماز پڑھنا بھی تقریباً چھوٹ جائے گا، لہٰذا آپ حضرات سے التماس ہے کہ برائے کرم اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں، آیا ہمارا نماز باجماعت پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فاروق ملک، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت میں جماعت اور مسجد کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک نابینا شخص نے آپ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اذان کی آواز سنتے ہو انہوں نے کہا جی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم مسجد میں آیا کرو۔ مسجد میں جماعت کی نماز کا ثواب گھر کی نماز سے بہت زیادہ ہے،[1] اس کے علاوہ مسجد مسلمانوں کا مرکز ہے جس سے ہر مسلمان کو وابستہ رہنا چاہیے، گھر میں جماعت کی پابندی سے کئی مسائل بھی پیدا ہوں گے مسجد کی برکت سے محرومی، مسجد میں افراد زیادہ ہوتے ہیں جتنے زیادہ افراد ہوں گے اتنا ثواب زیادہ ملے گا۔[2]

---

(۱) إن ابن أم مکتوم أتی النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکان ضریر البصر فشکا إلیہ وسألہ أن یرخص لہ في صلاۃ العشاء والفجر، وقال: إن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبینک أشیاء، فقال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ھل تسمع الأذان، قال: نعم! مرۃ أو مرتین فلم یرخص لہ في ذلک. (المعجم الأوسط، ''باب من اسمہ: محمود'': ج ۸، ص: ۳۰، الشاملۃ)

(۲) أن صلاۃ الرجل مع الرجل أزکی من صلاتہ وحدہ وصلاتہ مع الرجلین أزکی من صلاتہ مع الرجل وما کثر فھو أحب إلی اللّٰہ تعالیٰ. (أخرجہ أبو داود، في سننہ، ''کتاب الصلاۃ، باب في فضل صلاۃ الجماعۃ'': ج ۱، ص: ۴۱۶؛ ''أزکی'' أي أکثر ثواباً. (عون المعبود، ''کتاب الصلاۃ، باب في فضل صلاۃ الجماعۃ'': ج ۲، ص: ۱۸۲)

مسجد میں کوئی اللہ والا بھی شریک ہے کہ اس کی دعا میں ہم بھی شریک ہو جائیں گے، اس لیے فقہاء نے ایسے لوگوں کو جو مسجد آسکتے ہیں گھر میں نماز کے اصرار کو ناپسند کیا ہے۔ آپ نے جن دو مصلحت کا ذکر کیا ہے، ایک راستہ ہے، اگر واقعی راستہ پر خطر ہو، تو ایسی صورت میں گھر میں جماعت کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے؛(۱) لیکن دوسری وجہ کہ گھر پر زیادہ لوگ شریک ہوں گے اور مسجد میں کم لوگ جائیں گے یہ عذر نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ لوگ جو مسجد نہیں جاتے ہیں انہیں ترغیب دی جائے اور مسجد کی نماز کی فضیلت کو بیان کیا جائے اور ایک ایک نماز میں آہستہ آہستہ ان کو مسجد لانے کا پابند بنایا جائے، مسجد میں صرف جماعت کا ہی نہیں بلکہ تکثیر جماعت کا اہتمام ہونا چاہئے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مفتی دار العلوم وقف دیوبند (۲/۱۶: ۱۴۴۱ھ)

مصلیوں کی ناراضگی کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونا:

(۱۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عمر محلے کی مسجد کا نمازی ہے اور ماضی میں ذمہ دار تھا، اب ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا ہے ماضی میں مصلیوں کی بے اصولی پر کبھی ٹوک دیتا تھا (جس کو بداخلاقی کا نام دیا گیا) جس کی وجہ سے عمر سے مصلیوں اور ذمہ داروں کو تکلیف اور شکایت ہے، عمر کو مسجد جانے پر برا مانتے ہیں، (دوری اختیار کرنا چاہتے ہیں) جس کی وجہ سے عمر کو اب مسجد جانا بہت بھاری معلوم ہوتا ہے، عزت کو خطرہ محسوس ہوتا ہے، ایسے حالات میں عمر خود مسجد نہیں جانا چاہتا شریعت میں اس کی اجازت و گنجائش ہے یا نہیں؟ عمر اپنے گھر پر تنہا نماز پڑھ سکتا ہے؟ گناہ تو نہیں ہوگا؟ عمر کے مسجد نہ جانے کی ساری

---

(۱) ویسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئاً مطر وبرد وخوف. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة، باب فصل يسقط حضور الجماعة“: ج۱، ص: ۱۱۱)

(۲) لأن قضاء حق المسجد على وجه يؤدي إلى تقليل الجماعة مكروه. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة، فصل بيان محل وجوب الأذان“: ج۱، ص: ۳۸۰)

ذمہ داری مسجد کے ذمہ داران پر ہوگی۔

نوٹ: محلے میں اپنی اور کوئی مسجد نہیں ہے، حوالے کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضوان، جامع مسجد دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں مسجد کی جماعت کے ترک کرنے کا جو عذر بیان کیا گیا ہے وہ ترک جماعت کا معقول عذر نہیں ہے، اس کی وجہ سے عمر کے لیے مسجد کی جماعت کی نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، احادیث میں اس طرح کی چیزوں کو ترک جماعت کا عذر نہیں بتایا گیا ہے، عمر کو چاہیے کہ نماز کے وقت مسجد جائے اگر لوگوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، تو ہونے دے مسجد اللہ کا گھر ہے اور اللہ کا حکم مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہے؛ اس لیے بندوں کو دیکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف نظر رہنی چاہیے۔

”عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الجفاء کل الجفاء و الکفر والنفاق من سمع منادي اللہ إلی الصلاة فلا یجیبه“[۱]

عن ابن عباس رضي اللہ عنه، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من سمع المنادي فلم یمنعه من اتباعه عذر قالوا: و ما العذر؟ قال خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلی“[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۱۱/۱۴۴۱ھ)

جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت:

(۱۴) **سوال:** جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا نماز سے 25 یا 27 گنا زیادہ

---

(۱) مسند أحمد، مسند المکیین، حدیث معاذ ابن أنس الجهني، ج۲۴، ص: ۳۹۰، رقم: ۱۵۶۲۷

(۲) سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داؤد، ”کتاب الصلاة، باب في التشدید في ترك الجماعة“: ج۱، ص: ۸۱.

ہے۔ حرم مکہ یا مدینہ میں اس کا ثواب کتنا ہوگا؟ کیا اگر جماعت کے ساتھ وہاں پڑھیں تو 25 یا 27 سے ضرب کریں گے؟ اگر تنہا نماز حرم میں پڑھے، تو اس کا کیا ثواب ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: حرم مکہ یا حرم مدینہ میں جو ایک لاکھ یا پچاس ہزار کے ثواب کا تذکرہ ہے وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے سلسلہ میں ہے۔ حرم کی نماز کو 25 یا 27 گنا نہیں کیا جائے گا۔ اور تنہا حرم میں نماز پڑھنے کا وہ ثواب نہیں ہے جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے؛ اس لیے کہ نوافل بھی حرم کے بجائے اپنے گھر پر پڑھنا ہی افضل ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ **کتبہ:** امانت علی قاسمی (۱۱/۷/۱۴۴۱ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کی جماعت میں شریک ہونے کے لیے سنت کی نیت توڑنا:

(۱۵) **سوال:** فجر کی سنت کی نیت باندھی معلوم ہوا کہ امام نے دوسری رکعت مکمل کرلی ہے۔ اب اگر میں سنت پوری کروں، تو جماعت نکل جاتی ہے، تو کیا میں نیت توڑ کر جماعت میں شامل

---

(۱) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام. (أخرجه ابن ماجة، في سننه، "أبواب إقامة الصلاة، والسنة فيها، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبی صلى الله عليه وسلم": ج۱، ص:۱۰۱، رقم:۱۴۰۴)

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الرجل في بيته بصلاة، وصلاته في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة، وصلاته في المسجد الذي يجمع فيه بخمس مائة صلاة، وصلاته في المسجد الأقصى بخمسين ألف صلاة، وصلاته في مسجدي بخمسين ألف صلاة، وصلاة في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة. (أيضاً، ص:۱۰۲، رقم:۱۴۱۳)

عن جابر -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدي أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام وصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاة فيما سواه. (أيضاً، ج۱، ص:۱۰۱، رقم:۱۴۰۶)

فصلوا أيها الناس في بيوتكم، فإن أفضل صلاة المرء في بيته إلا الصلاة المكتوبة. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه": ج۲، ص:۱۰۸۲، رقم:۷۲۹۰)

ہوجاؤں یا سنت پوری کروں اور جماعت بالکل ترک کردوں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: جب آپ نے سنت شروع کردی تو اب توڑنا جائز نہیں ہے۔ سنت پوری کریں، پھر اگر قعدہ اخیرہ مل جائے، تو ٹھیک ہے ورنہ تنہا نماز پڑھ لیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۲/۲۶ ۱۴۴۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مخنث کا باجماعت نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۱۶) **سوال:** مخنث حضرات کا مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا کیسا ہے؛ اگر درست ہے تو اس پر اعتراض کرنا یا اُنھیں مسجد میں داخل ہونے سے روکنا جائز ہے یا نہیں؟ مخنث سے مسجد میں چندہ لینا اور ان کو قربانی میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: مخنث کا مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے؛ لیکن اگر مردوں، بچوں اور مخنثوں کا مجمع ہو تو ان کی صف بندی میں درج ذیل ترتیب کی رعایت رکھیں

---

(۱)(وإذا خاف فوت) ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل (قوله تركها) أي لا يشرع فيها، وليس المراد بقطعها لما مر أن الشارع في النفل لا يقطعه مطلقا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش": ج۲،ص:۵۱۰)

لو خاف أنه لو صلى سنة الفجر بوجهها تفوته الجماعة، ولو اقتصر فيها بالفاتحة وتسبيحة في الركوع والسجود يدركها فله أن يقتصر عليها لأن ترك السنة جائز لإدراك الجماعة، فسنة السنة أولى. وعن القاضي الزرنجري:لو خاف أن تفوته الركعتان يصلي السنة ويترك الثناء والتعوذ وسنة القرائة،ويقتصر على آية واحدة ليكون جمعا بينهما وكذا في سنة الظهر.اهـ. وفيها أيضا:صلى سنة الفجر وفاته الفجر لا يعيد السنة إذا قضى الفجر.اهـ. (أيضًا: ص:۵۱۲)

آگے مرد کھڑے ہوں، پھر بچے اور ان کے پیچھے مخنث۔

”وإذا وقف خلف الإمام قام بين صف الرجال والنساء لاحتمال أنه إمرأة فلا يتخلل الرجال كيلا تفسد صلاتهم“(۱)

”مفهوم أن محاذاة الخنثیٰ المشكل لا تفسد وبه صرح في التاتار خانية“(۲)

اس پر اعتراض درست نہیں، مخنث کا مسجد میں چندہ دینا بھی درست ہے شرط یہ ہے کہ اس کی آمدنی حلال و پاک ہو، اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی جائے گی، مخنث کا قربانی میں حصہ لینا بھی درست ہے شرط وہی ہے کہ اس کا مال حلال ہو۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۵/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ضرورت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز ادا کرنا:

(۱۷) **سوال**: ایک مسجد ہے جس میں سخت گرمی کی وجہ سے کبھی کبھی مغرب وعشاء کی نماز باجماعت مسجد کی چھت پر ادا کر لی جاتی ہے تو کیا وہ نماز درست ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: علی موسیٰ، امام مسجد دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی چھت پر تنہا یا جماعت سے نماز ادا کی جائے تو شرعاً نماز درست ہو جاتی ہے اور جماعت بھی درست یعنی جائز ہے اس لیے نماز باجماعت کی صحت کے لیے مسجد کے اندر ہونا شرط نہیں ہے۔ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے میں کراہت وعدم کراہت کا مدار اس پر ہے کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے پس ان عبارات کے پیش نظر مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

شامی میں ہے ”ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح

---

(۱) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الخنثیٰ، فصل في أحكامه“: ج ۴، ص: ۵۴۶، فیصل دیوبند.

(۲) أحمد بن محمد القدوري، المختصر القدوري، ”كتاب الصلاة، باب الجماعة“: ص: ۳۵، مکتبہ النور دیوبند.

ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة“: ج ۲، ص: ۲۹۲.

المسجد ویلزمه کراهة الصلاة أیضاً فوقه"[۱]

اور بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے پس ان عبارات کے پیش نظر مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے درمختار میں ہے "**وکرہ تحریما الوطئ فوقه**"[۲] اس کی شرح میں علامہ شامی نے لکھا ہے۔ "**أما الوطؤ فوقه بالقدم فغیر مکروه**"[۳] علامہ شامیؒ کراہت وعدم کراہت دونوں قول نقل فرماتے ہیں؛ لیکن کراہت کے اس قول پر جو قہستانی سے نقل کیا ہے۔ علامہ شامیؒ کو اطمینان نہیں ہے؛ اس لیے اس کے بعد فرمایا فلیتأمل کہ یہ قابل غور ہے۔ پس علامہ شامی کا رجحان عدم کراہت ہی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

بہر حال فقہا کی عبارتیں کراہت وعدم کراہت دونوں طرح کی ملتی ہیں جن میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جہاں پر کراہت کی نفی ہے وہاں مراد کراہت تحریمی ہے کہ مسجد کی کہ چھت پر نماز پڑھنا خلاف اولیٰ یعنی مکروہ تنزیہی ہے۔

البتہ اگر کوئی پریشانی ہو مسجد کے اندر کوئی تعمیری کام ہو رہا ہو جس کی وجہ سے نماز پڑھنے میں سخت دشواری ہو رہی ہو یا شدید گرمی ہو اور دریچوں سے ہوا نہ آتی ہو نیز کوئی مانع شرعی بھی نہ ہو مثلاً مسجد کے اوپر نماز پڑھنے سے قرب وجوار کے مکانوں کی بے پردگی نہ ہوتی ہو تو اس مجبوری کے پیش نظر مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۳/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کا تارک عصر کی جماعت میں شامل ہو یا نہیں؟

(۱۸) **سوال**: زید نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی عصر کا وقت ہو گیا وہ مسجد میں پہونچا تو جماعت

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها": ج۲،ص:۴۲۸.
(۲) أیضًا.
(۳) أیضًا.

ہورہی تھی۔ اب نماز میں شامل ہوگا یا نہیں اگر شامل ہوتا ہے تو جماعت کے بعد نماز ظہر کی قضا پڑھے یا نہیں یا پھر سے ظہر ادا کر کے عصر کی نماز دہرائے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز کے بعد کسی طرح کی نماز نہیں پڑھ سکتے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر احمد، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) وہ صاحب ترتیب ہو یعنی پوری زندگی میں ایک ساتھ اس کی پانچ نمازوں سے زیادہ فوت نہ ہوئی ہوں اس صورت کا حکم یہ ہے کہ وہ عصر کی جماعت میں شریک نہ ہو پہلے ظہر ادا کرے اس کے بعد عصر پڑھے اور اگر عصر پہلے پڑھ لی، تو پھر بھی ظہر پڑھے اس کے بعد عصر ادا کرے۔[1]

(۲) وہ صاحب ترتیب نہ ہو یعنی پوری زندگی میں اس کی پانچ سے زائد نمازیں فوت ہوگئی ہوں اس صورت کا حکم یہ ہے کہ عصر کی جماعت میں شامل ہوجائے اور عصر کے بعد ظہر کی قضا کرے اور عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا قبل از اصفرار وغروب درست ہے ہاں نوافل پڑھنا صحیح نہیں ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۴/۲۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت کے انتظار میں مسجد میں کھڑے رہنا:

(۱۹) **سوال:** جماعت کے انتظار میں مسجد میں کھڑے رہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زبیر، مظفر نگر

---

(۱) فإذا كان الترتيب فرضا يلزم أن يكون الفائت شرطا لحصة الوقتية فلا يجوز لأن شرط الشيئ تبع لذلك الشيء. (العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الصلاة، كيفية قضاء الفوائت": ج۲، ص:۵۸۳)

(۲) لأن الترتيب يسقط بضيق الوقت وكذا النسيان وكثرة الفوائت كي لا يؤدي إلى تفويت الوقتية، بخلاف ما إذا كان في الوقت سعة حيث لايجوز لأنه أداها قبل وقتها الثابت بالحديث. (المرغيناني، الهداية، "كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت": ج۱، ص:۱۵۴، دارالكتاب)

الجواب وباللہ التوفیق: جماعت کے انتظار میں کھڑے رہنا خلاف ادب اور ناپسندیدہ عمل ہے، بیٹھ کر جماعت کا انتظار کرنا چاہئے، جب تک امام کو آتا نہ دیکھیں کھڑے نہ ہوں ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً جماعت کھڑی ہونے میں معمولی وقت ہے اور بیٹھ کر فوراً کھڑا ہونے میں تکلیف ہو تو ایسے شخص کے لیے کھڑے ہو کر انتظار کرنے کی گنجائش ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲:۱۴۴۳ھ)

جماعت میں شریک ہونے کے لیے دوڑنا:

(۲۰) **سوال:** جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زبیر، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد کی طرف دوڑنے کی ممانعت حدیث مبارک میں موجود ہے۔ جماعت میں شرکت کے لیے سکون وقار سے چلنا چاہئے خواہ رکعت نکلنے کا اندیشہ ہو۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة -رضي الله تعالىٰ عنه- قال أقيمت الصلاة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد ومواضع الصلاة، متى يقوم الناس للصلاة'': ج۱،ص:۲۱۰، رقم:۶۰۵)

إن كان المؤذن غير الإمام وكان القوم مع الإمام في المسجد فإنه يقوم الإمام والقوم إذا قال المؤذن: ''حي على الصلاة'' عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما'': ج۱،ص:۱۱۴)

(۲) عن أبي هريرة -رضي الله تعالىٰ عنه- قال: إذا كان أحدكم مقبلا إلى الصلاة فليمش على رسله فإنه في صلاة فما أدرك فليصل وما فاته فليقض. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ''كتاب الأذان، باب قول الرجل فاتتنا الصلاة'': ج۵،ص:۱۵۰، رقم:۶۳۵)

”قال محمد ويؤمر من أدرك القوم ركوعاً أن يأتي وعليه السكينة والوقار ولا يعجل في الصلوٰة حتى يصل إلى الصف فما أدرك مع الإمام صلى بالسكينة والوقار و ما فاته قضى وأصله قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أتيتم الصلوٰة فأتوها وأنتم تمشون ولا تأتوها وأنتم تسعون عليكم بالسكينة والوقار وما أدركتم فصلوا وما فاتكم فاقضوا“(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۱/۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کی سنتوں سے قبل امام فرض پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲۱)**سوال:** امام صاحب ظہر میں دیر سے آئے اگر سنت پڑھیں تو نمازی کڑھن محسوس کرتے ہیں؛ اس لیے اگر بغیر سنت پڑھے امام فرض پڑھا دیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالصمد خاں، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھا سکتا ہے، نماز مکروہ نہ ہوگی، پھر ظہر فرض کے بعد دو رکعت سنت پڑھ کر فوت شدہ چار سنتیں پڑھ لی جائیں۔ لیکن اس کی عادت بنانا اچھا نہیں ہے، حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام ہوا کرتے تھے اور ظہر سے قبل چار سنتیں نہ پڑھ سکتے تھے تو بعد میں پڑھ لیا کرتے تھے۔(۲)

---

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،”كتاب الصلاة، فصل بيان ما يستحب في الصلاة ومايكره“: ج۱، ص:۵۰۳.

(۲) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة، فإنه إن خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم يأتي بها على أنها سنة في وقته أي الظهر. (ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار،”كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش“: ج۲، ص:۵۱۰)

''عن عائشة رضي الله عنها،أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا لم يصل أربعاً قبل الظهر صلاها بعدها''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۶/۱۳؍۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر وعصر کی نماز تنہا پڑھ کر جماعت میں شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲۲) **سوال:** زید نے نماز فجر یا عصر کسی وجہ سے قبل جماعت پڑھ لی تو اب وہ شامل جماعت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
محمد اسماعیل، بنہیڑہ خاص

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اس شخص کو جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے چوں کہ وہ شخص اپنی فرض نماز ادا کر چکا ہے، اب جماعت کے ساتھ شامل ہونے سے اس کی نماز نفل ہوگی جب کہ فجر وعصر میں ادائے فرض کے بعد طلوع آفتاب وغروب آفتاب تک نوافل کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۰/۱/۱۲؍۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الصلاة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في الركعتين قبل الظهر'': ج۱،ص:۵۷، رقم:۴۲۶، نعیمیہ دیوبند۔

(۲)وعن ابن عمر كان يقول من صلى المغرب أو الصبح ثم أدركهما مع الإمام فلا يعد لهما،وعن جابر قال: كان معاذ يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم العشاء ثم يرجع إلى قومه فيصلي بهم العشاء وهي له نافلة'' (مشكاة المصابيح،''كتاب الصلاة، باب من صلى صلاة مرتين، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۰۳،رقم:۱۱۵۱، یاسر ندیم دیوبند)

وكره نفل بعد صلاة فجر وصلاة عصر،لايكره قضاء فائتة وكذا بعد طلوع فجر...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا:

(۲۳)**سوال:** ہمارے محلّہ میں جو مسجد ہے اس میں با جماعت نماز کا انتظام نہیں ہے، آج کل امام نہیں ہے تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں با جماعت نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مبشر احمد، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے اس لیے اپنے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسرے محلّہ کی مسجد میں نہ جانا چاہئے۔ شامی میں خانیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اگر اپنے محلّہ کی مسجد میں تنہا بھی نماز پڑھے تو اکیلا اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے۔

’’بل في الخانية لو لم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يذهب إليه ويؤذن فيه ويصلي ولو كان وحده لأن له حقا عليه فيؤديه‘‘(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱۰/۶ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

محلّہ کے مکانات میں چھوٹی چھوٹی جماعت کرنا:

(۲۴)**سوال:** کورونا کی پابندی کی وجہ سے مسجد میں عمومی نماز کی اجازت نہیں ہے، کہیں پر صرف پانچ افراد نماز پڑھتے ہیں اور کہیں فاصلے پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے جس کی وجہ سے تمام

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... سوی سنته، الخ...... قال الشامي، قوله كره: الكراهية هنا تحريمية كما صرح به في الحلية، وقوله بعد صلاة فجر وعصر أي إلى ماقبل الطلوع والتغير. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة‘‘: ج۲،ص:۳۷، زکریا دیوبند)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ’’باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: مطلب في أفضل المساجد‘‘: ج ۲،ص: ۴۳۳، ط: زکریا.

رجل يصلي في الجامع لكثرة الجمع ولا يصلي في مسجد حيه فإنه يصلي في مسجد منزله وإن كان قومه أقل: وإن لم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يؤذن ويصلي......فالأفضل أن يصلي في مسجده ولا يذهب إلى مسجد آخر. (خلاصة الفتاوىٰ، ج۱،ص:۲۲۸، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)

حضرات ایک ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں ایسی صورت میں کہیں پر مسجد میں کئی جماعتیں ہو رہی ہیں اور کہیں پر مسجد میں تو ایک یا دو جماعتیں ہوتی ہیں باقی افراد گھروں میں بھی جماعت قائم کر کے نماز پڑھتے ہیں ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ کیا محلّہ کے مکانات میں چھوٹی چھوٹی جماعت قائم کرنا درست ہے؟ جب کہ اس سے جماعت کا بنیادی مقصد بہر حال فوت ہو جاتا ہے ایسی صورت میں کیا تنہا نماز پڑھنی چاہیے یا چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہی قائم کرنی چاہیے، اس صورت میں بہتر عمل کیا ہو سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: اسلام میں نماز با جماعت کی اہمیت ہے اور نماز با جماعت میں بھی مسجد کی جماعت کی تاکید ہے، اس لیے حتی الامکان تو اسی کی کوشش کی جائے کہ مسجد میں ایک ہی جماعت قائم ہو اور تمام حضرات اسی ایک جماعت میں شریک ہوں، لیکن اگر اس پر عمل ممکن نہ ہو حکومتی پابندی کا سامنا ہو تو پھر ایسی صورت میں بہتر ہے کہ مسجد میں کئی جماعتیں کر لی جائیں اور یہ حکم عارضی طور پر ہوگا، عذر کے ختم ہونے کے بعد مسجد میں تکرار جماعت کا سلسلہ بند کر دیا جائے یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب اور مسجد میں جماعت کرنا یہ بھی واجب ہے، اگر گھر میں جماعت کی جائے تو اگرچہ جماعت کا اہتمام ہو جائے گا؛ لیکن دوسرا واجب چھوٹ جائے گا۔[1]

یہاں ایک خدشہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اگر مسجد میں جماعت کا تکرار ہوگا تو لوگوں کے دلوں سے جماعت ثانیہ کی کراہت ختم ہو جائے گی؛ اس لیے بہتر ہے کہ گھروں میں ہی جماعت سے نماز پڑھ لیں مسجد میں تکرار نہ کیا جائے؛ لیکن اس میں ایک دوسری خرابی ہے لوگوں کے دلوں میں یہ بیٹھنا

(۱) قلت دلالته على الجزء الأول ظاهرة حيث بولغ في تهديد من تخلّف عنها وحكم عليه بالنفاق، ومثل هذا التهديد لايكون إلا في ترك الواجب، ولايخفى أن وجوب الجماعة لو كان مجردًا عن حضور المسجد لما هم رسول الله صلى الله عليه وسلم بإحراق البيوت على المتخلفين لاحتمال أنهم صلوها بالجماعة في بيوتهم؛ فثبت أن إتيان المسجد أيضًا واجب كوجوب الجماعة، فمن صلاها بجماعة في بيته أتى بواجب وترك واجبًا آخر...... و أما مايدل على وجوبها في المسجد فإنهم اتفقوا على أن إجابة الأذان واجبة لما في عدم إجابتها من الوعيد. (إعلاء السنن، باب وجوب إتيان الجماعة في المسجد عند عدم العلة": ج۴، ص: ۱۸۶، إدارة القرآن كراچی)

چاہیے کہ نماز مسجد میں جماعت سے پڑھنا ضروری ہے؛ لیکن اگر چند دن گھر میں جماعت بنا کر نماز پڑھیں گے تو دلوں سے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو اہمیت ہے وہ بھی کم ہو سکتی ہے۔ پھر عارضی احوال میں اگر علاقے میں کئی مساجد ہوں جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے، وہاں پر مجبوری میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس سے یہ خدشہ ہے کہ بعد میں ان مساجد میں جمعہ باقی رہ جائے گا اور لوگ بند کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے جیسا کہ احوال واقعی ہے بہت سی جگہوں سے فتویٰ بھی طلب کیا گیا کہ لاک ڈاؤن کی مجبوری کی وجہ سے دوسری تمام مساجد میں جمعہ قائم کیا گیا تھا اب جب کہ حالات معمول پر آ رہے ہیں تو کیا وہاں جمعہ بند کرنا چاہیے جب کہ بعض حضرات بند کرنے پر راضی نہیں ہیں ظاہر ہے کہ ان مساجد میں بند کرنے کا ہی حکم دیا جائے گا؛ اس لیے عارضی احوال میں اگر مسجد میں تکرار جماعت ہو یا گھر میں جماعت کا اہتمام ہو، دونوں کی گنجائش ہے۔ محض خدشہ کی بنا پر عذر کی وجہ سے تکرار جماعت کو مکروہ نہیں کہا جائے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ کے ساتھ جماعت کرنا:

(۲۵) **سوال**: زید ایک گاؤں کی مسجد میں امامت کرتا ہے اور بچوں کو پڑھاتا ہے؛ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز کے وقت بالغ حضرات میں سے کوئی بھی حاضر نہیں ہوتے تو ایسے موقع پر زید صرف نابالغ بچوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منور، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نابالغ بچے عقل وشعور والے ہیں تو صورت مسئولہ کی گنجائش ہے اور اگر سبھی بچے ناسمجھ ہیں تو پھر جماعت نہیں ہو سکے گی، تاہم نماز کا جو وقت متعین ہے اسی

پر نماز شروع کرنا لازم نہیں اس لیے اگر کبھی ایسی ضرورت پیش آجائے تو مقتدی حضرات کا تھوڑا اور انتظار کرلیں پھر نماز شروع کریں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۲۳/۶/۷/۱۴۲۳ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

جذام کے مریض کے لیے جمعہ و جماعت کا حکم:

(۲۶) **سوال:** ایک شخص جذام (کوڑھ) کا مریض ہے، مرض بے انتہا بڑھا ہوا ہے جمعہ و پنج وقتہ نماز کے لیے مسجد آتا ہے اس کی بیماری کی وجہ سے لوگ گھن کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے ایسی صورت میں اس مریض سے جمعہ و دیگر نمازوں کی جماعت ساقط ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نعمان خاں، پربھنی

الجواب وباللہ التوفیق: جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط و معاف ہے، اس لیے وہ مسجد میں نہ آئے؛ بلکہ گھر پر نماز پڑھے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا زاد على الواحد في غير الجمعة فهو جماعة وإن كان معه صبي عاقل. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة": ج۱، ص:۱۴۱، زکریا دیوبند)

وأقلها إثنان، واحد مع الإمام ولو مميزاً أو ملكاً، قوله ولو مميزاً أي ولو كان الواحد المقتدي صبياً مميزاً قال في السراج: لو حلف لايصلي جماعة وأم صبياً يعقل حنث ولا عبرة بغير العاقل. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۸۹)

(۲) ويمنع منه (أي المسجد) وكذا كل موذ قال الشامي: وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مدرسہ اور مسجد میں جماعت کا ثواب:

(۲۷) **سوال:** ایک مدرسہ میں جماعت ہوتی ہے وہاں پر محلّہ کی مسجد کی اذان کی آواز بھی آتی ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ مدرسہ میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس میں ایک نیکی اور مسجد کی جماعت میں ۲۷/نیکیاں ملتی ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منظور احمد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کے علاوہ کسی جگہ پر نماز باجماعت پڑھی جائے تو جماعت کا پورا ثواب ملتا ہے اس میں تو کمی نہیں ہوتی؛ البتہ مسجد میں نماز کا جو ثواب ہے اس سے محروم ہوجاتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۶/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وما يكره، مطلب في الغرس في المسجد'': ج۲،ص:۴۳۵،زکریا دیوبند)

وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لا تجب على المريض والمقعد والمزن ومقطوع اليد والرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذي لا يستطيع المشي والشيخ الكبير العاجز والأعمىٰ عند أبي حنيفة رحمه الله. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة'': ج۱،ص:۱۴۰، زکریا دیوبند)

(۱)عن انس بن مالك -رضي الله تعالىٰ عنه- قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: صلاة الرجل في بيته بصلاة، وصلاته في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة، وصلاته في المسجد الذي يجمع فيه بخمس مائة صلاة وصلاته في المسجد الأقصى بخمسين ألف صلاة وصلاته في مسجدى بخمسين ألف صلاة وصلاة في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة. رواه ابن ماجه. (مشكاة المصابيح،''كتاب الصلاة، الفصل الثالث'': ص:۵۲،رقم:۷۵۲، مکتبہ یاسر ندیم دیوبند)

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة الجميع تزيد على صلاته في بيته و صلاة في سوقه خمسا و عشرين درجة الخ (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، ج۱،ص۶۹،رقم:۴۷۲)

روزانہ تاخیر سے جماعت کرنا:

(۲۸) **سوال:** امام صاحب روزانہ لیٹ سے جماعت کرنے کے عادی ہیں اس سے نمازی ناراض ہوتے ہیں، ان کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ ضد کرتا ہے اور کسی کی نہیں مانتا ہے تو ایسی جگہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مختار احمد، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: اوقات مقررہ پر نماز پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے، اس میں کوتاہی درست نہیں؛ لیکن امام کے لیے بھی اعذار ہو سکتے ہیں؛ اس لیے اگر امام کو کبھی تاخیر ہو جائے تو صرف پانچ منٹ انتظار میں مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ مسجد میں ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے وقت مقررہ میں تاخیر امام کی صرف ضد معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہرگز نہ کیا جائے نیز اس بارے میں نمازی حضرات ذمہ داران سے گفتگو کریں، ذمہ داران پر لازم ہے کہ نمازیوں کی پوری رعایت کریں اور جو بھی صورت ہو ذمہ داران و نمازی حضرات کے باہمی مشورہ سے اس کو حل کریں، بلا وجہ دینی امور میں اختلاف اور عوام میں انتشار جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۷/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کسی بزرگ کی وجہ سے نماز کو متعینہ وقت سے موخر کرنا:

(۲۹) **سوال:** امام اپنی موجودگی میں کسی اللہ والے کے انتظار میں فجر کی نماز تاخیر سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا ان اللہ والے کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہتا ہے، اس کے لیے فجر کی جماعت دس

---

(۱) فالحاصل أن التأخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي'': ج ۲، ص: ۱۹۹)

ينبغي للمؤذن مراعاة الجماعة، فإن راهم اجتمعوا أقام و إلا انتظرهم. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الأذان ج ۱، ص ۴۴۹)

منٹ لیٹ کر سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ اس لیٹ کرنے کی وجہ سے مصلیان ناراض ہو رہے ہیں، بعد میں اس اللہ والے نے آنے کے بعد اسی امام کو نماز پڑھانے کو کہا، کیا اس طرح کا عمل جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ عبداللہ، ضلع بیڑ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بزرگ کی وجہ سے جماعت میں تاخیر اسی صورت میں درست ہے جب کہ تاخیر کی وجہ سے وقت مکروہ میں نماز پڑھنی نہ پڑے اور اس بزرگ کی جماعت میں شرکت یا امامت کا انتظار مقتدیوں کو بھی ہو۔ مذکورہ صورت میں چوں کہ مقتدیوں کو اس انتظار پر ناراضگی ہے؛ اس لیے یہ انتظار درست نہیں ہوا، آئندہ کے لیے امام کو متنبہ کر دیا جانا چاہیے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۳/۵/۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محراب سے الگ ہو کر جماعت کرنا:

(۳۰) **سوال:** مسجد میں کبھی کبھار جماعت محراب سے ہٹ کر ہوتی ہے، اس صورت مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مختار احمد، ضلع مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پوری مسجد برابر ہے جس جگہ بھی نماز پڑھی جائے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب برابر ملتا ہے؛ لیکن جماعت کے لیے محراب بنائی جاتی ہے بوقت جماعت امام

(۱) فالحاصل أن التأخير القليل لإعانة أهل الخير غير مكروه. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي'': ج۲،ص:۱۹۹)

وينتظر المؤذن الناس، ومقيم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها وينبغي أن يؤذن في أول الوقت ويقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضي من وضوءه والمصلي من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما'': ج۱،ص:۱۱۴، زکریا دیوبند)

کو محراب میں کھڑا ہونا چاہئے بغیر کسی عذر کے محراب چھوڑ کر دوسری جگہ جماعت کرنا افضلیت کے خلاف ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۷/۴/۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مشغولیت علم کی وجہ سے نماز عصر کی دوسری جماعت کرنا:

(۳۱) **سوال:** ایک مولوی صاحب مدرسہ میں سبق پڑھاتے ہوئے کبھی کبھی عصر کی نماز کے لیے نہیں اٹھتے اور پھر بعد میں الگ سے جماعت کر لیتے ہیں تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ذکی، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: درمختار میں مشغولیتِ علم فقہ کو ترکِ جماعت کا عذر قرار دیا گیا ہے، لہٰذا اگر اتفاقاً ایسا ہو جائے تو حرج نہیں؛ البتہ اس کی عادت بنا لینا درست نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۲۵ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) السنة أن يقوم الإمام في المحراب ...... لئلا يلزم عدم قيامه في الوسط فلو لم يلزم ذلك لايكره. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها'': ج۲،ص:۳۱۰، زکریا دیوبند)

وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أو في ميسرته فقد أساء لمخالفة السنة، هكذا في التبيين، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ''الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم'': ج۱،ص:۱۴۷)، زکریا دیوبند.

(۲) منها مطر وبرد وخوف وظلمة وحبس وعمى وفلج وقطع يد ورجل وسقام وإقعاد ووحل وزمانة وشيخوخة وتكرار فقه لا نحو ولغة بجماعة تفوته ولم يداوم على تركها. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، ص:۹۷،۹۸) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسجد میں جماعت چھوٹ جائے تو جماعت سے نماز پڑھیں یا فرداً فرداً؟

(۳۲)**سوال:** کچھ لوگ مسجد میں جماعت کے بعد حاضر ہوتے ہیں تو یہ سب فرداً فرداً نماز پڑھیں گے یا باجماعت اگر باجماعت پڑھیں گے تو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالجبار، پھربھنی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں فرداً فرداً نماز پڑھیں گے اور خارج مسجد جماعت کر سکتے ہیں، اس صورت میں جاعت سے نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۳/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پانی کی قلت کی وجہ سے مغرب کی جماعت میں تاخیر

(۳۳)**سوال:** وضو کے لیے مسجد میں پانی کی قلت کی وجہ سے مغرب کی جماعت میں کتنی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قوله وكذا اشتغاله بالفقه، الخ، عبارة نور الإيضاح، وتكرار فقه بجماعة تفوته ولم أر هذا القيد لغيره ورمز في القنية لنجم الأئمة فيمن لايحضرها لاستغراق أوقاته في تكرير الفقه لايعذر ولا تقبل شهادته ثم رمزله ثانياً أنه يعذر بخلاف مكرر اللغة ثم وفق بينهما بحمل الأول على المواظب على الترك تهاوناً والثاني على غيره. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۹۳، زکریا دیوبند)

(۱) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لاإمام له ولا مؤذن، قوله ويكره، أي تحريماً لقول الكافي لايجوز والمجمع لاياح وشرح الجامع الصغير إنه بدعة كما في رسالة السندي، (قوله بأذان وإقامة، الخ...... والمراد بمسجد المحلة ماله إمام وجماعة معلومون كما في الدر وغيرها قال في المنبع والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة، جماعة لغير أذان حيث يباح اجماعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا'': ج۲،ص:۳۰۷)

تاخیر ہوسکتی ہے؟ اگر پندرہ بیس منٹ کی تاخیر ہوجائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں، یا کچھ کمی آجائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمس الحق قاسمی، آسام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مغرب کی نماز میں تعجیل بہتر ہے؛ البتہ کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوجائے اور وقت کے اندر ہی نماز پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں مذکورہ صورت میں عذر بھی ہے اور تاخیر بھی اتنی نہیں ہے جس سے نماز میں کوئی کمی آئے اس لیے درست ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۱۲/۲۵ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

درسگاہ میں جمعہ و پنج وقتہ نمازیں اداء کرنا:

(۳۴) **سوال:** مدرسہ میں زیر تعلیم طلبہ پنج وقتہ اور جمعہ کی نماز باجماعت مدرسہ کی درسگاہ میں ہی ادا کرتے ہیں مسجد میں نہیں، کیا درسگاہ میں نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے؟ اور مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابوبکر، شیتل پور، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدرسہ میں بھی نماز جمعہ اور دیگر نمازیں باجماعت درست ہیں؛ لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا جو ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۱۲/۳۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) تأخیر المغرب مکروہ إلا بعذر السفر أو بأن کان علی المائدة، (علي بن عثمان، الفتاویٰ السراجیة، "کتاب الصلاة": ص:۵۷، مکتبہ اتحاد دیوبند)

(۲) المسجد الجامع لیس بشرط لهذا أجمعوا علی جوازها بالمصلي في فناء المصر، (محمد بن محمد، کبیری، "حلبي کبیري، کتاب الصلاة": ص:۵۵۱، مطبع اشرفي دیوبند)

سنت مؤکدہ شروع کرتے ہی فرض شروع ہوجائیں تو کیا کریں؟

(۳۵) **سوال:** اگر سنت مؤکدہ شروع کرتے ہی نماز شروع ہوگئی تو کیا کرنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شرف الدین، کھتولی

الجواب وباللہ التوفیق: سلام پھیر کر شریک جماعت ہوجائے۔ بعد میں ان کی قضاء کرلے؛ کیوں کہ شروع کرنے سے یہ واجب ہوگئیں، یا پھر دو رکعت مکمل کرکے سلام پھیر دے۔[1]

البتہ فجر کی سنتوں کی چوں کہ خصوصی تاکید آئی ہے اس لیے متعدد صحابہ کرامؓ نے فجر کی اقامت ہونے کے بعد بھی سنت فجر کو ادا فرمایا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۶/۱۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

(۳۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں جو شخص جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز ترک کردے اور اس کی قضا بھی نہ پڑھے کیا حدیث پاک میں ایسے شخص کے متعلق اسی حقب جہنم میں جلنے کی مقدار آئی ہے؟

جو شخص بالکل نمازیں نہیں پڑھتا ہو وہ اسی حقب جہنم میں جلے گا اس طرح کی بات سنی گئی ہے

---

(۱) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة. (أخرجه الترمذي في سننه، "أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة": ج۱،ص:۹۶،رقم:۴۲۱)

(۲) عن عائشة رضي الله عنه، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها. (أبوجعفر الطحاوي في شرح مشكل الآثار: ج۱،ص:۳۲۰،۳۲۱).

کیا یہ صحیح ہے۔ مدلل جواب دے کر تشریح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرب انصاری، بڑوت، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: ترک نماز کے لیے مختلف وعیدات کا ذکر احادیث میں فرمایا گیا ہے، البتہ اس حقب کی روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین بھی ہیں اس لیے اس سے رحم اور سہولت کی امید بھی رکھنی چاہئے۔ (۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۱/۱۲/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت اسلامی والوں کا جماعت میں شریک ہونا:

(۳۷) **سوال:** جماعت اسلامی سے وابستہ لوگوں کا ہماری مسجد میں آ کر نماز پڑھنا اور

---

(۱) عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذي تفوته صلاة العصر فكأنما وتر أهله وما له عن أبي المليح قال كنا مع بريدة في غزوة في يوم ذي غيم فقال بكروا بصلاة العصر فإن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله. (أخرجه البخاري في صحيحه، ''كتاب مواقيت الصلاة، أثم من فاتته العصر'': ج۱،ص:۷۸،رقم:۵۵۲)

عن ابن عباس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن في جهنم لواديا تستعيذ جهنم من ذلك الوادي في كل يوم أربع مائة مرة أعد ذلك الوادي للمرائين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم، الحديث. (عماد الدين بن كثير، تفسير ابن كثير: ج۶،ص:۵۴۸).

قال النبي صلى الله عليه وسلم: بين الرجل وبين الكفر والشرك ترك الصلاة. (أخرجه مسلم في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب بيان إطلاق اسمه الكفر على من ترك الصلاة'': ج۱،ص:۸۷).

قال النبي صلى الله عليه وسلم: من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً. (سليمان بن احمد الطبراني، المعجم الأوسط: ج۳،ص:۳۴۳)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: العهد الذي بيني وبينهم الصلاة، فمن تركها فقد كفر. (أخرجه الترمذي في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: باب ما جاء في ترك الصلاة'': ج۱،ص:۱۲۸،رقم:۲۶۲۱)

جماعت میں شریک ہونا کیسا ہے؟ ان لوگوں کے یہاں شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ نیز حق پر رہنے والے فرقہ سے کون لوگ یا کون سی جماعت مراد ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فیروز انور، شاہجہانپور، یوپی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں آکر نماز باجماعت میں اقتداء کرنے سے جماعت اسلامی کے لوگوں کو نہ روکنا چاہئے اور اختلاف کو کسی بھی طرح بڑھاوا نہ دے کر اتحاد واتفاق کی فضاء ہموار کرنی چاہئے، مسجد میں وہ لوگ بھی نماز پڑھیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان سے شادی بیاہ وغیرہ بھی درست ہے۔ اور حق پر رہنے والے فرقہ سے اہل سنت والجماعت مراد ہیں۔ (۱)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ	**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۵/۱۱/۱۴۲۵ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز فجر کی جماعت میں کتنی تاخیر ہوسکتی ہے؟

(۳۸) **سوال:** مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے نماز فجر کی جماعت میں کتنی اور کب تک تاخیر کی جاسکتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: جمال الدین، دھنبادی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اتنی دیر پہلے فجر کی جماعت کی جائے کہ اگر کسی وجہ سے

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا وأکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذي له ذمة اللہ وذمة رسوله فلا تخفروا اللہ في ذمته. (أخرجه البخاري في صحیحه، "کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة": ج۱ص:۷۲،رقم:۳۹۱)

عن أنس رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: من صلّٰی صلاتنا و استقبل قبلتنا و أکل ذبیحتنا فذلکم المسلم. (أخرجه النسائی، في سننه، کتاب الإیمان و شرائعه، باب صفة المسلم، ج۲، ص۵۵۰،رقم:۴۹۹۷)

نماز فاسد یا باطل ہو جائے تو اطمینان سے دوبارہ جماعت ہو جائے اس سے زیادہ تاخیر میں مقتدیوں کی رعایت درست نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۵/۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت میں مشغول لوگوں کی رعایت میں جماعت میں تاخیر کرنا:

(۳۹) **سوال:** محلّہ کے اندر بے دینی عام ہے مگر دو تین آدمی پڑھے لکھے پابند شرع ہیں اگر وہ وضو بنا رہے یا سنت پڑھ رہے ہوں تو ان کی وجہ سے جماعت میں تاخیر کرنا امام صاحب کے لیے کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسلم، عطر فروش، قنوج

الجواب وباللہ التوفیق: وضو یا سنت میں مشغول نمازیوں کی رعایت کرتے ہوئے جماعت میں تاخیر کی گنجائش ہے تاہم امام صاحب کا تاخیر کی عادت بنالینا درست نہیں ہے، اگر کبھی اتفاقاً چار، پانچ منٹ کی تاخیر ہو جائے تو اس پر مقتدیوں کو بھی ناراض نہیں ہونا چاہئے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۱۰/۱۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قالوا: یسفر بها بحیث لوظهر فساد صلاته یمکنه أن یعیدها في الوقت بقراءة مستحبة. (زین الدین بن إبراهیم بن نجیم، البحر الرائق، "کتاب الصلاة، باب وقت صلاة العشاء": ج۱، ص:۴۲۹، زکریا)

أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (أخرجه الترمذي في سننه، أبواب الصلاة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب ما جاء في الإسفار بالفجر، ج۱، ص۴۰، رقم:۱۵۴)

(۲) وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرها. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في کلمات الأذان والإقامة وکیفیتهما": ج۱، ص:۵۷)

ینبغي للمؤذن مراعاة الجماعة فإن رآهم اجتمعوا أقام وإلا انتظرهم. (ابن نجیم، البحر الرائق، "کتاب الصلاة، باب الأذان": ج۱، ص:۴۴۹)

شراب پی کر جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۴۰) **سوال:** اگر کوئی شخص شراب پی کر جماعت میں شریک ہوجائے تو کیا جماعت کے ساتھ اس کی نماز ادا ہوجائے گی یا اس کو بھگا دیا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حنیف، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: یہ شخص سخت گناہگار ہے کہ اس سے جماعت میں شریک لوگوں کو تکلیف بھی ہوگی؛ لیکن اگر جماعت میں شریک ہوکر نماز اداء کرے، تو وہ نماز درست ہوگی ہاں اگر نشہ کی حالت میں ہو، تو بھگا دینا اور ہٹا دینا چاہئے کہ اس سے دوسروں کی نماز میں خلل اور فساد کی نوبت آسکتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۶/۷/۱۴۱۴ھ) نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

نسبندی کرانے والا جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۴۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: جس آدمی کی نسبندی ہوئی ہو وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حنیف، ہریدوار

---

(۱) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (سورة النساء: ۴۳)

قوله تعالىٰ: ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ يدل على أن السكران الذي منع من الصلاة هو الذي قد بلغ به السكر إلى حال لايدري مايقول. (الجصاص، أحكام القرآن: ج۲، ص: ۲۵۴)

وأيضا هنا علتان أذى المسلمين وأذى الملائكة فبالنظر إلى الأولىٰ يعذر في ترك الجماعة وحضور المسجد. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد": ج۲، ص: ۴۳۵)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص نے اگر راضی ہوکر نسبندی کرائی ہے، تو وہ گنا ہگار ہے (۱) مگر جماعت میں شامل ہوکر نماز اس کی درست ہے، دوسروں کو اعتراض کرنے کا حق شرعاً نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۶/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

اختلاف کی وجہ سے
محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا:

(۴۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اختلاف کی وجہ سے محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مشیر، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کو محلّہ کی مسجد ہی میں جمعہ پڑھنا چاہئے اور اختلافات کو حکمت عملی سے محلّہ سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ البتہ جو نمازیں

---

(۱) ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (سورة النساء:۱۱۹)

روي عن أنس وعكرمة أن معنى تغيير خلق الله هو الإخصاء وقطع الآذان. (فخر الدين الرازي، تفسير كبير: ج۱۱، ص:۳۹)

أما خصاء الآدمي فحرام. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره"، ج۹، ص:۵۵۷)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا وما العذر، قال: خوف أو مرض لم تقبل منه الصلاة التي صلى. (سليمان بن الأشعث، سنن أبي داؤد، في سننه، "كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة"، ج۱، ص:۱۵۱، رقم:۵۵۱)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرىٰ"، ج۲، ص:۲۸۷)

دوسری مسجدوں میں جا کر پڑھی ہیں وہ درست ہوگئی ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عیدگاہ میں پنج وقتہ نماز ادا کرنا:

(۴۳)**سوال:** گاؤں میں مسجد ہے مگر ہمارے گھر سے قریب عیدگاہ ہے ہم وہاں پر پنج وقتہ نماز با جماعت کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسعد انور، خلیل آباد

الجواب وباللہ التوفیق: عیدگاہ میں پنج وقتہ نماز ادا کئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ جماعت سے پڑھنے پر جماعت کا ثواب ملے گا،[۲] لیکن مسجد کا ثواب نہیں ملے گا، اس لیے کہ وہ عیدگاہ ہے مسجد نہیں ہے، عیدگاہ صرف نماز عید کے لیے ہوتی ہے۔[۳]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۰/۲/۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) في الجامع الصغير إذا كان إمام الحي زانياً أو آكل الربا له أن يتحول إلى مسجد آخر. (خلاصة الفتاویٰ: ج۱،ص:۲۲۸، مکتبہ رشیدیہ، پاکستان)

رجل يصلي في الجامع لكثرة الجمع ولايصلي في مسجد حيّه فإنه يصلي في مسجد منزله وإن كان قومه أقل وإن لم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يؤذن ويصلي...... فالأفضل أن يصلي في مسجده ولا يذهب إلى مسجد آخر. (خلاصة الفتاویٰ ''كتاب الصلاة'': ج۱،ص:۲۲۸، مکتبہ رشیدیہ، پاکستان)

لأن لمسجد منزله حقاً فيؤد حقه. (فتاویٰ قاضي خان على هامش ''كتاب الصلاة'': ج۱،ص:۲۷، مکتبہ حقانیہ)

(۲) صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة'': ج۱،ص:۲۳۱، رقم:۶۱۹)

(۳) قلت: وهذا صريح في أن وجوب الجماعة إنما يتأدى بجماعة المسجد لابجماعة البيوت ونحوها كما ذكر صاحب القنية اختلف العلماء في إقامتها في البيت والأصح أنها كإقامتها في المسجد إلا في الفضيلة. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ج۴،ص:۱۸۸)

گھر میں جماعت کرنے والا
حدیث میں مذکور وعید سے بچ جائے گا یا نہیں؟

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان احادیث کے بارے میں اور فقہاء کی ان عبارتوں کے بارے میں جو باجماعت نماز سے متعلق ہیں کیوں کہ زید یہ کہتا ہے کہ احادیث میں جو وعید مذکور ہیں وہ اس شخص کے لیے ہیں جو مسجد میں اصل جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے کیا یہ صحیح ہے؟ نیز فقہاء کی عبارتوں میں جو سنت اور وجوب مذکور ہے اس سے مراد مسجد میں اصل جماعت (جماعت اولیٰ) کے ساتھ نماز پڑھنا ہے؟ یا اگر کوئی شخص گھر میں جماعت کر لے یا مسجد میں جماعت ثانیہ کر لے تو وہ وعید سے بچ جائے گا اور سنت ادا کرنے والا ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: احمد، سنبھلی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہی اصل سنت ہے، اور اسی کی تاکید ہے اور اسی پر بعض فقہاء نے وجوب کا حکم لگایا ہے، اس کو ترک کرنے والا اس وعید کا مستحق ہوگا جو حدیث میں وارد ہوئی ہے، البتہ ترک کرنے سے مراد عادت بنالینا ہے، کبھی اتفاقی طور پر کسی وجہ سے ترک ہو جانا مراد نہیں ہے۔ اس لیے اگر کبھی کسی وجہ سے جماعت چھوٹ جائے، تو تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ گھر میں جماعت کرلی جائے جیسا کہ ایسی صورت میں نبی علیہ السلام سے گھر جا کر جماعت سے نماز پڑھنا ثابت ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے دیہی علاقوں سے لوٹ کر آئے اور نماز کی ادائیگی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر چلے گئے اور گھر کے افراد کو جمع کیا اور ان کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی۔ (۱)

محدث ہیثمیؒ نے کہا کہ اس حدیث کے تمام راوی مضبوط ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔ شیخ حسن سلمانؒ نے بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (۲)

---

(۱) معجم الکبیر للطبرانی، مجمع الزوائد ج۲، ص۵۴، المعجم الاوسط ج۵،ص ۱۰۶۴، ج ۷،ص ۲۸۶، المجروحین لابن حبان ج ۳ص۴، ۵،الکامل لابن عدی ج۶،ص۸۹۳۲۔

(۲) إعلام العابد في حكم تكرار الجماعة في المسجد الواحد، ص۴۳

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نکلے تو دیکھا کہ لوگ مسجد سے باہر آ رہے ہیں اور جماعت ختم ہوگئی ہے۔ چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس گھر آئے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ (اس روایت کو امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر ۹۳۸۰'' میں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے نیز ابن عبدالرزاق نے ''مصنف ۲/۹۰۴/۳۸۸۳'' میں ذکر کیا ہے)۔

''عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها، ثم آمر رجلاً فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم، الخ.''(۱)

''صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة''(۲)

''قال في الشامي:(قوله:وتكرار الجماعة) لماروي عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه ''أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من بيته ليصلح بين الأنصار فرجع وقد صلى فی المسجد بجماعة فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلى بهم جماعة'' المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت إن كان قدمها لحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة، وإن كان قدماها خلف قدم الزوج إلا أنها طويلة تقع رأس المرأة في السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتها؛لأن العبرة للقدم''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۳: ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی،
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی،
محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلاة، باب كيف الأذان'': ج۱ص:۱۷، رقم:۵۰۶، ط: اشرفی دیوبند.
(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب فضل صلاة الجماعة'': ج۱ص:۸۹، رقم:۶۴۵.
(۳) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'' ج۲ص:۲۸۸.

باب الجماعت

جماعت اولیٰ کے تارک کا حکم؟

(۴۵) **سوال**: مسجد کی اصل جماعت (جماعت اولیٰ) کا حکم کیا ہے؟ مسجد کی اصل جماعت (جماعت اولیٰ) کے تارک کا حکم کیا ہے؟ براہ کرم مفصل فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صادق، سیتاپوری

الجواب وباللہ التوفیق: عام حالات میں مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنا مردوں کے لیے حکماً واجب ہے۔ بلا عذر جماعت ترک کرنے پر احادیث میں سخت وعید وارد ہے۔ بلا عذر جماعت ترک کرنے پر اصرار کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہے۔

’’قلت دلالته على الجزء الأول ظاهرة حيث بولغ في تهديد من تخلّف عنها وحكم عليه بالنفاق، ومثل هذا التهديد لايكون إلا في ترك الواجب، ولايخفى أن وجوب الجماعة لو كان مجردًا عن حضور المسجد لما هم رسول الله صلى الله عليه وسلم بإضرام البيوت على المتخلفين لاحتمال أنهم صلوها بالجماعة في بيوتهم؛ فثبت أن إتيان المسجد أيضًا واجب كوجوب الجماعة، فمن صلاها بجماعة في بيته أتى بواجب وترك واجبًا آخر ...... و أما مايدل على وجوبها في المسجد فإنهم اتفقوا على أن إجابة الأذان واجبة لما في عدم إجابتها من الوعيد‘‘(۱)

’’قلت:وهذا صريح في أن وجوب الجماعة إنما يتأدى بجماعة المسجد لا بجماعة البيوت ونحوها،فما ذكره صاحب القنية اختلف العلماء في إقامتها في البيت، والأصح أنها كإقامتها في المسجد إلا في الفضيلة، وهو ظاهر مذهب الشافعي، كذا في حاشية البحر لابن عابدين لايصح مالم ينقل نقلًا صريحًا عن

(۱) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ’’كتاب الصلاة، باب وجوب إتيان الجماعة في المسجد عند عدم العلة‘‘: ج۴،ص:۱۸۶.

أصحاب المذهب ويرده ماذكرنا من الأحاديث في المتن، فالصحيح أن الجماعة واجبة مع وجوب إتيانها في المسجد، ومن أقامها في البيت وهو يسمع النداء فقد أساء وأثم"(۱)

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال ...... وأقلها إثنان، ...... وقيل: واجبة وعليه العامة أي: عامة مشايخنا وبه جزم في التحفة وغيرها، قال في البحر: وهو الراجح عند أهل المذهب، فتسن أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۳: ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی،
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی،
محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

گھر پر بیوی بچوں کے ساتھ جماعت کرنا:

(۴۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر مسجد کی جماعت چھوٹ جائے تو گھر پر بیوی، بچے، ماں اور بہن وغیرہ کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز گھر پر جماعت کرنے سے کیا اذان و اقامت کہنا ضروری ہے یا محلّہ میں جو اذان ہوئی ہے وہی کافی ہے؟ "بینوا وتوجروا"

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نوشاد خان، جمشید پور، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: مردوں کے لیے بغیر کسی عذر کے گھر پر نماز ادا کرنے کے

---

(۱) ظفر العثماني، إعلاء السنن: ج ۴، ص: ۱۸۸

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ۲، ص: ۲۸۷، ۲۹۱، ط: مکتبہ زکریا دیوبند.

سلسلے میں احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، حضرات فقہا نے فرض نماز جماعت کے ساتھ مساجد میں ادا کرنے کو حکماً واجب لکھا ہے؛ اس لیے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ مسجد کی جماعت ترک نہ ہو پائے، لیکن اگر کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر مسجد کی جماعت چھوٹ جائے تو گھر والوں کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کرنا درست ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دو فریقوں کے درمیان صلح کے لیے تشریف لے گئے جب واپس آئے تو جماعت ہو چکی تھی اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:

''ولنا أنه عليه الصلاة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى''(۱)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں مرد اپنی بیوی اور بچوں کو نماز جماعت سے پڑھانا چاہے تو وہ پڑھا سکتا ہے، لیکن جب گھر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اس وقت صف بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد خود آگے کھڑا ہو جائے یعنی امام بنے، پہلی صف میں بچے (لڑکے) کھڑے ہوں اور اس سے پچھلی صف میں بیوی یا جو گھر کی خواتین ہوں، کھڑی ہوں۔ اور اگر ایک بچہ ہو تو وہ مرد کے دائیں طرف کھڑا ہو اور باقی خواتین پچھلی صف میں کھڑی ہوں۔

نیز گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کہنا ضروری نہیں ہے، بلکہ محلّہ کی اذان کافی ہے، تاہم افضل طریقہ یہ ہے کہ گھر میں بھی اذان اور اقامت دونوں یا کم از کم اقامت کے ساتھ جماعت کروائی جائے۔ اقامت اور امامت شوہر کو ہی کرنی چاہیے، اور اذان دینی ہو تو اذان بھی شوہر دے یا اگر کوئی سمجھ دار بچہ ہو تو وہ اذان دے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

''(وكره تركهما) معًا (لمسافر) ولو منفردًا (وكذا تركها) لا تركه لحضور الرفقة (بخلاف مصل) ولو بجماعة (وفي بيته بمصر) أو قرية لها مسجد؛ فلايكره تركهما إذ أذان الحي يكفيه''(۲)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲،ص:۲۸۸.		(۲) وفيه أيضاً.

”(قوله:في بيته)أي فيما يتعلق بالبلد من الدار والكرم وغيرهما،قهستاني، وفي التفاريق:وإن كان في كرم أو ضيعة يكتفى بأذان القرية أو البلدة إن كان قريبًا وإلا فلا. وحد القرب أن يبلغ الأذان إليه منها. إسماعيل. والظاهر أنه لايشترط سماعه بالفعل،تأمل“

”(قوله:لها مسجد) أي فيه أذان وإقامة،وإلا فحكمه كالمسافر صدر الشريعة“

”أن قزعة مولى لعبد القيس أخبره أنه سمع عكرمة قال: قال ابن عباس: صليت إلى جنب النبي صلى الله عليه وسلم وعائشة خلفنا تصلى معنا، وأنا إلى جنب النبي صلى الله عليه وسلم أصلى معه“(۱)

”(ويقف الواحد)ولو صبياً،أما الواحدة فتتأخر(محاذياً)أي مساوياً(ليمين إمامه)على المذهب،ولا عبرة بالرأس بل بالقدم،فلو صغيراً فالأصح ما لم يتقدم أكثر قدم المؤتم لاتفسد،فلو وقف عن يساره كره(اتفاقاً وكذا)يكره(خلفه على الأصح)؛ لمخالفة السنة، (والزائد) يقف (خلفه) فلو توسط اثنين كره تنزيهاً، وتحريماً لو أكثر“(۲)

”(وإن أم نساء،فإن اقتدت به)المرأة(محاذية لرجل في غير صلاة جنازة، فلا بد)لصحة صلاتها(من نية إمامتها)لئلايلزم الفساد بالمحاذاة بلا التزام(وإن لم تقتد محاذية اختلف فيه)فقيل:يشترط،وقيل:لا كجنازة إجماعًا،وكجمعة وعيد على الأصح خلاصة وأشباه،وعليه إن لم تحاذ أحدا تمت صلاتها وإلا“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۷/۴/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)أخرجه النسائي في سننه، ”كتاب الصلاة، باب الدعاء في الصلاة“: ج۱،ص:۱۰۴،رقم:۸۸۱.

(۲)ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلوة مع الشافعي أم لا“: ج۲،ص:۳۰۷.　(۳)أيضاً.

امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر گھر پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۴۷) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب کے اندر بے شمار برائیاں موجود ہیں جن کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا دل نہیں کرتا ہے اور اسی وجہ سے میں گھر پر نماز پڑھتا ہوں کیا ایسا کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، الہ آبادی

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں مذکور ہے کہ امام کے اندر خرابیاں زیادہ ہیں لیکن ان کی وضاحت نہیں ہے جماعت ومسجد کو چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے سے متعلق احادیث مبارکہ میں بڑی وعیدیں آئی ہیں ایسا قطعاً نہ کیا جائے، امام صاحب کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ مسجد میں نمازیں پڑھیں، امام صاحب کے اندر اگر واقعی کوئی بات خلاف شرع پائی جائے تو منتظمین مؤدب طریقہ سے امام صاحب سے بات کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۷/۸/۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

باجماعت نماز میں کمزوروں کا خیال رکھا جائے یا نہیں؟

(۴۸) **سوال:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں نمازوں میں کس قدر کلام پاک پڑھا تھا

---

(۱) الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، "كتاب الصلاة: باب إمامة البر والفاجر": ج۱،ص:۸۹)

والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)

قوله: بشرط اجتنابه إلخ. كذا في الدراية عن المجتبى. وعبارة الكافي وغيره: الأعلم بالسنة أولى إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس لايرغبون في الاقتداء به. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۹۴)

نیز رکوع وسجود میں کتنی مرتبہ ''سبحان ربي الاعلیٰ، سبحان ربي العظیم'' اداء کیا تھا، فجر، ظہر عصر، مغرب، عشاء میں کس قدر تلاوت کی جائے کمزور اور بیماروں کا خیال رکھا جائے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی عبدالرؤف، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے کہ امام کو چاہئے کہ نماز ہلکی پڑھائیں؛ کیوں کہ اس کے پیچھے کمزور، ضعیف، حاجت مند لوگ ہیں ان کی رعایت رکھیں۔[۱] بہتر یہ ہے کہ سنت کے مطابق قرأت کریں کہ اس میں اس چیز کی رعایت رکھی گئی ہے اس کی تفصیل کے لیے آئینہ نماز، میری نماز، کا مطالعہ فرمائیں۔ چوں کہ اکثر ائمہ حافظ نہیں ہوتے، اس لیے جو بھی آیات نماز میں پڑھی جائیں نماز ہو جائے گی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے کمزور بوڑھوں اور ضرورت مندوں کا لحاظ فرماتے تھے تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو، امام کو چاہئے کہ بہت زیادہ لمبی نماز نہ پڑھائیں کہ مقتدی اکتا جائیں اور تقلیل جماعت کا باعث بن جائے۔ بہر حال نماز جیسی عظیم الشان عبادت کو بد دلی سے نہ ادا کیا جائے خوب دل لگا کر ادا کیا جائے اور کمزوروں اور بوڑھوں کا خیال رکھا جائے۔ احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے کامل اور ہلکی نماز پڑھایا کرتے تھے بسا اوقات مقتدیوں کی رعایت کی بنا پر انتہائی مختصر سورتیں پڑھنا بھی آپ سے ثابت ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۳/۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن مسعود الأنصاری -رضي اللہ تعالی عنه- قال: قال رجل: یا رسول اللہ لا أكاد أدرك الصلاة مما یطول بنا فلان فما رأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم في موعظة أشد غضبا من یومئذ فقال: أیها الناس إنكم منضرون فمن صلی بالناس فلیخفف فإن فیهم المریض والضعیف وذا الحاجة. (أخرجه البخاري، في صحیحه، "كتاب العلم، باب لغضب في الموعظة": ج۱، ص:۱۹، رقم:۹۰)

(۲) وینبغي للإمام أن لا یطول بهم الصلاة بعد القدر المسنون وینبغي له ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسجد قریب ہوتے ہوئے باجماعت نماز گھر میں ادا کرنا:

(۴۹) **سوال:** مسجد سامنے ہوتے ہوئے بھی ایک شخص نے اپنے گھر میں کوئی چوبیس برس سے اذان اور نماز باجماعت اور تراویح کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور کبھی کوئی نماز انھوں نے پاس والی مسجد میں ادا نہیں کی اور اب انہوں نے اپنے گھر کے ایک گوشہ کا نام تجلی گاہ رکھ لیا ہے اور تراویح محض دس دنوں میں ختم کرنے کا اہتمام کر رکھا ہے اب نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ تراویح جلد ختم ہونے کی وجہ سے بہت سارے پڑھے لکھے اور ہوشمند لوگ بھی اب ان کی تجلی گاہ کی طرف جوق در جوق رخ کر رہے ہیں کیا اسلام نے مالداروں، بااثر لوگوں، پیر مرشد کو من مانی کرنے کی اجازت دی ہے جس سے خانہ خدا کی اہمیت اور مرکزیت ختم ہو اور یہ کہ نماز پنج گانہ اور تراویح ان کے گھروں میں ادا کی گئی مقبول بارگاہ ہوگی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
المستفتی: محمد صلاح الدین، لاتور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص جو خود بھی مسجد کی نماز اور جماعت سے بغیر عذر شرعی اعراض کرتا ہے اور دوسروں کے اعراض کا ذریعہ بنتا ہے وہ شخص خود بھی گنہگار ہے اور دوسروں کو گناہوں میں ملوث کر رہا ہے اسلامی احکام (نماز باجماعت مسجد میں) غریب، فقیر، بادشاہ، حقیر سب کے لیے برابر ہیں بغیر عذر شرعی کے اس کے خلاف کرنے والا گناہگار ہے اور خدا کے سامنے جوابدہ ہوگا، اس کو ایسی گمراہ کن حرکتوں سے باز آنا چاہئے اور دوسرے حضرات کو چاہئے کہ اس کی روش چھوڑ دیں اور اس کے گمراہ کن طریقہ کار کو بالکل نہ اپنائیں ورنہ تو وہ بھی گناہگار ہوں گے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۱۱/۷ ۱۴۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أن يراعي حال الجماعة هكذا في الجوهرة النيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من يصلح إماماً لغيره": ج۱، ص:۱۴۴)

(۱) وعن ابن عباس -رضي الله تعالیٰ عنه- قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالو: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض لم تقبل منه ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام سے عداوت کی وجہ سے جماعت ترک کرنا:

(۵۰)سوال: جماعت ہورہی ہو اور کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا ہو تو شرعاً اس شخص پر کیا حکم ہے، اس کی نماز اداء ہوگی یا نہیں اور قریب میں دوسری مسجد بھی ہے وہاں پر بھی نہیں جاتا امام سے ذاتی رنجش کی وجہ سے تارک جماعت پر کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالغنی، ندیاوی

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت میں باجماعت نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلت اور تاکید آئی ہے ارشاد خداوندی ہے۔ **وارکعو مع الراکعین**[1] ۔نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو یعنی جماعت سے نماز ادا کرو بغیر کسی شرعی عذر کے امام کے بارے میں کینہ کپٹ رکھنا اور اس کو بدنام کرنے کے لیے لوگوں میں نفرت دلانے کی ناکام کوشش کرنا اور اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا۔ یہ جائز نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**صلو خلف کل بر وفاجر**'' اور صاحب بدائع الصنائع نے تو جماعت سے نماز کو واجب فرمایا ہے ''**فالجماعة إنما تجب علی الرجل العاقلین الاحرار القادرین علیها من غیر حرج**''[2] نماز باجماعت کے وجوب پر صاحب کبیری نے بہت سارے دلائل نقلیہ پیش کئے ہیں، اتنا ہی نہیں؛ بلکہ نماز باجماعت عظیم الشان اسلامی شعار ہے اور دین اسلامی کی بڑی علامات میں سے ہے ترک جماعت کی عادت بنا لینے والا سخت گنہگار اور فاسق اور مردود الشہادۃ ہے،[3] اگر کسی جگہ کے مسلمان اپنے گھروں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الصلاة التي صلی. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، ''كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة''،ص:۹۶،یاسر ندیم دیوبند)

عن عبدالله بن ام مکتوم أنه قال: یارسول الله ان المدینة کثیرة الهوام والسباع. قال هل تسمع حي على الصلاة حي على الفلاح؟ قال نعم. قال: فحي هلا ولم یرخص له. (أخرجه النساء في سننه، كتاب الصلاة، باب الإمامة، المحافظة على الصلوات حیث ینادی بهن، ج۱،ص:۱۰۹،رقم:۸۵۱)

(۱)سورة البقرہ: رکوع ۵.

(۲)الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،''كتاب الصلاة، فصل صلاة الجماعة''،ج۱،ص:۳۸۴،زکریا دیوبند.

(۳) إن تاركها من غير عذر يعزر و ترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (إبراهيم الحلبي،الحلبي الكبيري،''كتاب الصلاة''،ص:۴۳۹،دارالکتاب دیوبند)

میں نماز پڑھنے پر اکتفاء کریں جماعت سے نماز پڑھنا چھوڑ دیں تو ان سے بذریعہ اسلحہ جہاد کرنا واجب ہے۔ گفتگو کا حاصل یہ نکلا کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اگر کسی شرعی عذر کے بغیر جماعت ترک کرے گا تو اس کی نماز تو ہو جائے گی مگر بغیر عذر کے چھوڑنے والا سخت گنہگار ہوگا خدائے پاک ہر مسلمان کو باجماعت نماز کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران غفرلہ (۲۴/۷/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پاؤں کے بے حس ہونے کی وجہ سے جماعت ترک کرنا:

(۵۱) **سوال:** زید کو ریح کی بیماری لاحق ہے اور زیر علاج ہے اس سے کبھی بدپرہیزی ہو جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نیند سے بیدار ہونے کے باوجود فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے سے قاصر یوں ہو جاتا ہے کہ اس کا ایک پاؤں آدھا گھنٹے کے لیے بے حس و حرکت ہو جاتا ہے وہ چل نہیں پاتا کبھی کبھی فجر کی نماز ترک ہو جاتی ہے تھوڑی دیر کے بعد پاؤں میں جان آجاتی ہے تو تنہا نماز پڑھ لیتا ہے تو ایسی حالت میں زید کیا گناہگار ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاضی آصف علی، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: حتی الامکان جماعت سے نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے، تاہم اگر واقعی عذر ہو، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ترک جماعت پر انشاء اللہ مواخذہ نہ ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۶/۱۴۰۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عباس -رضي الله تعالىٰ عنهما- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، .....بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وہ کون سے اعذار ہیں جن کی وجہ سے جماعت ترک کی جاسکتی ہے؟

(۵۲) **سوال:** وہ کون کون سے عذر ہیں جن کے پیش آنے پر آدمی ترک جماعت کرسکتا ہے اور تنہا نماز پڑھ سکتا ہے اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاضی آصف علی، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: مفلوج ہوجانا، پاؤں سے معذور ہوجانا، مسلسل بارش ہوتے رہنا، راستہ کا غیر مامون ہونا وغیرہ، ایسے اعذار میں جن کی وجہ سے جماعت ترک کرنے کی گنجائش ہے، اور اس پر مواخذہ نہیں ہوگا؛ بلکہ بعض صورتوں میں جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ (۱۴۰۹/۶/۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت کے لیے کتنے آدمیوں کا موجود ہونا ضروری ہے؟

(۵۳) **سوال:** حضرت مفتی صاحب: مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟ اور شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ نیز باجماعت نمازوں کے لیے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لم تقبل الصلاة التي صلى. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، "كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة": ج۱،ص:۱۵۱)

قيد لكونها سنة مؤكدة أو واجبة فبالحرج يرتفع الإثم ويرخص في تركها الخ ونقل عن الحلبي: أن الوجوب عند عدم الحرج وفي تتبعها في الأماكن القاصية حرج لايخفى. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۲،ص:۲۹۱، زکریا)

(۱) في نور الایضاح: وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذار وكانت نيته حضورها لولا العذر يحصل له ثوابها اهـ والظاهر أن المراد به العذر المانع كالمرض والشيخوخة والفلج بخلاف نحو المطر والطين وأبرد والعمى. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۲،ص:۲۹۱، زکریا دیوبند)

کتنے آدمیوں کا موجود ہونا ضروری ہے، تاکہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاسکے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شمشیر، مرادآباد، یوپی

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں ہر عاقل، بالغ مرد پر جسے مسجد تک جانے میں مشقت نہ ہو جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ یعنی واجب کے قریب ہے۔ اگر دو آدمی بھی ہوں تو بھی جماعت قائم کی جائے۔ ان میں سے ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو یا دو کے اوپر جماعت ہے، جیسا کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی روایت اور علامہ حصکفیؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور جماعت کے لیے دو یا دو سے زائد پر جماعت کا اطلاق ہوتا ہے:''

''إثنان فما فوقهما جماعة''[1]

''والجماعة سنة مؤكدة للرجال ...... وأقلها إثنان، ...... وقيل: واجبة وعليه العامة أي: عامة مشايخنا وبه جزم في التحفة وغيرها، قال في البحر: وهو الراجح عند أهل المذهب، فتسن أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج''[2]

باجماعت نماز کی فضیلت کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے جماعت سے نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے فضیلت رکھتا ہے۔

''صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة''[3]

بعض احادیث میں بغیر عذر شرعی باجماعت نماز نہ پڑھنے کو منافقت کی نشانی قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل

---

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب الإثنان جماعة'': ج ۱، ص: ۵۲۲، رقم: ۹۷۲.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج ۲، ص: ۲۸۷، ۲۹۱، ط: مكتبة زكريا ديوبند.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب فضل صلاة الجماعة'': ج ۱، ص: ۲۳۱، رقم: ۶۱۹.

کی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں تو وہ اکٹھی کی جائیں، پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لیے اذان کہی جائے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے پھر ایسے لوگوں کی طرف نکل جاؤں (جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کوئی جانتا کہ اسے موٹی ہڈی یا دو عمدہ کھریاں ملیں گی تو ضرور نماز عشاء میں شامل ہوتا۔

”عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: والذي نفسي بيده، لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها، ثمّ آمر رجلا فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم، والذي نفسي بيده، لو يعلم أحدهم: أنه يجد عرقا سمينا، أو مرماتين حسنتين، لشهد العشاء“[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

استنجا کے شدید تقاضے کے وقت جماعت چھوڑنا:

(۵۴) **سوال:** نماز باجماعت ہو رہی ہے ایک شخص کو پیشاب کا سخت تقاضا ہے تو اگر یہ شخص جماعت چھوڑ دے اس سے فارغ ہو کر اطمنان سے نماز تنہا پڑھے، تو کوئی گناہ ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رضی الدین، بستوی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پیشاب کے شدید تقاضے کی وجہ سے

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الجماعة والإمامة: باب وجوب صلاة الجماعة“: ج۱، ص: ۲۳۱، رقم: ۶۱۸.

جماعت چھوڑنے کا گناہ نہیں ہوگا، بلکہ شرعی حکم یہی ہے کہ قضاء حاجت کے بعد میں نماز پڑھے۔

”عن عبد الله بن أرقم أنه خرج حاجا أو معتمرًا ومعه الناس وهو يؤمّهم فلما كان ذات يوم اقام الصلوٰة، صلوٰة الصبح ثم قال ليتقدم أحدكم وذهب الخلاء فإني سمعت رسول الله عليه وسلم يقول إذا أراد أحدكم أن يذهب الخلاء وقامت الصلوٰة فليبدأ بالخلاء“(۱)

”عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلي وهو حقن حتى يتخفف“(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی (۲۲/۳/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز باجماعت واجب، سنت یا مستحب ہے؟

(۵۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

نماز باجماعت ادا کرنی واجب ہے یا سنت، یا مستحب؟ علمائے کرام اور فقہائے عظام اور سلف صالحین کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟ نیز بغیر جماعت کے نماز ادا کرنے سے حنفی مسلک میں نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ ”بینوا وتوجروا“

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قمر عالم، پالی، دربھنگہ

---

(۱) أخرجه ابو داؤد، في صحيحه، ”كتاب الطهارة: باب أ يصلى الرجل وهو حاقن“: ج۱، ص:۱۲، رقم:۸۸، نعیمیة دیوبند

(۲) أخرجه ابو داؤد، في صحيحه، ”كتاب الطهارة: باب أ يصلى الرجل وهو حاقن“: ج۱، ص:۱۲، نعیمیة دیوبند

قوله (وصلاته مع مدافعة الأخبثين الخ) أي البول والغائط: قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن خاف أتمها أثم. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوٰة: باب ما يفسد الصلوٰة“: ج۲، ص:۴۰۸، زکریا دیوبند)

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ کا دارومدار دو مسئلوں پر ہے۔ ایک تو یہ کہ نماز با جماعت ادا کرنی واجب ہے یا صرف سنت، یا مستحب یعنی افضل اور موجب ثواب ہے۔ اور اگر واجب ہے تو کیا یہ صحتِ نماز کے لیے شرط ہے۔ یعنی جماعت کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا شرط نہیں یعنی نماز تو ہو جاتی ہے لیکن انسان ترکِ جماعت کی وجہ سے معصیت اور گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اول مسئلہ سے متعلق امام بخاریؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، ابن المنذرؒ، حسن بصریؒ، ابن خزیمہؒ، ابن حبانؒ، ابو ثورؒ، عطا بن ابی رباحؒ اور اوزاعیؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ نماز با جماعت واجب ہے اور بغیر عذر شرعی کے جماعت کا چھوڑنا جائز نہیں۔ اور اگر کوئی چھوڑ دے تو نماز ادا تو ہو جائے گی، لیکن وہ ترک جماعت کی وجہ سے مرتکب معصیت ہوگا۔ کیوں کہ ترکِ واجب معصیت ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اور ابن القیمؒ نے ''الصلاة وحكم تاركها'' میں لکھتے ہیں۔

''و إلى القول بأنها فرض عين ذهب عطاء و الأوزاعي و احمد و جماعة من محدثي الشافعية كأبي ثور و إبن خزيمة و إبن المنذر و إبن حبان و بالغ داود و من تبعه فجعلها شرطا في صحة الصلوٰة''(۱)

''أما المسئلة الاولىٰ فاختلف الفقهاء فيها فقال بوجوبها عطاء بن أبي رباح والحسن البصري و أبو عمرو الأوزاعي و أبو ثور و الإمام أحمد في ظاهر مذهبه و نص عليه الشافعي في مختصر المزنى فقال و أما الجماعة فلا رخص في تركها إلا من عذر و قالت الحنفية و المالكية هي سنة مؤكدة و لكنهم يؤثمون تارك السنن المؤكدة و يصححون الصلاة بدونها و الخلاف بينهم و بين من قال أنها واجبة لفظي و كذلك صرح بعضهم بالوجوب''(۲)

وجوب جماعت کے جو لوگ قائل ہیں ان میں سے صرف داؤد ظاہری اور بعض حنابلہ کا یہ قول ہے کہ جماعت صحت نماز کے لیے شرط ہے اگر جماعت فوت ہو جائے تو نماز تنہا ادا نہیں ہوتی؛ لیکن یہ

---

(۱) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري: ج۲، ص:۴۰۱۔

(۲) ابن قیم، ''الصلاة وحكم تاركها، فصل في حكم صلاة الجماعة'': ج۱، ص:۱۳۷۔

قول مرجوح ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی واسطے اس کا ذکر اس طریق پر کیا ہے کہ: ’’بالغ داؤد و من تبعه فجعلها شرطا في صحة الصلوٰة‘‘[1] یعنی داؤد ظاہری نے وجوب جماعت میں مبالغہ کیا ہے۔ اور اس کو صحتِ نماز کے لیے شرط قرار دیا، بعض حنابلہ بھی اس کے قائل ہیں۔

’’أحدهما أنها فرض يأثم تاركها و تبرأ ذمته بصلاته وحده. و هذا قول أكثر المتاخرين من أصحاب أحمد في رواية حنبل فقال: إجابة الداعي إلىٰ الصلوٰة فرض و لو أن رجلاً قال هي عندى سنة أصليها في بيتي مثل الوتر وغيره لكان خلاف الحديث و صلاته جائزة و في رواية ثانية ذكرها أبو الحسين الزعفراني في كتاب الاقناع أنها شرط للصحة فلا تصح صلاة من صلى وحده حكاه القاضي من بعض الأصحاب واختاره أبو الوفا ابن عقيل و أبو الحسن التميمي وهو قول داود و أصحابه‘‘[2]

لیکن امام احمد بن حنبل کا قول جیسا کہ امام ابنِ تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔ یہی ہے کہ وہ وجوب جماعت کے قائل ہیں۔ لیکن جماعت کو صحت نماز کے لیے شرط نہیں مانتے، تو گویا بقول حافظ ابن حجرؒ جس طرح نماز جمعہ کی صحت کے لیے جماعت شرط ہے اسی طرح پانچوں وقت کی نمازوں کی صحت کے لیے جماعت شرط نہیں البتہ ترک جماعت بہت بڑی معصیت اور گناہ ہے۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید اور تہدید فرمائی ہے۔

اور اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے ’’الاختیارات العلمیہ‘‘ میں تحریر کیا ہے۔

’’و إذا قلنا هي واجبة علىٰ الأعيان و هو المنصوص عن أحمد وغيره من أئمة السلف و فيها الحديث فهؤلاء تنازعوا فيما إذا صلى منفردا لغير عذر هل تصح صلاته؟ علىٰ قولين أحدهما: لا تصح وهو قول طائفة من قدماء أصحاب أحمد و الشافعي. و الثاني: تصح مع إثمة بالترك وهو الماثور عن أحمد و قول أكثر أصحابه‘‘[3]

’’و بالغ داود من تبعه فجعلها شرطا في صحة الصلاة و لما كان الوجوب

---

(۱) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري، ’’كتاب الصلوٰة‘‘: ج۱، ص: ۳۵۷.

(۲) ابن تيميه، الاختيارات العلمية، ص: ۴۰.

(۳) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري: ج۲، ص: ۴۰۱.

قد ينفك عن الشرطية قال أحمد أنها واجبة غير شرط"

دوسرا گروہ علماء کا وہ ہے جو نہ وجوب جماعت کا قائل ہے نہ جماعت کو شرطِ صحت نماز قرار دیتا ہے۔ یہ گروہ حنفی اور مالکی علماء کا ہے۔ یہ جماعت کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے۔

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال ...... وأقلها اثنان، ...... وقيل: واجبة و عليه العامة أي: عامة مشايخنا وبه جزم فى التحفة وغيرها ،قال في البحر: وهو الراجح عند أهل المذهب،فتسن أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج"(۱)

"قوله:"من غير حرج" قيد لكونها سنة مؤكدة أو واجبة فبالحرج يرتفع الإثم ويرخص فى تركها الخ ونقل عن الحلبى أن الوجوب عند عدم الحرج وفى تتبعها فى الأماكن القاصية حرج لا يخفى.

"قوله:"وسن مؤكداً":أي:استنانا مؤكداً بمعنى أنه طلب طلباً مؤكداً زيادة على بقية النوافل، ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الإثم كما في البحر، ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير، أي: على سبيل الإصرار بلا عذر كما فى شرحه"(۲)

خلاصہ یہ ہے کہ سوائے ظاہریہ اور بعض حنابلہ کے اکثر ائمہ دین علماء سلف اور صحابہ کرامؓ کا فتویٰ اس بارے میں یہی ہے کہ نماز باجماعت بغیر عذر شرعی کے چھوڑنے والا گناہ گار ہوگا؛ لیکن نماز اس کی منفرداً ہو جاتی ہے۔سوائے نماز جمعہ کے کہ وہ بلا جماعت ہوتی ہی نہیں۔

"في التلويح: ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام يستحق حرمان الشفاعةاه ومقتضاه أن ترك السنة المؤكدة مكروه تحريماً لجعله قريباً من

(۱)ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختار،"كتاب الصلاة:باب الإمامة":ج۲،ص:۲۸۷،۲۹۱(مکتبہ زکریا دیوبند)
(۲)أيضاً:"كتاب الصلاة: باب الوتر و النوافل":ج۲،ص:۴۵۱.

الحرام، والمراد بها سنن الهدى كالجماعة والأذان والإقامة؛ فإن تاركها مضلل ملوم كما في التحرير،والمراد الترك على وجه الإصرار بلا عذر"[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۸/۱۴۴۳ھ)

☆☆☆

(۱) أيضاً: "كتاب الحظر والإباحة": ج۹، ص:۴۸۷.

فصل ثانی

صفوں کی ترتیب ودرستگی کا بیان

محراب درمیان میں نہ ہونے کی صورت میں امام کس طرح نماز پڑھائے؟

(۵۶) **سوال:** مسجد چھوٹی ہے اور مسجد میں جگہ بہت تھوڑی ہے، اس مسجد کو دائیں طرف تین میٹر بڑھانا چاہتے ہیں اب مسجد کی محراب کے بائیں جانب کم اور دائیں طرف زیادہ جگہ ہو جائے گی، اس اعتبار سے محراب بیچ میں نہیں رہے گی اور محراب توڑ کر درمیان میں بنانا بھی ممکن نہیں ہے اب امام کس طرح نماز پڑھائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ایوب، بجنوری

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پہلی محراب کو بند کر کے درمیان میں بنا لینا چاہئے یہ ہی طریقہ مسنون ہے اس طرح کر لینے سے تمام جماعتیں اور نمازیں مطابق سنت ہو جائیں گی جس میں مزید اجر وثواب ہوگا؛ البتہ اگر کوئی ایسی سخت مجبوری ہے جس کی وجہ سے محراب درمیان میں نہیں بنائی جا سکتی ہے اور کوشش کے باوجود محراب درمیان میں نہ آسکتی ہو تو پھر اس صورت میں بھی امام وسطِ صف میں کھڑا ہو جائے جماعت اور نمازیں بہر صورت درست اور جائز ہوں گی۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی قاسمی (۸/۲۳؍ ۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره ولو كان المسجد الصيفي بحنب الشتوي وامتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الصلاة، باب الإمامة:مطلب هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها": ج۲،ص:۳۱۰)

پیچھے کی صف میں تنہا کھڑا ہونا:

(۵۷) **سوال:** جماعت کھڑی ہونے کے بعد ایک شخص آیا صف میں بالکل جگہ باقی نہیں تھی اس وجہ سے پیچھے کی صف میں تنہا کھڑا ہو جائے تو کراہت تو نہیں آئے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: فضل رب، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر صف میں جگہ خالی نہ ہو، تو پیچھے کی صف میں تنہا کھڑے ہونے میں کراہت نہیں ہے اور اگر بعد میں آنے والا خود عالم ہو اور اگلی صف میں کوئی عالم ہو، یعنی اس مسئلہ سے واقف ہو، تو ایسی صورت میں آگے سے ایک آدمی کو پیچھے کی طرف ہٹا کر اپنے ساتھ کھڑا کر لے یہ افضل ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۴/۴: ۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام ومقتدیوں کا مصلی ملا کر بچھانا چاہئے یا فصل کے ساتھ؟

(۵۸) **سوال:** امام کو مصلی مقتدیوں کی جائے نماز سے ملا کر بچھانا چاہئے یا کچھ فاصلہ سے تاکہ مقتدی وامام سے رکوع وسجود کرتے وقت ٹکراؤ نہ ہو سکے۔

فقط: والسلام

المستفتی: سلیم شاہ، ہرادون

---

(۱) و متی استوی جانباه یقوم عن یمین الإمام إن أمکنه وإن وجد في الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتی یجيء آخر فیقفان خلفه وإن لم یجیٔ حتی رکع الإمام یختار أعلم الناس بهذه المسئلة فیجذبه ویقفان خلفه ولو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة ولو وقف منفرداً بغیر عذر تصح صلاته عندنا. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش منها'': ج ۲، ص: ۳۱۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نہ ملا کر بچھانا ضروری ہے نہ علاحدہ کر کے بچھانا ضروری ہے، بلکہ ایسے طریقہ پر مصلی بچھایا جائے کہ پیچھے کے مقتدی کو رکوع وسجود میں اور اٹھنے میں دقت نہ ہو۔ (۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱/۱۴۰۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محراب ودروں کا حکم یکساں ہے یا الگ الگ؟

(۵۹) **سوال:** مسجد کی محراب اور مسجد کے دروں، دونوں کا حکم ایک ہی ہے کہ امام کا دونوں جگہ اس طرح کھڑا ہونا کہ باہر قدم نہ ہو کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق قاسمی، مظفر نگر

---

(۱)(والحائل لا يمنع) الاقتداء (إن لم يشتبه حال إمامه) بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول في الأصح (ولم يختلف المكان) حقيقة كمسجد وبيت في الأصح قنية، ولا حكما عند اتصال الصفوف؛ ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان، دررو بحر وغيرهما، وأقره المصنف لكن تعقبه في الشرنبلالية ونقل عن البرهان وغيره أن الصحيح اعتبار الاشتباه فقط .قلت: وفي الأشباه وزواهر الجواهر ومفتاح السعادة أنه الأصح .وفي النهر عن الزاد أنه اختيار جماعة من المتأخرين. (قوله: ولم يختلف المكان) أى مكان المقتدي والإمام .وحاصله أنه اشترط عدم الاشتباه وعدم اختلاف المكان، ومفهومه أنه لو وجد كل من الاشتباه والاختلاف أو أحدهما فقط منع الاقتداء، لكن المنع باختلاف المكان فقط فيه كلام يأتي (قوله: كمسجد وبيت) فإن المسجد مكان واحد، ولذا لم يعتبر فيه الفصل بالخلاء إلا إذا كان المسجد كبيرا جدا وكذا البيت حكمه حكم المسجد في ذلك لا حكم الصحراء كما قدمناه عن القهستاني. وفي التتارخانية عن المحيط: ذكر السرخسي إذا لم يكن على الحائط العريض باب ولا ثقب؛ ففي رواية يمنع لاشتباه حال الإمام، وفي رواية لا يمنع وعليه عمل الناس بمكة، فإن الإمام يقف في مقام إبراهيم، وبعض الناس وراء الكعبة من الجانب الآخر وبينهم وبين الإمام الكعبة ولم يمنعهم أحد من ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار''كتاب الصلاة:باب الإمامة مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'':ج۲،ص:۳۳۳،۳۳۶)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باہر کے دروں کا حکم محراب ہی کا حکم ہے، اس میں امام صاحب کا اس طرح کھڑا ہونا کہ باہر قدم نہ ہوں مکروہ ہے، اگرچہ نماز ادا ہو جاتی ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خلا پر کرنے کے لیے صف کو پار کرنا:

(۶۰) **سوال:** ایک آدمی نماز میں آکر ملتا ہے سب لوگوں نے نیت باندھ لی، لیکن دو صفوں میں سے پہلی صف میں جگہ تھوڑی تھی، تو وہ کونے والی صف کو پار کر کے آگے کی صف میں اس خالی جگہ کو پُر کرے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالماجد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگلی صف کی خالی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ شامی میں ہے:

”فللداخل أن يمر بين يديه ليصل الصفوف لأنه اسقط حرمة نفسه ولا يأثم المار بين يديه.“ (۲)

لیکن اگر صفیں زیادہ پار کرنی پڑیں تو ایسا نہ کرے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸:۲/۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قلت: أي لأن المحراب إنما بنى علامة لمحل قيام الإمام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة، لا لأن يقوم في داخله، فهو وإن كان من بقاع المسجد لكن أشبه مكاناً آخر، فأورث الكراهة، ولايخفى حسن هذا الكلام، فافهم، لكن تقدم أن التشبه إنما يكره في المذموم وفيما قصد به التشبه لا مطلقاً، ولعل هذا من المذموم تأمل. هذا وفي حاشية البحر للرملي: الذي يظهر من كلامهم أنها كراهة تنزيه، تأمل. (ابن عابدين رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة“: ج۲، ص:۴۰۹)

الأصح ما روى عن أبي حنيفة أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نمازیوں کے گزرنے کے لیے صف کے کنارے میں جگہ چھوڑنا:

(۶۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مدرسہ کی مسجد میں طلبہ اور اساتذہ کے علاوہ گاؤں اور محلّہ کے لوگ بھی آتے ہیں آخر کی صفوں میں مسبوقین کی خاص تعداد ہوتی ہے، نماز سے فراغت کے بعد اگلی صفوں والے پیچھے آنا چاہتے ہیں جن میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، تو ان کو پیچھے آنے میں دقت ہوتی ہے، خلل فی الصفوف، تخطی رقاب وغیرہ، اس سے بچنے کے لیے جب مشورہ کیا گیا تو بعض اساتذہ نے ایک مدرسہ کا حوالہ دے کر بتلایا کہ وہاں یہ معمول ہے کہ مسجد کے دونوں کناروں میں ایک فٹ کے بقدر جگہ چھوڑ کر صف لگائی جاتی ہے۔ نماز مکمل ہونے کے بعد اگلی صفوں والے نماز سے فراغت کے بعد وہاں سے باہر نکل جاتے ہیں ہم لوگوں نے اس تجویز کو نافذ کرنے سے پہلے مناسب سمجھا کہ دارالافتاء سے استفسار کرلیا جائے کہ ''مرور بین یدی المصلین، خلل في الصفوف، تخطی رقاب'' وغیرہ بچنے کے لیے یہ صورت مناسب ہے یا نہیں؟'' بینوا وتوجروا''.

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا سید شاہد حسین، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کی درستگی کے لیے صفوں کی درستگی کا خاص اہتمام کرنے کی تاکید آئی ہے، اور صفیں مکمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ لیکن اگر مذکورہ مصلحت کے تحت صفوں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أو في زاوية أو في ناحية المسجد أو إلی سارية لأنه بخلاف عمل الأمة. اهـ. وفيه أيضا: السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألا تری أن المحاريب ما نصبت إلا وسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام.

(أیضًا: ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة كان ترك السنة أولی'': ج ۲، ص: ۴۱۴)

(۲) كره كقيامه في صفّ خلف صفّ فيه فرجة، قلت: وبالكراهة أيضًا صرّح الشافعية. ولو وجد فرجةً في الأوّل لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم. وقال ابن عابدين تحته: أن الكلام فيما إذا شرعوا، وفي القنية: قام في آخر صفّ وبين الصّفوف مواضع خالية، فللداخل أن يمرّ بين يديه ليصل الصّفوف.

(الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول'': ج ۲، ص: ۳۱۲، زکریا دیوبند)

کے دونوں کناروں پر ایک گز جگہ چھوڑ دی جائے اور کسی مخصوص علامت کے ذریعہ اس جگہ کو صف سے نکال دیا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہوگی تا کہ تخطی رقاب اور مرور بین المصلی لازم نہ آئے۔[1] بعض علماء نے بڑی مسجدوں میں عام نمازوں کے اندر صف کے دونوں کناروں کو چھوڑ کر بیچ میں صف لگانے کی اجازت دی ہے۔ البتہ اس کا خیال رہے کہ صفوں کی دونوں جانب برابر ہوں امام صفوں کے درمیان کھڑا ہو۔[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲/۴/ ۱۴۴۱ھ)

صفوں میں سے لوگوں کے گزرنے کے لیے جگہ چھوڑنا:

(۶۲) **سوال:** اتصال صفوف سے متعلق ایک مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں!

ہماری مسجد کے شمال کی جانب دیوار سے متصل ایک خالی جگہ ہے، جہاں نمازیوں کے لیے جمعہ اور عیدین کے دنوں میں چٹائیاں بچھائی جاتی ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دیوار سے متصل پانچ، چھ صفیں بچھائی جاتی ہیں، جس میں ایک صف کے اندر چھ سات نمازی کھڑے ہو سکتے ہیں، پھر

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وسطوا الإمام وسدوا الخلل. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، "كتاب الصلاة: باب مقام الإمام من الصف، دار السلام": ج۱،ص:۹۹،رقم:۶۸۱)

لقوله عليه الصلاة والسلام لا يقطع الصلاة مرور شيء إلا أن المار آثم لقوله عليه الصلاة والسلام: لو علم المار بين يدي المصلي ماذا عليه من الوزر لوقف أربعين وإنما يأثم إذا مر في موضع سجوده على ما قيل ولا يكون بينهما حائل وتحاذى أعضاء المار أعضائه لو كان يصلى على الدكان. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها": ج۱،ص:۴۰۴)

(۲) لأن التخطي حال الخطبة عمل، وهو حرام وكذا الإيذاء والدنو مستحب وترك الحرام مقدم على فعل المستحب ولذا قال عليه الصلاة والسلام للذي رآه يتخطي الناس ويقول افسحوا اجلس فقد آذيت وهو محمل ما روي الترمذي عن معاذ بن أنس الجهني قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تخطى رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ جسرا إلى جهنم، شرح المنية. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الجمعة": ج۲،ص:۱۶۳)

ان صفوں کے دائیں جانب ہی پانچ چھ فٹ جگہ لوگوں کے گزرنے کے لیے چھوڑ کر مزید صفیں بنائی جاتی ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح صفوف کے عدم اتصال سے نماز ہو جائے گی یا نہیں یا اتصال صفوف ضروری ہے، جب کہ چھوڑی ہوئی جگہ لوگوں کی مستقل گزرگاہ ہے، اس کے علاوہ ان کے لیے اور کوئی گزرنے کا راستہ بھی نہیں ہے؟ براہ کرم شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یوسف، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز درست ہے، لیکن اگر صفوں کے درمیان فاصلہ دو صفوں کے بقدر یا زائد ہے تو اقتداء درست نہیں ہوگی۔ (۱)

"والمانع في الصلوة فاصل يسع فيه صفين على المفتى به" (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۱/۷/۱۴۴۱ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱)(ويمنع من الاقتداء) صف من النساء بلا حائل قدر ذراع أو ارتفاعهن قدر قامة الرجل مفتاح السعادة أو (طريق تجرى فيه عجلة) آلة يجرها الثور (أو نهر تجرى فيه السفن) ولو زورقا ولو في المسجد (أو خلاء) أي فضاء (في الصحراء) أو في مسجد كبير جدا كمسجد القدس (يسع صفين) فأكثر إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقا، كأن قام في الطريق ثلاثة، وكذا إثنان عند الثاني لا واحد اتفاقا لأنه لكراهة صلاته صار وجوده كعدمه في حق من خلفه. (والحائل لا يمنع) الاقتداء (إن لم يشتبه حال إمامه) بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول في الأصح (ولم يختلف المكان) حقيقة كمسجد وبيت في الأصح قنية، ولا حكما عند اتصال الصفوف؛ ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه": ج۲،ص:۳۳۰،۳۳۱)

(۲)حسن بن عمار، مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، فصل في الأحق بالإمامة، وترتيب الصفوف: ص:۱۱۲.

باب الجماعت

پہلی صف پر کیے بغیر دوسری صف بنانا:

(۶۲۳) **سوال:** نماز باجماعت میں مقتدی حضرات صف اول کو پُر نہیں کرتے، اور نئی صف بنا لیتے ہیں یا نئی صف میں شامل ہو جاتے ہیں جب کہ صف اول میں جگہ خالی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے؟ کیا ان مقتدیوں کی نماز ہوگی جو صف اول کو پُر نہیں کرتے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: صف اول میں جگہ خالی چھوڑ کر دوسری صف بنانا مکروہ ہے؛ البتہ اگر صف اول میں جگہ نہ ہو تو آنے والا دوسری صف میں کھڑا ہو جائے، اور ممکن ہو تو کسی ایک مقتدی کو صف اول سے کھینچ کر اپنے ساتھ دوسری صف میں کھڑا کر لے، لیکن آج کل لوگوں میں جہالت غالب ہے، اگلی صف سے کھینچنے میں نماز کے فساد کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے تھوڑا انتظار کرے کہ کوئی مصلی آجائے تو اس کو ساتھ لے لے اور اگر کوئی ساتھ میں کھڑا ہونے والا نہ ہو تو تنہا دوسری صف بنا لے۔ اگر کوئی شخص دوسری صف میں تنہا کھڑا ہو جب کہ پہلی صف میں ایک آدمی کی جگہ باقی ہو تو آنے والے کو چاہئے کہ دوسری صف میں کھڑے ہونے والے کے ساتھ کھڑا ہو جائے، اور اگر دوسری صف میں دو لوگ ہوں اور پہلی صف میں ایک آدمی کی گنجائش ہے تو آنے والے کو چاہئے کہ صف اول کو پُر کرے، اور اس کے لیے اگر نمازی کے سامنے سے گزر کر جانا پڑے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۱۱/۱۴۳۵ھ)

الجواب صحیح:
فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) کره كقيامة في صف خلف صف فيه فرجة ...... ولو وجد فرجة في الأول لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم، وفي الحديث من سد فرجة غفر له وصح خياركم ألينكم مناكب في الصلاة، وبهذا يعلم جهل من يستمسك عند دخول داخل بجنبه في الصف، ويظن أنه رياء كما بسط في البحر. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

محراب میں کھڑا ہوکرامام نماز پڑھائے:

(۶۴) **سوال:** امام صاحب محراب میں کھڑے ہوتے ہیں، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمود اختر، باغپت

الجواب وباللہ التوفیق: محراب میں امام صاحب اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں، تو مکروہ ہے، البتہ قدمین خارج محراب ہوں، تو مکروہ نہیں ہے نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب مجبوراً اندرون محراب تنہا امام کے قیام کی نوبت آجائے تو مکروہ نہیں ہے۔[1]

"ویکره قیام الإمام بجملته في المحراب لا قیامه خارجه وسجوده فیه (إلی قوله) وإذا ضاق المکان فلا کراهة"[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۹/۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب في الکلام علی الصف الأول": ج۲،ص:۳۱۲)

وقدمنا کراهة القیام في صف خلف صف فیه فرجة للنهی، وکذا القیام منفردا وإن لم یجد فرجة بل یجذب أحدا من الصف ذکره ابن الکمال، لکن قالوا في زماننا ترکه أولیٰ، فلذا قال في البحر: یکره وحده إلا إذا لم یجد فرجة. (أیضًا:)

والأولیٰ في زماننا عدم الجذب والقیام وحده وفي الخلاصة إن صلی خلف الصف منفردا مختارا من غیر ضرورة یجوز وتکره، ولو کبر خلف الصف وأراد أن یلحق بالصف یکره، وفي الفتح عن الدرایة لو قام واحد بجنب الإمام وخلفه صف یکره إجماعا، والأفضل أن یقوم في الصف الأخیر إذا خاف إیذاء أحد وفي کراهة ترک الصف الأول مع إمکان الوقوف فیه اختلاف. وفي الشرح إذا تکامل الصف الأول لا ینبغي أن یتزاحم علیه لما فیه من الإیذاء (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، "کتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل في المکروهات": ج۱،ص:۳۶۱)

(۱) ویکره قیام الإمام وحده في الطاق وهو المحراب، ولا یکره سجوده فیه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کے ساتھ ایک مقتدی کس طرح کھڑا ہو؟

(۶۵) **سوال**: اگر مقتدی صرف ایک ہو، تو اس کو کس طرف کھڑا کیا جائے، اگر بالکل ہی پیچھے یا بائیں طرف کھڑا ہو گیا، تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمال الدین، سیتامڑھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت طریقہ تو یہ ہے کہ اگر مقتدی ایک ہے، تو اس کو داھنی طرف کھڑا کیا جائے اور اگر بالکل پیچھے یا بائیں کھڑا ہو گیا، تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو گئی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۸/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا پہلی صف میں بچے کھڑے ہو سکتے ہیں؟

(۶۶) **سوال**: جماعت میں پانچ یا سات آدمی ہیں باقی صف خالی ہے، تو کیا صف اول میں بچے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں جن کی عمر آٹھ دس سال ہو اس عمر کے ایک دو بچے ہوں، تو کیا حکم ہے اور پانچ سات ہوں، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا عبدالکریم، مظفر نگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إذا كان قائماً خارج المحراب، هكذا في التبيين، وإذا ضاق المسجد بمن خلف الإمام فلا بأس بأن يقوم في الطاق، كذا في الفتاوىٰ البرهانية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب السابع: فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها": ج۱، ص:۱۶۷)

(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، فصل في الأحق بالإمامة وترتيب الصفوف": ص:۱۱۲۔

(۱) قوله ويقف الواحد عن يمينه والإثنان خلفه لحديث ابن عباس رضي الله عنه أنه عليه السلام صلى به وأقامه عن يمينه وهو ظاهر في محاذاة اليمين وهي المساواة، وهذا هو المذهب خلافاً لما عن محمد من أنه يجعل أصبعه عند عقب الإمام، وأفاد الشارح أنه لو وقف عن يساره فإنه يكره يعني اتفاقاً، ولو وقف خلفه فيه روايتان أصحهما الكراهة. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۱، ص:۶۱۶)

الجواب وباللہ التوفیق: صف بندی کی ترتیب اس طرح حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ پہلے مردوں کی صف بندی کی جائے، اس کے بعد والی صف میں بچوں کو کھڑا کیا جائے، (۱) البتہ اگر ایک ہی بچہ ہے تو اس کو بڑوں کی صف میں شامل کرلیا جائے الگ سے نہ کھڑا ہو۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۵/۱۸/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھانسی کا مریض صف میں کہاں کھڑا ہو؟

(۶۷) **سوال:** ایک شخص کھانسی کا مریض ہے، امام کے پیچھے قصداً کھڑا ہوتا ہے اور اس قدر کھانستا ہے کہ امام کی قرأت تک سنائی نہیں دیتی، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے، اس کو کہاں پر کھڑا کرنا چاہیے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شریف احمد، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص کے کھانسنے سے نماز میں یا نماز کے کسی رکن میں خلل ہوتا ہے، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ صف کے کنارہ پر آخر میں کھڑا ہو جائے، تاکہ دوسروں کو پریشانی نہ ہو اور دوسروں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور لوگ اپنی نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کر سکیں۔ (۳) اگر مرض زیادہ ہو تو گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ البتہ جماعت سے نماز پڑھنا اس کے

---

(۱) ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء لقوله علیه السلام: لیلیني منکم أولا الأحلام والنهي. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱، ص: ۶۱۷)

(۲) ویقتضي أیضاً أن الصبي الواحد لا یکون منفردا عن صف الرجال بل یدخل في صفهم وإن محل هذا الترتیب إنما هو عند حضور جمع من الرجال وجمع من الصبیان فحینئذ تؤخر الصبیان. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱، ص: ۶۱۸)

(۳) وأما الخشوع فیها بظاهره وباطنه فمستحب. (ابن نجیم، الأشباه والنظائر، ''السادس في بیان الجمع بین عبادتین: ص: ۱۳۴)

عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من أکل من هذه الشجرة المنتنة فلا یقربن مسجدنا، فإن الملائکة تتأذی مما یتأذی منه الإنس (أخرجه المسلم في صحیحه، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نهي من أکل ثوما: ج۱، ص ۲۰۹، رقم: ۵۶۴)

لیے بھی ضروری ہے[۱] احتیاط یہ ہے کہ مذکورہ صورت اختیار کرلے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۴/۵/۱۴۱۵ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پنکھے کی وجہ سے پہلی صف چھوڑ کر نماز پڑھنا:

(۶۸) **سوال:** بعض نمازیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگلی صف چھوڑ کر پنکھے کے نیچے ہی کھڑے ہوتے ہیں، تو ان کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رفیق احمد، الہ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: نماز تو ہوجاتی ہے؛ لیکن ایسا کرنا درست نہیں ہے، بلکہ مکروہ ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۱/۲/۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں فاصلے سے کھڑے ہونا:

(۶۹) **سوال:** کورونا وائرس کی وجہ سے ہدایت یہ ہے کہ مل مل کر کھڑے نہ ہوں؛ بلکہ

---

(۱) والصلاة بالجماعة سنة في الأصح مؤكدة شبيهة بالواجب في القوة للرجال للمواظبة ولقوله صلى الله عليه وسلم: صلاة الجماعة أفضل من صلاة أحدكم وحده بخمسة وعشرين جزءً. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة:باب الإمامة": ج ص:۲۹۶)

(۲) ولو وجد فرجة في الأول لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم وفي الحديث من سد فرجة غفرله وصح خياركم ألينكم مناكب في الصلاة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول": ج ۲، ص:۳۱۲)

ويكره القيام خلف صف فيه فرجة للأمر بسد فرجات الشيطان ولقوله: من سد فرجة من الصف كتب له عشر حسنات ومحي عنه عشر سيئات ورفع له عشر درجات. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل في المكروهات": ص:۳۶۱)

فاصلے سے کھڑے ہوں تو اگر مسجد میں چند لوگ نماز پڑھیں اور ہر دو مصلی کے درمیان ایک میٹر کا فاصلہ ہو تو کیا نماز درست ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں صفوں کو درست کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اور صفوں کی درستگی میں مل مل کر کھڑا ہونا ہے[۱] اور نماز کا متوارث طریقہ یہی ہے کہ لوگ مل مل کر کھڑے ہوں اس لیے اگر اتنا فاصلہ ہو کہ لوگوں کا ایک نماز میں ہونا معلوم نہ ہوتا ہو تو نماز کے متوارث طریقہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ بالکل درست نہیں۔[۲] ہاں اگر معمولی فاصلہ ہو جس میں بظاہر لوگوں کا ایک ہی نماز میں ہونا معلوم ہو تو موجودہ حالات میں اس کی گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر کچھ لوگ تو

---

(۱) وينبغي للقوم إذا قاموا إلى الصلاة أن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم في الصفوف، ولا بأس أن يأمرهم الإمام بذلك، وينبغي أن يكملوا ما يلي الإمام من الصفوف، ثم ما يلي ما يليه، وهلمّ جرًّا، وإذا استوى جانبا الإمام فإنه يقوم الجائي عن يمينه، وإن ترجح اليمين فإنه يقوم عن يساره، وإن وجد في الصف فرجة سدّها، وإلا فينتظر حتى يجيء آخر كما قدمناه، وفي فتح القدير: وروي أبو داود والإمام أحمد عن ابن عمر أنه قال: أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بأيديكم (بأيدى) إخوانكم لاتذروا فرجات للشيطان، من وصل صفًّا وصله الله، ومن قطع صفًّا قطعه الله. وروي البزار بإسناد حسن عنه من سدّ فرجةً في الصفّ غفر له. وفي أبي داود عنه: قال: خياركم ألينكم مناكب في الصلاة. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''وقوف المامومين في الصلاة خلف الإمام'': ج۱، ص: ۳۷۵؛ الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول'': ج۱، ص: ۵۶۸؛ وأحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ج۱، ص: ۳۰۶)

(۲) (ويمنع من الاقتداء) صف من النساء بلا حائل قدر ذراع أو ارتفاعهن قدر قامة الرجل، مفتاح السعادة أو (طريق تجري فيه عجلة) آلة يجرها الثور أو نهر تجري فيه السفن ولو زورقا ولو في المسجد ولو خلاء أي فضاء في الصحراء أو في مسجد كبير جداً كمسجد القدس (يسع صفين) فأكثر إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة: مطلب إذا كانت الثغة يسيرة'': ج۲، ص: ۳۳۰)

عن أبي بكرة رضي الله عنه إنه انتهي أي النبي صلى الله عليه وسلم وهو راكع فركع قبل أن يصل أي الصف فذكر ذلك النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: زادك الله حرصاً ولا تعد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب إذا ركع دون الصف'': ج۱، ص: ۲۷۱، رقم: ۷۵۰)

باب الجماعت

صف میں متصل کھڑے ہوں؛ لیکن ایک دو آدمی مسجد میں ہی ایک میٹر کے فاصلے سے کھڑے ہوں تو اگرچہ ایسا کرنا بھی درست نہیں ہے تاہم اس کی نماز ہوجائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۲۴/ ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ لڑکے بڑوں کے ساتھ شامل ہوکر نماز پڑھیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۷۰) **سوال:** نماز باجماعت کے اندر اگر دو تین نابالغ لڑکے ہوں، تو یہ لڑکے بڑے آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اگر بڑوں کی صف میں نماز پڑھیں، تو بڑوں کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نظام الدین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صف بندی کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے بالغ مردوں کی صفیں لگائی جائیں اس کے بعد نابالغ لڑکوں کی صف بنائی جائے پس اگر نابالغ لڑکے نے بڑوں کی صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۵/ ۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ذكر ما يستفاد منه: فيه: الأمر بتسوية الصفوف، وهي من سنة الصلاة عند أبي حنيفة والشافعي ومالك، وزعم ابن حزم أنه فرض، لأن إقامة الصلاة فرض، وما كان من الفرض فهو فرض. قال صلى الله عليه وسلم: (فإن تسوية الصف من تمام الصلاة). فإن قلت: الأصل في الأمر الوجوب ولا سيما فيه الوعيد على ترك تسوية الصفوف، فدل على أنها واجبة. قلت: هذا الوعيد من باب التغليظ والتشديد تأكيدا وتحريضا على فعلها، كذا قاله الكرماني، وليس بسديد. لأن الأمر المقرون بالوعيد يدل على الوجوب، بل الصواب أن يقول: فلتكن التسوية واجبة بمقتضى الأمر، ولكنها ليست ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مردوں کی صف میں مخنث ہو تو کیا حکم ہے؟

(۷۱) سوال: ایک شخص جو پیدائشی صحیح وسالم تھا مگر جب وہ بڑا ہوا، تو اپنی مخنثوں جیسی حالت بنالی اور مخنث بن بیٹھا اگر ایسا شخص مسجد میں درمیان صف کھڑا ہو، تو دوسروں کی نماز باطل ہوگی یا نہیں، مسجد میں ایسا شخص کہاں کھڑا ہونا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: امام مسجد چھپار، مظفرنگر

الجواب وبالله التوفيق: اگر مذکورہ شخص اصلاً مرد ہی ہے اور صرف ظاہری حالت مخنث جیسی بنا رکھی ہے تو اسے مرد ہی کہا جائے گا اور مردوں کی صفوں میں رہ سکتا ہے اور اگر واقعۃً مخنث ہے تو پیچھے کھڑا ہو۔ اور اگر وہ مردوں کی صف میں کھڑا ہوگیا، تو دوسرے لوگوں اور خود اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی؛ بلکہ درست ہوگی، اگر مردوں، بچوں اور مخنثوں کا مجمع ہو، تو ان کی صف بندی میں اس ترتیب کی رعایت رکھیں کہ آگے مرد کھڑے ہوں، پھر بچے اور ان کے پیچھے مخنث۔

’’وإذا وقف خلف الإمام قام بين صف الرجال والنساء لاحتمال أنه امرأة فلا يتخلل الرجال كيلا تفسد صلاتهم‘‘(۱)

’’ويصف الرجال ثم الصبيان ثم الخنثیٰ ثم النساء‘‘(۲)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......من واجبات الصلاة بحيث أنه إذا تركها فسدت صلاته أو نقصتها. غاية ما في الباب إذا تركها يأثم. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ج۵، ص:۲۵۴)

(۲) ويصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء لقوله عليه الصلاة والسلام: ليليني منكم أولو الأحلام والنهي. (المرغيناني، الهداية، ’’كتاب الصلاة: باب الامامة‘‘: ج۱، ص:۵۸)

ويصف الرجال ثم الصبيان ثم الخنائى ثم النساء. (حسن بن عمار، مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، فصل في الأحق بالإمامة وترتيب الصفوف‘‘: ج۱، ص:۱۱۶)

والترتيب الحاصر لها أن يقدم الأحرار البالغون ثم الأحرار الصبيان ثم العبيد البالغون ثم العبيد الصبيان ثم الأحرار الخنائى الكبار ثم الأحرار الخنائى الصغار ثم الأرقاء الخنائى الكبار ثم الأرقاء الخنائى الصغار ثم الحرائر الكبار ثم الحرائر الصغار ثم الإماء الكبار ثم الإماء الصغار. (عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الأنهر، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، أولى الناس بالإمامة‘‘: ج۱، ص:۱۰۹)

(۱) المرغيناني، الهدايه، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج۱، ص:۸۰.

(۲) أحمد بن محمد القدوري، القدوري مع شرح الثميري، ’’كتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج۱، ص:۱۶۷.

"مفهوم أن محاذاة الخنثیٰ المشكل لا تفسد وبه صرح في التاتار خانية"(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۴/۵/۱۴۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز باجماعت میں کس قدر ملکر کھڑا ہونا چاہئے؟

(۷۲) **سوال:** جماعت میں قیام کی حالت میں صف میں کس قدر مل کر کھڑا ہونا چاہئے کہ کندھے سے کندھا لگ جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سلطان، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے، اگر دوسرے نمازی سے کندھا یا ٹخنہ ملانے کی سعی کریں گے، تو سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہوگا؛ پس اس قدر مل کر کھڑا ہونا چاہئے کہ خلل درمیان میں نہ ہو۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۰/۲/۱۴۱۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۱، ص: ۵۷۳.

(۲) (قوله ومنها القيام) يشمل التام منه وهو الانتصاب مع الاعتدال وغير التام وهو الانحناء القليل بحيث لا تنال يداه ركبتيه، وقوله بحيث إلخ صادق بالصورتين أفاده ط. ويكره القيام على أحد القدمين فى الصلاة بلا عذر، وينبغي أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد لأنه أقرب إلى الخشوع، هكذا روي عن أبي نصر الدبوسی إنه كان يفعله كذا في الكبرى. وما روى أنهم ألصقوا الكعاب بالكعاب أريد بها الجماعة أى قام كل واحد بجانب الآخر كذا في فتاوى سمرقند، ولو قام على أصابع رجليه أو عقبيه بلا عذر يجوز، وقيل لا. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلوة: باب صفة الصلوة، بحث القيام": ج۲، ص: ۱۳۱)

وقال صلی اللہ علیہ وسلم: استووا تستوی قلوبكم وتماسوا تراحموا، وقال صلی اللہ علیہ وسلم: أقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بأيدي إخوانكم لا تذروا فرجات للشيطان من وصل صفا وصله الله. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوی على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة: فصل في بيان الأحق بالإمامة": ج۱، ص: ۳۰۶)

امام کے قدم بوقت جماعت کہاں ہوں؟

(۷۳) **سوال:** امام کے قدم محراب میں کھڑے ہونے کے وقت یا مسجد میں دوسری جگہ برآمدے وغیرہ میں جماعت کے وقت دیوار یا محراب سے کتنے باہر ہونے چاہئیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ساجد حسین قاسمی، نوادہ، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: جب امام محراب میں کھڑا ہوکر نماز پڑھائے، تو قدموں کا کچھ حصہ محراب سے باہر ہونا چاہئے اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر برآمدہ یا صحن میں نماز ہورہی ہو، تو پوری مسجد برابر ہے اس کے لحاظ کی ضرورت نہیں ہے بس امام اپنی جگہ پر مقتدیوں سے الگ ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۱۱/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کے دائیں، بائیں مقتدیوں کا کھڑا ہونا:

(۷۴) **سوال:** ہماری مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے؛ اس لیے امام کے دائیں بائیں ذرا

(۱) وحقيقة اختلاف المكان تمنع الجواز فشبهة الاختلاف توجب الكراهة والمحراب وإن كان من المسجد فصورته وهيئته اقتضت شبهة الاختلاف اهـ ملخصا .قلت: أى لأن المحراب إنما بنى علامة لمحل قيام الإمام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة، لا لأن يقوم في داخله، فهو وإن كان من بقاع المسجد لكن أشبه مكانا آخر فأورث الكراهة، ولا يخفى حسن هذا الكلام فافهم، لكن تقدم أن التشبه إنما يكره في المذموم وفيما قصد به التشبه لا مطلقا، ولعل هذا من المذموم تأمل. هذا وفي حاشية البحر للرملي: الذى يظهر من كلامهم أنها كراهة تنزيه تأمل اهـ (تنبيه) (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة'': ج۲، ص: ۴۱۵)

فالحاصل أن مقتضى ظاهر الرواية كراهة قيامه في المحراب مطلقا سواء اشتبه حال الإمام أو لا وسواء كان المحراب من المسجد أم لا وإنما لم يكره سجوده في المحراب إذا كان قدماه خارجه لأن العبرة للقدم في مكان الصلاة حتى تشترط طهارته. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوة: تغميض عينيه في الصلوة'': ج۲، ص: ۲۸)

پیچھے کو جگہ چھوڑ کر صف بنا لیتے ہیں، تو اس طرح نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اشتیاق، نجیب آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عذر ہو اور کوئی دوسری صورت نہ ہو سکتی ہو تو امام کو ذرا آگے کر کے اس کے پیچھے صف لگانی چاہئے اس قدر آگے ہو جانا امام کا کافی ہے کہ امام کے پیر مقتدیوں کے پیر سے آگے رہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۱۱/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو صف اول کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۷۵) **سوال:** ہماری مسجد میں ایک دو نمازی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے اگر وہ پہلی صف میں بیٹھ کر ادا کرتے ہیں تو کافی جگہ رک جاتی ہے اور صف کے درمیان خلا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ صف کے کنارے پر بیٹھ کر یا دوسری، تیسری صف میں کنارے پر نماز ادا کریں تو ان کو صف اول کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ ایسے معذوروں کے

---

(۱) وينبغي للقوم إذا قاموا إلى الصلاة أن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم في الصفوف ولا بأس أن يأمرهم الإمام بذلك لقوله عليه الصلاة والسلام: سووا صفوفكم فإن تسوية الصف من تمام الصلاة ولقوله عليه الصلاة والسلام لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم وهو راجع إلى اختلاف القلوب وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الصف أو ميسرته فقد أساء لمخالفته السنة ألا ترى أن المحاريب لم تنصب إلا في الوسط وهي معينة لمقام الإمام. (فخر الدين عثمان بن علي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الصلوة: الأحق بالامامة": ج۱، ص:۱۳۶)

السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان، ولو قام في أحد جانبي الصف يكره، ولو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوى وامتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه، والأصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال: أكره أن يقوم بين الساريتين أو في زاوية أو في ناحية المسجد أو إلى سارية لأنه خلاف عمل الأمة. قال عليه الصلاة والسلام: توسطوا الإمام وسدوا الخلل. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش": ج۲، ص:۳۱۰)

لیے کیا مناسب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: امجد حسین قاسمی، الہ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ آخری صف میں یا جہاں کنارے پر جگہ ہو وہاں نماز ادا کریں ان شاء اللہ ان کو جماعت اور صف اول کا ثواب ملے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بوجہ ضعف مسجد کے کونے میں نماز پڑھنا:

(۷۶) **سوال:** زید بوجہ ضعیفی کے مسجد کے کونے میں نماز باجماعت پڑھتے ہیں تاکہ رکوع و قیام میں دیوار کا سہارا لے لیں تو یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ طفیل احمد، پیراگپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں اس ضعیف کے لیے ضروری ہے کہ صف میں مل کر کھڑے ہوں[2] طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اسی طرح دیوار کے سہارے سے کھڑے ہو کر پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال في المعراج: الأفضل أن يقف في الصف الآخر إذا خاف إيذاء أحد، قال عليه السلام: من ترك الصف الأول مخافة أن يؤذي مسلماً أضعف له أجر الصف الأول وبه أخذ أبوحنيفةؒ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها'': ج ۲، ص: ۳۱۰، زکریا دیوبند)

(۲) قال الشمني، وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسوّوا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

رکعت فوت ہونے کا خوف ہو، تو مقتدی دوسری صف میں کہاں کھڑا ہو؟

(۷۷) **سوال:** ایک شخص کو رکعت فوت ہونے کا خوف ہے اگر وہ شخص پیچھے کی صف میں ہی کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کی اقتدا میں نماز شروع کرے تو یہ کیسا ہے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: تجمل حسین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف سے دور کھڑا ہونا مکروہ ہے، اس کو چاہئے کہ صف تک پہونچ کر نماز شروع کرے، چاہے رکعت فوت ہو جائے اس لیے کہ افضلیت حاصل کرنے کی بہ نسبت مکروہ سے بچنا ضروری ہے۔[1]

”ویکره للمقتدي أن يقوم خلف الصف وحده إلا إذا لم يجد في الصف فرجة يمكنه القيام فيها لقوله عليه السلام: أتموا الصف المقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر، رواه أبو داود والنسائي“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مناكبهم ويقف وسطاً، قال في المعراج: الأفضل أن يقف في الصف الآخر إذا خاف إيذا أحد، قال عليه السلام: من ترك الصف الأوّل مخافة أن يؤذى مسلماً أضعف له أجر الصف الأول. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها“: ج۲، ص:۳۱۰)

(۳) ولو قدر على القيام متكئاً الصحيح أنه يصلي قائماً متكئاً ولا يجزيه غير ذلك وكذلك لو قدر على أن يعتمد على عصا أو على خادم له فإنه يقوم ويتكيء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلوة: الباب الرابع عشر في صلاة المريض“: ج۱، ص:۱۹۶، زکریا دیوبند)

(۱) ولو كان الصف منتظما ينتظر مجيء آخر فإن خاف فوت الركعة جذب عالماً بالحكم لايتأذى به وإلا قام وحده. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة، فصل في بيان الأحق بالإمامة“: ص:۳۰۷، شیخ الہند دیوبند)

(۲) إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة“: ص:۳۱۴، ط: دراالکتاب دیوبند).

باب الجماعت

پچھلی صف میں مقتدی کہاں کھڑا ہو؟

(۷۸) **سوال:** اگر صفوں میں جگہ باقی نہ رہے تو پچھلی صف میں کہاں کھڑا ہونا چاہئے درمیان میں یا کونے پر؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمؤمن، کھتولی

الجواب وبالله التوفيق: اگر صف میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہ ہوتو امام کے رکوع میں جانے تک تو انتظار کرے اگر کوئی دوسرا شخص آجائے تو اس کے ہمراہ امام کی سیدھ میں صف کے پیچھے کھڑا ہوجائے اگر کوئی نہ آئے تو اکیلا ہی کھڑا ہوجائے اور اگر آتے ہی امام کے پیچھے سیدھ میں تنہا صف میں کھڑا ہوجائے تو یہ بھی جائز ہے۔[1]

”ومتی استوی جانباه يقوم عن يمين الإمام إن أمكنه فإن وجد في الصف فرجة سدها وإلا انتظر حتى يجيء آخر فيقفان خلفه وإن لم يجيء حتى ركع الإمام يختار أعلم الناس بهذه المسألة فيجذبه ويقفان خلفه ولو لم يجد عالماً يقف خلف الصف بحذاء الإمام للضرورة ولو وقف منفرداً لغير عذر تصح صلاته عندنا خلافاً لأحمد“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۰/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ويقف الواحد رجلا كان أو صبياً مميّزاً عن يمين الإمام مساوياً له متاخراً بعقبه...... ويقف الأكثر من واحد خلفه، الخ...... فإذا استوى الجانبان يقوم الجائي عن جهة اليمين وإن ترجح اليمين يقوم عن يسار. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة، فصل في بيان الأحق بالإمامة“: ص: ۳۰۵، شیخ الہند دیوبند)

(۲) الحصكفي، رد المحتار، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۳۱۰، زکریا دیوبند.

کسی عالم کو صف میں اپنی جگہ دینا:

(۷۹) **سوال:** ایک شخص جماعت میں صف میں کھڑا ہوگیا، پیچھے کوئی عالم تشریف لائے، توانہوں نے آگے صف میں اپنی جگہ ان کو دے دی اور خود پیچھے کھڑے ہوگئے، تو یہ عمل کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: خورشید احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اہل علم کی تعظیم کی خاطر خود پیچھے ہٹ کر ان کو پہلی صف میں جگہ دینا بلا کراہت درست ہے؛ بلکہ ان کا یہ فعل مناسب ہے۔[۱]

"وإن سبق أحد إلى الصف الأول فدخل رجل أكبر منه سنا أو أهل علم ينبغي أن يتأخر ويقدمه تعظيماً له فهذا يفيد جواز الإيثار بالقرب بلا كراهة خلافاً للشافعية، ويدل عليه...... وقوله تعالیٰ: ﴿ويؤثرون علىٰ أنفسهم ولو كان بهم خصاصة﴾"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۱/۱۳ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مسجد کے بالائی حصہ کی پہلی صف صف اول ہے یا تحتانی حصہ کی پہلی صف؟

(۸۰) **سوال:** اوپر کی مسجد کی صفِ اول پہلی صف ہے یا نیچے کے حصہ کی صف کی پہلی

---

(۱) عن ابن مسعود -رضي اللہ تعالیٰ عنه- قال: قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: ليلني منكم أولوا الأحلام والنهي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصلوة: باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول": ج۱، ص:۱۸۱، رقم:۴۳۲)

قال النووي رحمه اللہ تعالیٰ في هذا الحديث: تقديم الأفضل فالأفضل لأنه أولیٰ بالإكرام لأنه ربما يحتاج الإمام إلى الاستخلاف فيكون هو أولیٰ. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ج۴، ص:۳۴۱)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب في جواز الإيثار بالقرب": ج۲، ص:۳۱۰.

صف ہے۔ نیز نیچے مسجد میں جگہ خالی ہو، تو محض اپنی سہولت اور آرام طلبی کے لیے اوپر کی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، نیپال

الجواب وباللہ التوفیق: جماعت جس جگہ ہو رہی ہے اور امام بھی وہیں موجود ہے (خواہ اوپر یا نیچے) وہیں کی صف اول شرعاً صف اول شمار ہوگی۔ البتہ اصل مسجد (نیچے کے حصہ) کو چھوڑ کر بلا عذر اوپر جماعت کرنا مکروہ ہے مگر فریضہ ادا ہو جائے گا اعادہ کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۲/۷/۱۴۴۱ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

بیٹھ کر نماز پڑھنے پر صف میں کس جگہ نماز پڑھے؟

(۸۱) **سوال:** ایک معذور شخص جو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ کہاں پر صف میں بیٹھیں درمیان صف میں یا کنارے پر یا آخری صف میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فیاض الدین، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: صف برابر سیدھی بھی ہونی چاہئے اور پُر بھی کہ درمیان میں خلا باقی نہ رہے اگر کوئی شخص عذر شرعی کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، تو وہ کھڑے ہوئے لوگوں سے الگ نہ بیٹھے؛ بلکہ صف میں بیٹھے اور خلاء درمیان میں بالکل نہ چھوڑے خلا باقی رکھنا شرع کے

---

(۱) والقيام في الصف الأول أفضل من الثاني وفي الثاني أفضل من الثالث ...... وأفضل مكان المأموم حيث يكون أقرب إلى الإمام فإن تساوت المواضع ففي يمين الإمام وهو الأحسن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلوة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم“: ج ۱، ص: ۱۴۷، زکریا دیوبند)

خلاف ہے، بہتر یہ ہے کہ صف کے آخر میں بیٹھ کر جماعت میں شریک ہوتا کہ صف پوری ہو جائے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۹/۲/۱۴۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام اور ایک مقتدی کی صورت میں اگر تیسرا شخص آجائے:

(۸۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

دو شخص ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں ایک امام ہو اور ایک مقتدی اور دونوں ساتھ کھڑے ہوں اور کوئی تیسرا شخص آجائے تو اب امام کو آگے ہونا چاہیے یا مقتدی کو پیچھے ہونا چاہیے؟

فقط: والسلام

المستفتی: زید، عادل آباد

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مذکورہ میں دونوں صورتیں درست ہیں، امام بھی آگے بڑھ سکتا ہے اور مقتدی بھی پیچھے ہو سکتے ہیں، ایسے مقامات میں عام طور پر ایسا کر سکتے ہیں کہ مقتدی کو آہستہ سے کھینچ کر پیچھے کر دیا جائے شرط یہ ہے کہ مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۲/۳/۱۴۴۲ھ)

---

(۱) وينبغي للقوم إذا قاموا إلى الصلوة أن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا بين مناكبهم في الصفوف، ولا بأس أن يأمرهم الإمام بذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلوة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم": ج۱،ص:۱۴۶، زکریا دیوبند)

عن ابن مسعود -رضي الله تعالیٰ عنه- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح مناكبنا في الصلوة ويقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم ليلني منكم أولو الأحلام والنهي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصلوة: باب تسوية الصفوف وإقامتها": ج۱،ص:۱۸۱، رقم:۴۳۲)

(۲) إذا اقتدى بإمام فجاء آخر يتقدم الإمام موضع سجوده كذا في مختارات النوازل. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بچوں کو مردوں کی صفوں میں کھڑا کرنے کا حکم:

(۸۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بچوں کو مردوں کے صفوں میں کھڑا کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچوں کو پیچھے کردیں ورنہ بڑوں کی نماز نہیں ہوگی کیا یہ بات درست ہے؟ اگر بچے بڑوں کی صف میں نماز پڑھیں گے تو کیا بچوں کی نماز نہیں ہوگی؟ کیا بچوں کو صفوں میں پیچھے کھڑا کرنا ضروری ہے، عید وغیرہ کے موقع پر مجمع کثیر ہوتا ہے جہاں بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا تشویش کا باعث ہوتا ہے اور ازدحام کی وجہ سے بچوں کے گم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے تو کیا عید وغیرہ کے موقع پر بچوں کو اپنے ساتھ کھڑا کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: وسیم احمد، شیموگہ

الجواب وباللہ التوفیق: جو بچے بہت زیادہ چھوٹے ہوں اور ان کو بالکل شعور نہ ہو ماں باپ سے علیحدہ نہ رہ سکتے ہوں، پیشاب وغیرہ کا خیال نہ رکھنے ہوں اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد لانا درست نہیں ہے۔ حدیث میں اس قدر چھوٹے بچوں کو لانے سے منع کیا گیا ہے۔

”إن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم، ومجانینکم، وشرائکم، وبیعکم، وخصوماتکم، ورفع أصواتکم، وإقامة حدودکم، وسل سیوفکم، واتخذوا علی أبوابها المطاهر، وجمروها في الجمع“[1]

جو بچے شعور وادراک رکھتے ہیں اور تنہا اسکول یا مدرسہ پڑھنے جاتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وفي القهستاني عن الجلابي أن المقتدي يتأخر عن اليمين إلى خلف إذا جاء آخر. اهـ وفي الفتح: ولو اقتدى واحد بآخر فجاء ثالث يجذب المقتدي بعد التكبير ولو جذبه قبل التكبير لا يضره، وقيل يتقدم الإمام اهـ. ومقتضاه أن الثالث يقتدي متأخرا ومقتضى القول بتقدم الإمام أنه يقوم بجنب المقتدي الأول. والذي يظهر أنه ينبغي للمقتدي التأخر إذا جاء ثالث فإن تأخر وإلا جذبه الثالث إن لم يخش إفساد صلاته. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها“: ج۲، ص: ۳۰۹)

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ”أبواب المساجد والجماعات، باب مايكره في المساجد“: ج۱، ص: ۵۴، رقم: ۷۵۰.

لانا درست ہے تاکہ وہ مسجد کے ماحول سے مانوس ہوں اور ابتداء سے ہی نماز کی عادت بن جائے یہی وجہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے سات سال کی عمر کے بچوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم دینے کا حکم دیا ہے؛ اس لیے ایسے بچوں کو مسجد میں لانا بچوں کو مسجد کے ماحول سے مانوس کرنے کے لیے بہتر قدم ہے۔ اب دوسرا مسئلہ ہے کہ بچے نماز کی صفوں میں کہاں کھڑے ہوں گے اس سلسلے میں حکم یہ ہے کہ اگر صرف ایک بچہ ہے تو وہ مرد حضرات کے ساتھ صفوں میں کھڑا ہوگا اور اگر بچے متعدد ہوں تو بچوں کی صف مرد حضرات کی صف سے پیچھے لگائی جائے گی۔

”(قوله: و يصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء)؛ لقوله عليه الصلاة و السلام: ليليني منكم أولو الأحلام و النهي ...... و لم أر صريحًا حكم ما إذا صلى ومعه رجل و صبيّ، و إن كان داخلاً تحت قوله: ”و الإثنان خلفه“ و ظاهر حديث أنس أنه يسوى بين الرجل و الصبي و يكونان خلفه؛ فإنه قال: فصففت أنا و اليتيم ورائه، و العجوز من ورائنا، و يقتضي أيضًا أن الصبيّ الواحد لايكون منفردًا عن صف الرجال بل يدخل في صفهم، وأن محلّ هذا الترتيب إنما هو عند حضور جمع من الرجال و جمع من الصبيان فحينئذ تؤخر الصبيان“[1]

”عن أنس بن مالك أن جدته مليكة دعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لطعام صنعته له فأكل منه ثم قال قوموا فلأصل لكم قال أنس: فقمت إلى حصير لنا قد اسود من طول ما لبس فنضحته بماء فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصففت واليتيم ورائه والعجوز من ورائنا فصلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين ثم انصرف“[2]

لیکن اگر بچے شرارتی ہوں اور اندیشہ ہے کہ بچوں کو علاحدہ صف میں کھڑا کرنے کی صورت میں بچے شرارت اور شور کریں گے جس کی وجہ سے بڑوں کی نمازوں میں بھی خلل واقع ہوگا، تو ایسی صورت میں بچوں کے لیے علاحدہ صف لگانے کے بجائے مردوں کی صف میں ہی کھڑا کیا جائے

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة“: ج۲، ص:۴۱۶۔

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب الصلوة على الحصير“: ج۱، ص:۵۵، رقم:۳۸۰۔

تا کہ بچوں کی شرارت سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ مختلف حضرات فقہا نے اس کی صراحت کی ہے کہ شرارت کرنے کی صورت میں بچوں کے لیے علیحدہ صف نہ لگائی جائے؛ بلکہ ان کو اپنی صفوں میں کھڑا کیا جائے۔

”(قوله:ذكره في البحر بحثًا)قال الرحمتي:ربما يتعين في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال، لأنّ المعهود منهم إذا اجتمع صبيّان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض و ربما تعدّى ضررهم إلى إفساد صلاة الرجال،انتهى“[1]

اگر نابالغ بچے ایک سے زائد ہوں تو ان کی صف مردوں کی صف کے پیچھے ہونی چاہیے یہ حکم بطور استحباب یا بطور سنت ہے بطور وجوب نہیں ہے۔[2]

عید وغیرہ کے موقع پر جہاں از دحام زیادہ ہو وہاں پر مردوں کی صف میں بچوں کو کھڑا کر سکتے ہیں بچوں کو پیچھے کرنا ضروری نہیں ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بچے اگر بڑوں کی صف میں ہوں گے تو بڑوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی یہ غلط تصور ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں درمیان صف میں کھڑا کرنے میں ممکن ہے کہ بچے کے شرارت کریں اور ادھر ادھر حرکت کرنے کی وجہ سے ساتھ میں پڑھنے والے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو؛ اس لیے بہتر ہے کہ ایسے بچوں کو مردوں کی صف میں ہی کنارے میں کھڑا کیا جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
۲۵/۱/۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

صفوں کو قبلہ رخ کرنا ضروری ہے:

(۸۴) **سوال**: ضلع سہرسا میں کچھ ایسی مسجدیں بنی ہوئی ہیں جن کی سمت قبلہ قطب تارہ

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار، ”كتاب الصلاة:باب الإمامة“:ج۱،ص:۵۷۱.

(۲) ”ثم الترتيب بين الرجال و الصبيان سنة لا فرض هو الصحيح“. (إبراهيم بن محمد الحلبي، غنية المتملى شرح منية المصلي:ص:۴۸۵)

سے نہیں ملتا ایسی مسجد میں صف قطب تارہ سے ملا کر کج کر کے لگائی جائے یا فی الحال مسجد جس حالت میں ہے اس طرح لگائی جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شمس الدین، بھاگلپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں مسجد کو قطب نما رکھ کر صحیح کر لیا جائے اور دیکھا جائے کہ اگر قطب نما سے زیادہ فرق معلوم ہوتا ہو تو پھر سمت قبلہ کو صحیح کر کے مسجد میں صفیں بچھائی جائیں خواہ وہ صفیں ٹیڑھی ہی ہو جائیں اگر کوئی زیادہ فرق نہ ہو؛ بلکہ یوں ہی معمولی سا فرق ہو تو مسجد کی صفوں کو ٹیڑھی نہ کی جائے بلکہ صفیں سیدھی کر کے بچھائی جائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۶/۸/۱۴۱۲ھ)

نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صف میں کسی کے لیے جگہ متعین کرنا:

(۸۵) سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

مؤذن مصلیٰ بچھا کر اپنے لیے جگہ متعین کرے یہ کیسا ہے اور اس کو کون سی صف میں تکبیر پڑھنی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اسماعیل، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مؤذن کا اگلی صف میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے اور اگلی صف میں کھڑے ہونے کو لازم سمجھنا بھی درست نہیں اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو اور مؤذن دوسری

---

(۱) اتفقوا على أن القبلة في حق من كان عين الكعبة فيلزمه التوجه إلى عينها ...... ومن كان خارجاً من مكة فقبلته جهة الكعبة وهو قول عامة المشايخ هو الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلوة: الباب الثالث في شروط الصلوة، الفصل الثالث في استقبال القبلة'': ج ۱، ص: ۱۲۰، زکریا دیوبند)

فمن كان بحضرة الكعبة يجب عليه إصابة عينها ومن كان غائباً منها ففرضه جهة الكعبة ...... وقبلة أهل المشرق هي جهة المغرب. (إبراهيم الحلبي، الحلبی کبیری، ''كتاب الصلوة: وأما الشرط الرابع، وهو استقبال القبلة''، ص: ۱۹۱، دار الکتاب دیوبند)

تیسری، چوتھی صف میں کھڑے ہوکر تکبیر پڑھے تو جائز اور درست ہے اس میں کوئی کراہت نہیں، مؤذن اپنا مصلی بچھا کر جگہ متعین کرے اور پھر اس پر جھگڑا کرے یہ درست نہیں؛ لیکن اگر مؤذن اس جگہ کے لیے جھگڑا نہیں کرتا تو دوسروں کو بھی چاہئے کہ اس کی نشان زدہ جگہ پر اعتراض نہ کریں اس لیے کہ پہلے آکر مسجد میں کسی جگہ رومال وغیرہ رکھ کر نشان زد کرنا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۲/۲۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام برآمدے کے ستون کے درمیان اور مقتدی باہر صحن میں فرش پر ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۸۶) **سوال:** امام برآمدے کے ستون کے درمیان اور مقتدی باہر صحن میں فرش پر ہوں تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد اختر، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر امام دروں میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں

---

(۱) قوله وتخصيص مكان لنفسه لأنه يخلّ بالخشوع كذا في القنية أي لأنه إذا اعتاده ثم صلى في غيره يبقى باله مشغولا بالأوّل بخلاف ما إذا لم يألف مكاناً معيناً، قوله وليس له الخ...... قال في القنية: له في المسجد موضع معيّن يواظب عليه وقد شغله غيره، قال الأوزاعي: له أن يزعجه وليس له ذلك عندنا، أي لأن المسجد ليس ملكاً لأحد قلت: وينبغي تقييده بما إذا لم يقم عنه على نية العود بلا مهلة كما لوقام للوضوء مثلا ولا سيّما إذا وضع فيه ثوبه لتحقق سبق يده تأمل. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد'': ج۲، ص:۴۳۶)

وعندي في النهي عن توطين الرجل مكاناً معيناً في المسجد وجه وهو أنه إذا وطن المكان المعين في المسجد يلازمه فإذا سبق إليه غيره يزاحمه ويدفعه عنه وهو لايجوز لقوله عليها السلام إلا مني مناخ من سبق فكما هو حكم منى فهو حكم المسجد فمن سبق إلى موضع منه فهو أحق به فعلى هذا لو لازم أحد أن يقوم خلف الإمام قريباً منه لأجل حصول الفضل وسبق إليه من القوم أحد لايزاحمه ولا يدافعه فلا يدخل في هذا النهي. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود، ''كتاب الصلوة: باب صلاة من لايقبح صلبه في الركوع والسجود'': ج۲، ص:۶۷، رقم:۸۶۱، مكتبه ميرٹھ)

تو محراب کی طرح اس میں بھی کراہت ہوگی اور اگر قدم ستونوں سے باہر ہوں تو پھر کراہت نہیں ہوگی یعنی ان کا حکم بھی محراب جیسا ہے کہ قدم (ایڑیاں) کم از کم باہر ہونی چاہئے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۲/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پلاسٹک کی صف پر نماز پڑھنے کا حکم:

(۸۷) **سوال**: پلاسٹک کی ٹوپی میں اور پلاسٹک کی صف پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اس کی حیثیت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: احسان اللہ قاسمی، متھرا، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت اسلامیہ نے نماز کے آداب میں سر کا ڈھانپنا بتلایا ہے جو پاک چیز کے ذریعہ ہونا چاہئے خواہ کپڑا ہو یا کپڑے جیسی کوئی اور چیز ہو، جس سے سر کے ڈھانپنے کا مقصد پورا ہوتا ہو پس مذکورہ ٹوپی جو پلاسٹک کی ہوتی ہے اور ایسے ہی باریک لکڑی کے چھلکے (بیت کی بنی ہوئی ٹوپی) اس سے چوں کہ سر ڈھانپنے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے، اس لیے اس کو اوڑھ کر نماز پڑھنا صحیح اور درست ہے، بشرطیکہ پاک بھی ہو؛ البتہ عام طور پر پلاسٹک کی ٹوپیاں اچھی نہیں سمجھی جاتیں، لوگ ایسی ٹوپیاں پہن کر شریف اور معزز لوگوں کی مجلس میں جانا پسند نہیں کرتے اور عام

---

(۱) ویکرہ قیام الإمام وحده في الطاق وهو المحراب ولایکره سجوده فیه إذا کان قائماً خارجاً المحراب وإذا ضاق المسجد بمن خلف الإمام فلا بأس بأن یقوم في الطاق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوة: الباب السابع فیما یفسد الصلوة ومایکره فیها، الفصل الثاني فیما یکره في الصلوة وما لایکره'': ج۱ص:۱۶۷، زکریا دیوبند)

وکره......قیام الإمام في المحراب لاسجوده فیه وقدما خارجة لأن العبرة للقدم مطلقاً، وقال الشامي، الأصح ماروي عن أبي حنیفة رحمه الله تعالیٰ أنه قال: أکره للإمام أن یقوم بین الساریتین أو في زاویة أو ناحیة المسجد أو إلی ساریة لأنه بخلاف عمل الأمة. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلوة: باب مایفسد الصلوة ومایکره، مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة'': ج۲، ص:۴۱۴، زکریا دیوبند)

حالات میں بھی یہ ٹوپیاں نہیں پہنتے، اس لیے ایسی ٹوپیاں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

”وصلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته ومهنة أي خدمة إن له غيرها وإلا لا“[۱]

”قال في البحر وفسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر والظاهر أن الكراهة تنزيهية“[۲]

”ورأي عمر رجلاً فعل ذلك، فقال: أرأيت لو كنت أرسلتك إلى بعض الناس أكنت تمر في ثيابك هذه، فقال: لا، فقال عمر: ألله أحق أن تتزين له“[۳]

اور یہ ہی حکم پلاسٹک کی چٹائی کا ہے کہ اس سے بھی مقصد پورا ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کا استعمال بھی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۵/۱۰/۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صف کے آگے ایک صف اور بنانا:

(۸۸) **سوال**: مسجدوں میں بعض دفعہ لوگ صف بنا کر پہلے سے بیٹھ جاتے ہیں مگر کچھ لوگ ان سے آگے بھی صف بندی کر لیتے ہیں، نیز بعض لوگ صف میں گھس کر لوگوں کو پریشان کر کے نماز پڑھتے ہیں ان سب کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: چودھری محمد شاہد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جو لوگ اصل صف میں ہیں اور مسجد میں جو لوگ پہلے سے صف لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں وہی پہلی صف کے ثواب کے مستحق ہیں اور جنہوں نے اس صف سے بھی

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلوة: باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية“: ج۲، ص: ۴۰۷، زكريا.

(۲) أيضًا.

(۳) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلوة: باب الإمامة“: ص: ۳۵۹.

آگے صف بنالی بعید نہیں کہ اللہ انہیں بھی صف اول کا ثواب دیدیں۔

صف میں جگہ نہ ہونے کے باوجود صف میں گھس کر نماز پڑھنا اور لوگوں کو پریشان کرنا درست نہیں ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱/۵/۱۴۲۷ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت شروع ہونے کے بعد بالغ حضرات کہاں کھڑے ہوں؟

(۸۹) **سوال:** جماعت شروع ہونے کے بعد پہلی صف میں اگر بچے کھڑے ہوجائیں تو بعد میں جماعت میں شریک ہونے والے حضرات کہاں کھڑے ہوں، پچھلی صف میں یا بچوں کو پیچھے کرکے آگے کی صف میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شیر الدین، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: بہتر صورت تو یہ ہے کہ بالغ حضرات جماعت کے وقت سے پہلے مسجد میں پہونچ جائیں اور اگر بالغ حضرات کو تاخیر ہوجائے اور جماعت کھڑی ہوجائے اور نابالغ بچے آگے صف میں کھڑے ہوگئے ہوں تو بعد میں آنے والے بچوں کو پیچھے کی صف میں کردیں اور خود آگے والی صف میں کھڑے ہوجائیں۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۹/۸/۱۴۲۴ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قوله: وخير صفوف الرجال أولها: لأنه روي في الأخبار أن الله تعالىٰ إذا أنزل الرحمة على الجماعة ينزلها أولاً على الإمام، ثم تتجاوز عنه إلى من بحذائه في الصف الأول، ثم إلى الميامن، ثم إلى المياسر، ثم إلى الصف الثاني، وتمامه في البحر: (تنبيه) قال في المعراج: الأفضل أن يقف في الصف الآخر إذا خاف إيذاء أحد، قال عليه الصلاة والسلام: من ترك الصف الأول مخافة أن يؤذي مسلما أضعف له...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کی جگہ اور منبر کہاں ہونا چاہئے؟

(۹۰) سوال: ایک جگہ جامع مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو رہی تھی، اس لیے مسجد سے متصل شمال کی جانب ایک ثلث مزید جامع مسجد کی توسیع کی گئی، دریافت طلب یہ ہے کہ اب امام اور منبر کی جگہ شرعی حیثیت سے کہاں ہونی چاہئے تمام مصلی حضرات فقہ اسلامی کی روشنی میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طیب قاسمی، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسنون ومتواتر طریقہ یہ ہے کہ امام مقتدیوں کی صف کے درمیانی حصہ کے سامنے ہو اس کے لیے کتابوں میں وسط کا لفظ آتا ہے یعنی اگلی صف میں کھڑے ہونے والے تقریباً آدھے لوگ امام کے دائیں اور آدھے بائیں جانب ہوں حتی الامکان اس کی رعایت کی جانی چاہئے امام کے مصلی کے قریب ہی منبر بنا لیا جائے۔ صورت مذکورہ میں نمازیں درست ہوں گی، تاہم اس بات کی کوشش کریں کہ جنوب کی سمت میں بھی توسیع ہو جائے یا پھر محراب کو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أجر الصف الأول، وبه أخذ أبوحنيفة ومحمد، وفي كراهة ترك الصف الأول مع إمكانه خلاف. أي لو تركه مع عدم خوف الإيذاء، وهذا لو قبل الشروع؛ فلو شرعوا وفي الصف الأول فرجة له خرق الصفوف كما يأتي قريبا. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أوأفحش منها'': ج۲، ص: ۳۱۰)

(۲) قوله ويصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء لقوله عليه الصلاة والسلام: ليليني منكم أولو الأحلام والنهي ...... ويقتضي أيضا أن الصبي الواحد لا يكون منفردا عن صف الرجال بل يدخل في صفهم وأن محل هذا الترتيب إنما هو عند حضور جمع من الرجال وجمع من الصبيان فحينئذ تؤخر الصبيان. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة'': ج۱، ص: ۳۷۴)

قال الرحمتي ربما يتعين في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدى ضررهم إلى إفساد صلاة الرجال. (تقريرات الرافعي: ج۱، ص: ۷۳)

ثم الترتيب بين الرجال والصبيان سنة، لا فرض. هو الصحيح، (غنية المستملي: ص: ۴۸۵)

وسط مسجد میں بنائیں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۹/۲/۲ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی صف اول چھوٹی ہو تو امام کہاں کھڑا ہو؟

(۹۱) **سوال:** ایک قدیم مسجد کی تعمیر جدید مکمل ہوئی، مسجد بڑی ہے، لیکن دائیں جانب کی صف اول بائیں جانب کی صف کے مقابلہ آدھی ہے بقیہ دونوں جانب کی صفیں برابر ہیں اور اکثر نماز میں دو صف سے کم ہی آدمی رہتے ہیں، تو ایسی صورت میں محراب کے اندر سے نماز پڑھاوے یا ایک صف پیچھے ہوکر؟

فقط: والسلام

المستفتی: مصلیان دین پورہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام صاحب صف اول میں کھڑے ہوں تو بھی درست ہے اور یہ ہی مناسب ہے اگر نمازی زیادہ ہوں اور جگہ کی تنگی ہو تو محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھائے اور پہلی صف میں نمازی کم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۹/۷/۱۲ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وسطوا الإمام وسدوا الخلل. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، ''كتاب الصلوة: باب مقام الإمام من الصف'': ج۱، ص:۹۹، رقم:۶۸۱)

السنة أن يقوم فى المحراب ليعتدل الطرفان، ولو قام في أحد جانبي الصف يكره، إلى قوله: قال عليه الصلاة والسلام: توسطوا الإمام وسدوا الخلل. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''باب الإمامة، مطلب هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منها'': ج۲، ص:۳۱۰)

وينبغي للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أو في ميسرته فقد أساء لمخالفة السنة، هكذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم'': ج۱، ص:۱۴۶)

(۲) فلو قاموا على الرفوف والإمام على الأرض أو في المحراب لضيق المكان...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

صف میں مل کر کھڑا نہ ہونا:

(۹۲) **سوال:** صفوں میں مل مل کر کھڑا نہ ہونا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری سعید عالم، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ احادیث میں صف بندی اور نمازیوں کے درمیان خلا نہ ہونے کی بڑی تاکید آئی ہے اس لیے نمازیوں کا مل کر کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۵/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لم يكره لو كان معه بعض القوم في الأصح...... (قوله كجمعة وعيد) مثال للعذر، وهو على تقدير مضاف:أي كزحمة جمعة وعيد (قوله فلو قاموا إلخ) تفريع على عدم الكراهة عند العذر في جمعة وعيد، قال في المعراج:وذكر شيخ الإسلام إنما يكره هذا إذا لم يكن من عذر، أما إذا كان فلا يكره كما في الجمعة إذا كان القوم على الرف،وبعضهم على الأرض لضيق المكان. (الحصكفي،الدرالمختار مع رد المحتار،''كتاب الصلوة:باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها،مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة'': ج۲،ص:۴۱۵)

(۱) عن النعمان بن بشير قال:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوي صفوفنا فخرج يوماً فرأى رجلا خارجا صدره عن القوم فقال:لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم"

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من تمام الصلوٰة إقامة الصف. (أخرجه الترمذي،في سننه،''أبواب الصلوة،عن رسول الله صلى الله عليه وسلم،باب ما جاء في إقامة الصفوف'':ج۱،ص:۲۲۷)

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سووا صفوفكم فإن تسوية الصفوف من إقامة الصلوٰة، متفق عليه إلا أن عند مسلم من تمام الصلاة.

عن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رصوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالأعناق فوالذي نفسي بيده إني لأرى الشيطان يدخل من خلل الصف كأنها الخذف. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''باب تسوية الصفوف'':ج۱،ص:۹۶،رقم:۶۶۷)

مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا:

(۹۳)**سوال:** ہماری مسجد دومنزلہ ہے، مگر دوسری منزل میں جماعت کرلی پہلی منزل چھوڑ کرتو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعمان قاسمی، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت مسجد کے نچلے حصہ میں ہی ہونی چاہئے؛ لیکن کسی ضرورت مثلاً شدت گرمی کی وجہ سے مسجد کے اوپر کے حصہ میں نماز پڑھ لی گئی تو بھی درست ہے اور مسجد ہی کا ثواب ملے گا۔''إن شاء اللّٰہ''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱/۷/۱۴۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا صفوں کی درستگی امام کی ذمہ داری ہے؟

(۹۴)**سوال:** مقتدی کا صف درست کرنا فرض ہے؟ صفوں کے بیچ میں خالی جگہیں ہوتی ہیں لوگ اس کو پرنہیں کرتے۔ بعض امام بالکل کچھ نہیں بولتے۔ کیا یہ امام کی ذمہ داری نہیں ہے کہ لوگوں کی صف پہلے درست کرے پھر نماز شروع کرے؟ امام لوگ اس پر بالکل توجہ نہیں دیتے۔ سعودی میں شاید ہر نماز میں کہتے ہیں کہ صفیں درست کرلیں تو یہاں انڈیا میں بھی اس کو کرنا چاہئے یا

---

(۱)وكره تحريماً الوطأ فوقه والبول والتغوّط لأنه مسجد إلى عنان السماء، قال الزيلعي: ولهٰذا صح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه إذ لم يتقدم على الإمام ولايبطل الاعتكاف بالصعود إليه ولايحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف عليه. (ابن عابدين، رد المحتار،''كتاب الصلوة: باب يفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في أحكام المسجد'': ج۲، ص:۴۲۸)

عند العذر كما في الجمعة والعيدين فإن القوم يقومون على الخذف والإمام على الأرض لم يكره ذلك لضيق المكان، كذا في النهاية...... والأصح أنه لايكره وبه جرت العادة في جوامع المسلمين في أغلب الأمصار. (ابن نجيم، البحر الرائق،''كتاب الصلوة: باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها'': ج۲، ص:۴۴۷)

نہیں یا کیا وجہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ہلال، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: صفوں کی درستگی سنت مؤکدہ ہے، اور صفوں کی درستگی کا اہتمام نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ اس لیے یہ مقتدیوں کی ذمہ داری ہے کہ صف سیدھی کریں اور صفوں کے بیچ میں خالی جگہیں پُر کریں۔ اور امام کو بیچ میں رکھیں، اگر کسی صف میں دائیں جانب کم لوگ ہوں تو آنے والا دائیں جانب صف میں کھڑا ہوتا کہ امام درمیان میں ہو اور دونوں جانب صف برابر ہو جائے۔ امام کو چاہئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کی صف کا معائنہ کرکے ان کو درست کرائے؛ لیکن یہ امام کے ذمہ لازم نہیں ہے، اگر اس کا اہتمام کرے تو بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ مقتدیوں کی صفوں کو درست کرانے کا اہتمام کرتے تھے۔

”قال النبي صلی اللہ علیه وسلم: لتسون صفوفکم أو لیخالفن اللہ بین وجوهکم، وکان في زمن عمر رضي اللہ تعالی عنه رجل موکل علی التسویة، کان یمشي بین الصفوف ویسوّیهم، وهو واجب عندنا تکره الصلاة بترکه تحریمًا، وسنة عند الشافعیة لانتفاء مرتبة الواجب عندهم، وذهب إبن حزم إلی أنه فرض“(۱)

”عن أنس عن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: سووا صفوفکم فإن تسویة الصفوف من إقامة الصلاة“(۲)

”قال علیه السلام: لتسون صفوفکم، أو لیخالفن اللہ بین وجوهکم وفیه: أنس، قال الرسول: أقیموا الصفوف، فإني أراکم من وراء ظهری. تسویة الصفوف من سنة الصلاة عند العلماء، وإنه ینبغي للإمام تعاهد ذلک من الناس، وینبغی للناس تعاهد ذلک من أنفسهم، وقد کان لعمر وعثمان رجال یو کلونهم بتسویة الصفوف،

(۱) الکشمیري، فیض الباري علی صحیح البخاري، ”کتاب الصلوة، باب تسویة الصفوف“: ج۲، ص:۲۹۹.
(۲) أیضًا:.

فإذا استوت كبرا إلا أنه إن لم يقيموا صفوفهم لم تبطل بذلك صلاتهم. وفيه: الوعيد على ترك التسوية''[1]

''قلت: قوله صلى الله عليه وسلم: تراصوا، وقوله: رصوا صفوفكم، وقوله: سدوا الخلل، ولا تذروا فرجات للشيطان، وقول النعمان بن بشير: فرأيت الرجل يلزق كعبه بكعب صاحبه الخ، وقول أنس: وكان أحدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه الخ، كل ذلك يدل دلالة واضحة على أن المراد باقامة الصف وتسويته إنما هو اعتدال القائمين على سمت واحد وسد الخلل والفرج في الصف بإلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم، وعلى أن الصحابة في زمنه صلى الله عليه وسلم كانوا يفعلون ذلك، وأن العمل برص الصف والزاق القدم بالقدم وسد الخلل كان في الصدر الأول من الصحابة وتبعهم، ثم تهاون الناس به''[2]

''أي يصفهم الإمام بأن يأمرهم بذلك. قال الشمني: وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم ويقف وسطا''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

امام مقتدیوں سے کتنی بلند جگہ پر کھڑا ہوسکتا ہے؟

(۹۵) **سوال**: امام اپنے مقتدیوں سے کتنی بلند جگہ پر کھڑا ہوسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رشید الدین، شاملی

---

(۱) ابن بطال، فتح الباري على صحيح البخاري، ''كتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف'': ج۲، ص: ۳۳۴.
(۲) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ''كتاب الصلوة، باب الإمامة، الفصل الاول'': ج۲، ص: ۵۵.
(۳) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها'' ج۲، ص: ۳۰۹.

الجواب وباللہ التوفیق: بلندی کی کم سے کم حد کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے اس سے متعلق جو احادیث آئی ہیں ان میں اس بات کی تصریح نہیں ہے، ابوداؤد میں روایت ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے، تو اونچی جگہ پر کھڑے ہوئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے امام کو اونچی جگہ کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے، چوں کہ اس کی کوئی مقدار مقررہ حدیث میں نہیں ہے؛ اس لیے اختلاف ہونا بھی لازمی ہے اس میں دو قول معتبر سمجھے گئے ہیں۔

(۱) ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ کی مقدار بلندی ممنوع ومکروہ ہے اس سے کم مکروہ نہیں دلیل یہ ہے کہ نمازی کے لیے سترہ کی بلندی کی مقدار کم از کم ایک ذراع ہے یعنی ایک ہاتھ کے برابر ہے اس پر قیاس کر کے امام کی جگہ کی بلندی کی مقدار بھی یہی ہوگی کہ ایک ذراع کے برابر مکروہ ہوگی اور اس سے کم میں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔

(۲) اتنی بلندی پر کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ نمایاں طور پر امام مقتدیوں سے ممتاز اور الگ معلوم ہوتا ہو، دلیل یہ ہے کہ احادیث میں مطلق بلندی ممنوع ہے؛ لہٰذا جتنی بلند جگہ پر امام مقتدیوں سے جدا اور نمایاں معلوم ہوتا ہو اتنی بلندی مکروہ ہونی چاہیے، اور جیسے یہ بلندی بڑھتی چلی جائے گی کراہت میں زیادتی ہوتی جائے گی۔

لیکن اس کی مقدار کتنی ہونی چاہیے کہ اس پر امام کھڑا ہو کر نمایاں اور ممتاز معلوم نہ ہو اور معمولی سی بلندی تو قریب قریب ہر جگہ ہی ہوتی ہے؛ اس لیے اس سے پرہیز ممکن نہیں ہے؛ اس لیے چھ سات انچ کی بلندی تو مکروہ ہوگی اور اس سے کم بلندی باعث کراہت نہ ہوگی یہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عدي بن ثابت الأنصاري، حدثني رجل، أنه كان مع عمار بن ياسر بالمدائن فأقيمت الصلاة فتقدم عمار وقام على دكان يصلي والناس أسفل منه، فتقدم حذيفة فأخذ على يديه فاتبعه عمار، حتى أنزله حذيفة فلما فرغ عمار من صلاته قال له حذيفة: ألم تسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

صحن میں امام کا مصلی کہاں ہونا چاہیے؟

(۹۶) سوال: مسجد کے صحن میں جماعت کے لیے امام کے مصلیٰ کو ٹھیک مسجد کے اندر کے محراب کے مصلیٰ کی سیدھ میں بچھانا ضروری ہے یا صحن کی جگہ کم زیادہ ہونے سے مصلیٰ کو دائیں بائیں کم زیادہ کیا جاسکتا ہے تاکہ دائیں جانب مقتدی بھی برابر کھڑے ہوسکیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: سلیم شاہ، پوسٹ ریوا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحن میں مصلیٰ ایسے طریقہ پر بچھایا جائے کہ صف کے درمیان آجائے، اندر کے مصلیٰ کی سیدھ ضروری نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۸/۱/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صفوں کی ترتیب کا شرعی حکم:

(۹۷) سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں اگر مرد کے ساتھ بچے؛ مخنث اور عورتیں ہوں تو صفوں کی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......یقول: إذا أم الرجل القوم فلا يقم في مكان أرفع من مقامهم أو نحو ذلك؟ قال عمار: لذلك اتبعتك حين أخذت على يدي. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، ''كتاب الصلوة: باب الإمام يقوم مكانا أرفع من مكان القوم'': ج۱، ص:۹۸، رقم:۵۹۸)

فالحاصل أن التصحيح قد اختلف والأولى العمل بظاهر الرواية وإطلاق الحديث وأما عكسه وهو انفراد القوم على الدكان بأن يكون الإمام أسفل فهو مكروه أيضا في ظاهر الرواية. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، تغميض عينه في الصلاة'': ج۲، ص:۲۸)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وسطوا الإمام وسدوا الخلل. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلوة: باب مقام الإمام من الصف'': ج۱، ص:۹۶، رقم:۶۸۱)

ويقف وسطاً، قال في المعراج: وفي مبسوط بكر السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره......إلى قوله: قال عليه الصلوٰة والسلام توسطوا الإمام وسدا الخلل. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوة: باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها'': ج۲، ص:۳۱۰)

کیا ترتیب ہوگی؟ صفوں کی ترتیب کے سلسلے میں کوئی نص موجود ہے؟ برائے مہربانی مکمل مدلل جواب عنایت فرمائیں تو کرم ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد دانش، تارسرائے موریہ، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: واضح رہے کہ احادیث اور فقہ کی کتابوں میں صف بندی کی ترتیب یہ بیان کی گئی ہے کہ پہلا مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو، اس کے بعد آنے والا شخص پہلے مقتدی کی دائیں جانب سے، پھر بائیں جانب، پھر دائیں جانب پھر بائیں جانب، اس طرح جب پہلی صف مکمل ہوجائے تو دوسری صف بنائی جائے، اس میں بھی پہلا مقتدی امام کے بالمقابل کھڑا ہو دوسرا پہلے کی دائیں جانب، تیسرا پہلے کی بائیں جانب، اس طرح دوسری صف مکمل ہونے کے بعد تیسری صف بنائی جائے۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”پہلی صف مکمل کرو پھر اس کے بعد والی صف پس اگر صفوں میں کوئی کمی رہ جائے تو وہ آخر والی صف میں ہو۔“

”أتموا الصف المقدّم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر“(۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں نماز پڑھی اور ہمارے پیچھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں وہ بھی ہمارے ہم راہ نماز میں شریک تھیں، جیسا کہ امام نسائیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

”إن قزعة مولى لعبد القيس أخبره أنه سمع عكرمة قال: قال ابن عباس: صليت إلى جنب النبي صلى الله عليه وسلم وعائشة خلفنا تصلي معنا، وأنا إلى

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف“: ۱، ص: ۲۵۸، ۲۵۹، رقم: ۶۷۱.

جنب النبي صلى الله عليه وسلم أصلى معه''(۱)

''عن ابن عمر قال: قيل للنبي صلى الله عليه وسلم: إن ميسرة المسجد تعطلت فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من عمر ميسرة المسجد كتب له كفلان من الأجر''(۲)

''قوله: ''من عمر ميسرة المسجد الخ لما بين النبي صلى الله عليه وسلم فضيلة ترك الناس قيامهم بالميسرة فتعطلت الميسرة فأعلمهم أن فضيلة الميمنة إذا كان القوم سواء في جانبى الإمام، وأما إذا كان الناس فى الميمنة أكثر لكان لصاحب الميسرة كفلان من الأجر، والحاصل أنه يستحب توسط الإمام''(۳)

''وفي القهستاني: وكيفيته أن يقف أحدهما بحذائه والآخر بيمينه إذا كان الزائد إثنين، ولو جاء ثالث وقف عن يسار الأول والرابع عن يمين الثاني والخامس عن يسار الثالث وهكذا''(۴)

''ومتى استوى جانباه يقوم عن يمين الإمام إن أمكنه''(۵)

قوله: ''وخير صفوف الرجال أولها'': لأنه روى فى الأخبار ''أن الله تعالى إذا أنزل الرحمة على الجماعة ينزلها أولاً على الإمام، ثم تتجاوز عنه إلى من بحذائه في الصف الأول، ثم إلى الميامن، ثم إلى المياسر، ثم إلى الصف الثاني''، وتمامه في البحر''(۶)

خلاصہ: باجماعت نمازوں کے لیے صف کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ امام پہلی صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہوگا اس کے بعد پہلی صف مکمل کی جائے پھر دوسری پھر تیسری علی ہذا القیاس پچھلی صفیں بنائی جائیں گی، اگر مردوں، بچوں، مخنثوں اور عورتوں کا مجمع ہو تو ان کی صف بندی میں

---

(۱) أخرجه النسائي، في سننه، ''كتاب الإمامة: موقف الإمام إذا كان معه صبي وامرأة'': ج ۲، ص: ۱۰۴، رقم: ۸۰۴.
(۲) أخرجه ابن ماجة، في سننه، '' '': ص: ۷۱، مطبوعہ: مکتبہ اشرفیہ دیوبند.
(۳) انجاح الحاجه حاشيه سنن ابن ماجه: ص: ۷۱.
(۴) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، '' '': ج ۲، ص: ۳۰۹، مطبوعہ: مکتبہ زکریا دیوبند.
(۵) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، '' '': ج ۲، ص: ۳۱۰.

درج ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔ آگے مرد کھڑے ہوں، پیچھے بچے، پھر مخنث اور اس کے بعد عورتیں۔

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

☆☆☆

فصل ثالث

سترہ کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنا:

(۹۸) **سوال:** نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے یا نہیں اور کتنے آگے سے گزر سکتے ہیں؟ کیا مسجد صغیر و مسجد کبیر کا حکم الگ الگ ہے یا ایک ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ جمیل احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد صغیر ہے تو تین چار صف کے آگے سے بھی گزرنا گناہ ہے اور اگر مسجد کبیر ہے تو گناہ نہیں۔ (۱)

"أو مروره بين يديه إلىٰ حائط القبلة في بيت ومسجد صغير فإنه كبقعة واحدة مطلقاً" (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۵/۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) (ومرور مار في الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده) في الأصح (أو) مروره (بين يديه) إلى حائط القبلة (في) بيت و (مسجد) صغير، فإنه كبقعة واحدة (مطلقا) (قوله ومسجد صغير) هو أقل من ستين ذراعا، وقيل من أربعين، وهو المختار كما أشار إليه في الجواهر قهستاني (قوله فإنه كبقعة واحدة) أي من حيث أنه لم يجعل الفاصل فيه بقدر صفين مانعا من الاقتداء تنزيلا له منزلة مكان واحد، بخلاف المسجد الكبير فإنه جعل فيه مانعا فكذا هنا يجعل ما بين يدي المصلي إلى حائط القبلة مكانا واحدا، بخلاف المسجد الكبير والصحراء فإنه لو جعل كذلك لزم الحرج على المارة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله -تعالىٰ- جدك بدون ألف لاتفسد": ج ۲، ص: ۳۹۸) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر ......

مصلیوں کے کاندھوں کو پھلانگنا:

(۹۹) سوال: بعض لوگ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آتے ہیں اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ جمیل احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: خطبہ شروع ہونے کے بعد اگر کوئی آئے تو اس کو جہاں جگہ بآسانی ملے وہیں بیٹھ جائے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے پہنچنا مکروہ ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۵/۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وكذا مرور المار في أي موضع يكون من المسجد بمنزلة مروره بين يديه وفي موضع سجوده وإن كان المسجد كبيرا بمنزلة الجامع قال بعضهم: هو بمنزلة المسجد الصغير فيكره المرور في جميع الأماكن، وقال بعضهم: هو بمنزلة الصحراء (قوله إن كان المسجد صغيرا) وهو أقل من ستين ذراعا وقيل من أربعين وهو المختار قهستاني عن الجواهر، كذا في حاشية شرح مسكين للسيد محمد أبي السعود قلت: وفي القهستاني أيضا، وينبغي أن يدخل فيه الدار والبيت. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، الأكل والشرب فى الصلاة": ج ۲، ص: ۱۷)
(۲) أیضًا:

(۱) عن سهل بن معاذ بن انس الجهني، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تخطى رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ جسرا إلى جهنم. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجمعة، كتاب الجمعة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية التخطي يوم الجمعة": ج ۲، ص: ۹۷، رقم: ۵۱۳)
ولا يتخطى رقاب الناس للدنو من الإمام وذكر الفقيه أبو جعفر عن أصحابنا رحمهم الله تعالى أنه لا بأس بالتخطى ما لم يأخذ الإمام في الخطبة ويكره إذا أخذ؛ لأن للمسلم أن يتقدم ويدنوا من المحراب إذا لم يكن الإمام في الخطبة ليتسع المكان على من يجيء بعده وينال ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر نمازی کے سامنے یا گزرنا؟

(۱۰۰) **سوال:** نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے، دوسرا نمازی، نماز اور وظیفہ پڑھ کر فارغ ہو گیا، نماز پڑھنے والے کے سامنے سے اٹھ کر جا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذکر الرحمٰن، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: نمازی کے سامنے سے گزرنا سخت منع ہے[۱] لیکن اگر کوئی شخص عین پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے تو اگلا شخص وہاں سے اپنی ضرورت کے لیے ہٹ جائے تو یہ ممنوع نہیں ہے[۲] حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ میرے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے اور میں کھسک جایا کرتی تھی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۵/۲/۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فضل القرب من الإمام فإذا لم يفعل الأول فقد ضيع ذلك المكان من غير عذر فكان للذي جاء بعده أن يأخذ ذلك المكان، وأما من جاء والإمام يخطب فعليه أن يستقر في موضعه من المسجد؛ لأن مشيه وتقدمه عمل في حالة الخطبة، كذا في فتاوى قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة“: ج۱، ص:۱۲۱)

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لويعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيراله من أن يمربين يديه، قال أبوالنضر لاأدري، قال أربعين يوما أوشهرا أوسنة. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب إثم المار بين يدي المصلي“: ج۱، ص:۷۳، رقم:۵۱۰)

إن كعب الأحبار قال لويعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يخسف به خيراله من أن يمربين يديه (موطا إمام مالك، كتاب الصلاة، التشديد في أن يمر أحد بين يدي المصلي، ص:۱۵۳، مطبوعه كراچی).

(۲) أراد المرور بين يدى المصلى فإن كان معه شيئ يضعه بين يديه ثم يمر ويأخذه، ولو مر إثنان يقوم أحدهما أمامه ويمر الآخر ويفعل الآخر، هكذا يمران. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها“: ج۲، ص:۴۰۱)

(۳) عن عائشة، قالت: أعدلتمونا بالكلب والحمار لقد رأيتني مضطجعة على السرير، فيجيء النبي صلى الله عليه وسلم، فيتوسط السرير، فيصلي، فأكره أن أسنحه، فأنسل من قبل رجلي السرير حتى أنسل من لحافي. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة، باب إلى السرير“: ج۱، ص:۱۰۷، رقم:۵۰۸)

نمازی کے سامنے جاکر اپنی نماز شروع کرنا:

(۱۰۱) **سوال:** نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے؛ لیکن اگر ضرورت ہو تو اس کے سامنے جاکر اپنی نماز کو شروع کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذکر الرحمٰن، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: کوئی حرج نہیں شروع کرسکتا ہے۔ تاہم اگر جگہ کی تنگی نہ ہو یا جماعت میں شرکت کی مجبوری نہ ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وعید کی وجہ سے اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۵/۲/۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کے بعد چند افراد کے سامنے سے گزر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۰۲) **سوال:** اگر پانچ چھ آدمی نماز پڑھ رہے ہیں تو اپنی نماز سے فارغ ہوکر کوئی آدمی ان کے سامنے سے جاسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذکر الرحمٰن، دہلی

---

(۱) ولو من إثنان يقوم أحدهما أمامه، ويمر الآخر، ويفعل الآخر بكذا، ويمران، كذا في القنية. (ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها": ج ۲، ص: ۴۰۱)

(اتفق الفقهاء على أنه أن يستتر المصلي بكل ما انتصب من الأشياء كالجدار والشجر والأسطوانة والعمود، أو بما غرز كالعصا والرمح والسهم وما يصبح شاكلها، وينبغي أن يكون ثابتا غير شاغل للمصلي عن الخشوع – (الموسوعة الفقهيه، ج ۲۴، ص: ۱۷۸، ما يجعل سترة)

وشمل كل ما انتصب كإنسان قائم أو قاعد أو دابة كما في القهستاني والحلبي، وجوز في القنية بظهر الرجل، ومنع بوجهه. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة، فصل في اتخاذ السترة": ج ۱، ص: ۲۰۰، ۲۰۱، ط: مصطفى الحلبي)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شدید عذر وتقاضا ہو تو جا سکتا ہے جیسے مسافر کی ٹرین چھوٹ جانے کا اندیشہ، یا پیشاب وپاخانہ کا شدید تقاضا ہو، آگ لگ گئی وغیرہ، بلا عذر ایسا کرنا جائز نہیں، نمازی کے آگے سے گزرنے پر سخت وعید ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۵/۲/۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سترہ کے چند مسائل:

(۱۰۳) **سوال:** (۱) امام کے سامنے سترہ نہ ہو تو گزرنے والا مقتدی کے سامنے سے گزر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہو اور دوسری صف میں کچھ لوگ کھڑے ہوں تو پہلی صف مکمل کرنے کے لیے مقتدی کے سامنے سے گزرنا ہوگا تو اس صورت میں مقتدی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جب امام کے سامنے سترہ نہ ہو تو اس وقت گزرنے والا گناہ گار ہوگا تو یہ اعتراض ہے کہ مقتدی تو امام کی اقتدا میں ہے تو گزرنے والا گنہگار کیسے ہوگا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب سترہ لگایا جاتا ہے تو صرف امام کے سامنے یعنی امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب تک امام کے سامنے سے نہ گزرے تب تک گناہ گار نہ ہوگا؟

(۳) جب امام کے سامنے سترہ ہو تو مقتدی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) امام کے سامنے سترہ نہیں؛ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے سترہ کی ضرورت نہ ہو جیسے

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لويعلم الماربين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيراله من أن يمربين يديه، قال أبوالنضرلاأدري، قال أربعين يوما أوشهرا أوسنة. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب إثم المار بين يدى المصلي'': ج۱،ص:۷۴، رقم:۵۱۰)

إن كعب الأحبارقال: لويعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يخسف به خبراله من أن يمربين يديه. (أخرجه مالك، في الموطأ، ''كتاب الصلاة: التشديد في أن يمر أحد بين يدي المصلي'': ص:۱۵۳، مطبوعہ کراچی)

دیوار وغیرہ تو اس وقت مقتدی کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالرحمٰن، کٹک، اڑیشہ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اگر امام کے سامنے سترہ نہ ہو تو مقتدی کے سامنے سے گزرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہو تو صف پُر کرنے کے لیے مقتدی کے لیے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے۔

”ولو وجد فرجة في الأول لا الثاني له خرق، الثاني لتقصيرهم وقال العلامة ابن عابدين: يفيد أن الكلام فيما إذا شرعوا وفي القنية: قال في آخر صف وبين الصفوف مواضع خالية فللداخل أن يمر بين يديه ليصل الصفوف“[1]

(۲) اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو وہ مقتدیوں کا بھی سترہ شمار ہوگا، لہٰذا اگر کوئی شخص نماز کے دوران مقتدیوں کی صف کے آگے سے گزرنا چاہے تو گزر سکتا ہے اس سے وہ گنہگار نہیں ہوگا۔

”وكفت سترة الإمام للكل قوله للكل أي المقتدين به كلهم وعليه فلو مر مار في قبلة الصف في المسجد الصغير لم يكره إذا كان للإمام سترة“[2]

(۳،۴) امام کا اگر سترہ ہو تو مقتدی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے اور امام کے سامنے دیوار بھی سترہ کے حکم میں ہے۔

”يجوز أن يكون السترة ستارة معلقة إذا رجع أو سجد يحركها رأس المصلي ويزيلها من موضع سجوده ثم تعود إذا قام أو قعد“[3]

”كان بين مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبين الجدار ممر الشاة“[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الكلام...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دوران نماز کوئی عورت سامنے آجائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۰۴) **سوال:** اگر نماز پڑھتے وقت کوئی عورت سامنے آجائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمتین سیفی، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا، نماز فاسد نہیں ہوتی؛ لیکن خشوع باقی نہیں رہتا اس لیے ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں کسی کا گزر نہ ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۱/۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ نمازی کے آگے سے گزرنا:

(۱۰۵) **سوال:** نابالغ بچے نماز پڑھیں تو ان کے سامنے سے گزرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسحاق، بڑوت

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... على الصف الأول": ج۲، ص: ۳۱۲.

(۲) أيضًا: .

(۳) أيضًا: "باب ما يفسد الصلاة وما يكره": ج۲، ص: ۴۰۰.

(۴) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلاة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين مصلي والسترة": ج۱، ص: ۵۱، رقم: ۴۹۶.

(۱) والدليل على أن مرور المرأة لا يقطع الصلاة ما روي أن النبي كان يصلي في بيت أم مسلمة فأراد عمر بن أبي سلمة أن يمر بين يديه فأشار فوقف ثم أراد زينب أن تمر بين يديه فأشار عليها فلم تقف فلما فرغ من صلاته، قال هن أغلب صاحبات يوسف يغلبن الكرام ويغلبهن اللئام. (السرخسي، المبسوط: ج۱، ص: ۳۵۰)
وتكره بحضرة كل ما يشغل البال كزينة وبحضرة ما يخل بالخشوع كلهو ولعب. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل في المكروهات": ج۱، ص: ۳۶۰)

الجواب وبالله التوفيق: اگر اگلی صف میں جگہ ہے تو اس کو پُر کرنے کے لیے نابالغ بچوں کے آگے سے گزرنا درست ہے۔ بلاوجہ نہ گزریں۔ تاکہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ لازم نہ آئے۔

''وإن أثم المار لحديث البزار لو يعلم المار ما ذا عليه من الوزر لوقف أربعين خريفاً، قوله لحديث البزار: ذكر في الحلية أن الحديث في الصحيحين بلفظ لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرا له من أن يمر بين يديه، قال أبو النضر أحد رواته لا أدري قال: أربعين يوماً أو شهرا أو سنة قال وأخرجه البزار وقال: أربعين خريفاً...... والخريف السنة، سميت به باعتبار بعض الفصول''[1]

الجواب صحيح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نمازی کے سامنے سے کتنے فاصلہ پر گزر سکتا ہے؟

(۱۰۶) **سوال:** مصلی اگر بغیر سترہ قائم کیے نماز پڑھ رہا ہے، تو گزرنے والا شخص کتنے فاصلہ پر گزر سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: سلیم اختر، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

الجواب وبالله التوفيق: دو صف کے فاصلہ کی مقدار چھوڑ کر گزر سکتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۶/۱۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فروع مشى المصلي مستقبل القبلة'': ج ۲، ص: ۳۹۹.

إن كعب الأحبار قال: لو يعلم المار بين يدي المصلي ما ذا عليه لكان أن يخسف به خيراً له من أن يمر بين يديه. أخرجه مالك في الموطأ، كتاب الصلاة، الشديد في أن يمر بين يدي المصلي، ص ۱۵۳...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بوقت ضرورت نمازی کے آگے سے گزرنا:

(۱۰۷) **سوال:** نمازی کے سامنے اگر کوئی دوسرا شخص نماز پڑھ رہا ہے، یعنی ایک شخص پیچھے اور ایک شخص آگے آگے والے کی نماز ختم ہوگئی، اس کو سخت ضرورت ہے، کیا وہ اس کے سامنے سے اٹھ کر گزر سکتا ہے یا نہیں پچھلے والے کی نماز اگلے والے کو نہیں معلوم کہ وہ کتنی دیر تک پڑھے گا ایسی حالت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد شاہد حسین، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: مجبوری میں اس کی گنجائش ہے، دو تین قدم آگے بڑھ کر وہ سامنے سے ہٹ جائے تو بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸/۵/۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) أو مرور بين يديه إلى حائط القبلة في بيت ومسجد صغير فإنه كبقعة واحدة مطلقاً، قال ابن عابدين، قوله في بيت ظاهره ولو كبيراً وفي القهستاني وينبغي أن يدخل فيه أي في حكم المسجد الصغير الدار والبيت، قوله ومسجد صغير هوا قل من ستين ذراعاً وقيل من أربعين وهو المختار كما أشار إليه في الجواهر، قهستاني. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الإمامة، مطلب إذا قرأ قوله -تعالىٰ- جدك بدون ألف لاتفسد'':ج۲،ص:۳۹۸)

قوله:ظاهره ولو كبيراً لكن ينبغي تقييده بالصغير كما تقدم في الإمامة تقييد الدار بالصغير حيث لم يجعل قدر الصفين مانعا من الاقتداء بخلاف الكبيرة. (تقريرات الرافعي:ج۱،ص:۸۳)

(۱) أراد المرور بين يدي المصلي فإن كان معه شيء يضعه بين يديه ثم يمر ويأخذه ولو مر إثنان يقوم أحدهما أمامه ويمر الآخر ويفعل الآخر، هكذا يمران. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله -تعالى- جدك بدون ألف لاتفسد'':ج۲،ص:۴۰۱)

و كذا مرور المار في أي موضع يكون من المسجد منزلة مروره بين يديه و في موضع سجوده و إن كان المسجد كبيرا بمنزلة الجامع، قال بعضهم: هو بمنزلة المسجد الصغير فيكره المرور في جميع الأماكن، ابن نجيم، البحرالرائق، كتاب الصلاة، و ما يكره فيها، الأكل والشرب في الصلاة، ج۲،ص:۱۷)

باب الجماعت

پہلی صف میں جگہ پر کرنے کے لیے نمازیوں کے سامنے سے گزرنا:

(۱۰۸) **سوال**: پہلی صف میں ایک آدمی کی جگہ خالی تھی، مگر نمازی دوسری صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے، تو ان کے آگے سے گزر کر جماعت کی پہلی صف کو پورا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی اخلاق حسین، کھتولی

الجواب وباللہ التوفیق: اگلی صف میں خالی جگہ کا پر کرنا ضروری ہے اور جو لوگ دوسری صف میں کھڑے ہوگئے باوجود پہلی صف میں جگہ ہونے کے، تو اس کو پر کرنے کے لیے دوسری صف والوں کے آگے سے گزرنا اور پہلی صف میں خالی جگہ پر جا کر کھڑا ہونا درست اور جائز ہے۔

"إلا أن يجد الداخل فرجة في الصف الأول فله أن يمر بين يدي الصف الثاني لتقصير أهل الصف الثاني ذكره الطيبي"(۱)

"لو وجد فرجة في الأول لا الثاني له خرق الثاني لتقصيرهم"(۲)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ	**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۸/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنا:

(۱۰۹) **سوال**: اگر کوئی شخص سامنے سو رہا ہے، تو وہاں پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں ہے، تو اب تک اس طرح پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، مظفرنگر

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا تردد قوله جدك بدون ألف لاتفسد": ج ۲، ص: ۴۰۲.

(۲) أيضًا.

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ایسی جگہ پر پڑھنی چاہئے جہاں خشوع وخضوع مکمل طور پر باقی رہ سکے، سامنے سوتا ہوا آدمی اچانک اٹھ جائے، تو خشوع وخضوع میں خلل پڑے گا؛ لہٰذا بغیر عذر اس طرح نماز پڑھنا مناسب نہیں؛ لیکن مذکورہ طریقہ پر ادا کی گئی نماز بلاشبہ درست وادا ہو جائے گی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بے خیالی میں نمازی کے سامنے آنے والا کیا کرے؟

(۱۱۰) **سوال:** اگر بے خیالی میں کوئی آدمی نمازی کے آگے اچانک پہنچ گیا تو اب اسے کیا کرنا چاہئے کھڑا رہے یا پیچھے لوٹ جائے۔

فقط: والسلام

المستفتی: مشیر احمد، بارہ بنکی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر دھوکہ سے کوئی شخص نمازی کے بالکل ہی آگے پہونچ جائے اور آگے پہونچ کر پھر خبر لگے کہ نمازی نماز پڑھ رہا ہے، تو اس کو چاہئے کہ پیچھے کی طرف لوٹ جائے کہ یہ ہی بہتر ہے اور اگر دوسری جانب کو چلا گیا تو اب واپس نہ لوٹے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۱/۳/۱۴۱۲ھ)، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویکره أن یصلي وبین یدیه قیام، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "كتاب الصلاة": ج۱، ص:۱۶۷)

ویکره أن یکون فوق رأسه أو خلفه أو بین یدیه أو بحذائه صورة ...... أو یکون بین یدیه قوم قیام یخشی خروج مایضحك أو یخبل أو یقابل وجهاً وإلا فلا كراهة لأن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلي صلاة اللیل كلها وأنا معترضة بینه وبین القبلة فإذا أراد أن یوتر أیقظني فأوتر. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح علی حاشیة الطحطاوي، "كتاب الصلاة: فصل في المکروهات": ص:۶۳)

(۲) وقد أفاد بعض الفقهاء أن هنا صوراً أربعاً، الأولیٰ: أن یکون للمار ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وہ دروازہ جو زمین سے متصل نہ ہو اس کو سترہ بنانا:

(۱۱۱) **سوال:** حضرت مفتی صاحب: سترہ کا کیا حکم ہے؟ اور اگر وہ دروازے جو زمین سے متصل نہ ہوں بلکہ کچھ اوپر کی طرف اٹھے ہوئے ہوں یا آج کل آفس وغیرہ میں عام طور پر ایسا دروازہ ہوتا ہے جو شیشہ کا ہوتا ہے اور اس سے باہر یا اندر والے بآسانی دیکھ بھی سکتے ہیں تو کیا ایسے شیشے کے دروازے کو بھی سترہ بنایا جا سکتا ہے؟ مدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سلطان پاشا، شرجاپورہ، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: عام حالات میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا ناجائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو، اور اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو اس آڑ کے آگے سے گزرنا جائز ہے، سترے اور نمازی کے درمیان سے گزرنا جائز نہیں۔

لہٰذا چھوٹی مسجد یا محدود جگہ میں اتنے فاصلے سے بھی گزرنا درست نہیں، بلکہ نمازی کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کیا جائے، اس لیے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے پر حدیث شریف میں شدید وعیدیں آئی ہیں۔

سترہ کا زمین سے چپکا ہوا اور متصل ہونا ضروری نہیں ہے، اگر دروازہ زمین سے متصل نہیں ہے اوپر کی طرف اٹھا ہوا ہے اس کو بھی سترہ بنانا درست ہے: جیسا کہ فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ اگر سترہ زمین سے متصل نہ ہو پھر بھی سترہ کا حکم میں ہے۔[1]

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مندوحة عن المرور بين يدي المصلي ولم يتعرض المصلي لذلك فيختص المار بالإثم دون المار، والثانية: مقابلتها، وهو أن يكون المصلي تعرض للمرور والمار ليس له مندوحة عن المرور فيختص المصلي بالإثم دون المار، الثالثة: أن يتعرض المصلي للمرور ويكون للمار مندوحة فيأثمان أما المصلي فلتعرضه وأما المار فلمروره مع أمكان أن لايفعل، الأربعة: أن لايتعرض المصلي ولا يكون للمار مندوحة فلا يأثم واحد منهما. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها'': ج۲، ص:۳۹۹، زکریا دیوبند)

(۱) فتاوی محمودیہ جدید، ۲۲: ۳۴۱، ۴۴۱، سوال: ۳۶۳۰۱، مطبوعہ: ادارہ صدیق ڈابھیل۔

نیز شیشہ کا دروازہ یا پلاسٹک وغیرہ کا پردہ جس سے دیکھنے والے کو بآسانی نظر آسکے تو وہ سترہ کا کام کرے گا اور نمازی کے سامنے اس دروازہ اور پردے کے بعد گزرنا جائز ہوگا۔

”قال سعدی حلبی: یجوز أن یکون السترة ستارة معلقة إذا رکع أو سجد یحرکها رأس المصلی ویزیلها من موضع سجوده ثم تعود إذا قام أو قعد اه وصورته أن تکون الستارة من ثوب أو نحوه معلقة فی سقف مثلاً ثم یصلی قریباً منه فإذا سجد تقع علی ظهره ویکون سجوده خارجاً عنها، وإذا قام أو قعد سبلت علی الأرض“[۱]

الدر المختار علی رد المحتار میں ہے:

(أو) مروره (بین یدیه) إلی حائط القبلة (في) بیت و (مسجد) صغیر، فإنه کبقعة واحدة (مطلقاً)......الخ“

”قال ابن عابدین رحمه اللّٰه: (قوله: في بیت) ظاهره ولو کبیراً. وفي القهستاني: وینبغي أن یدخل فیه أي في حکم المسجد الصغیر الدار والبیت. (قوله: ومسجد صغیر) هو أقل من ستین ذراعاً، وقیل: من أربعین، وهو المختار کما أشار إلیه فی الجواهر، قهستاني“[۲]

تقریرات الرافعی میں ہے:

”(قوله: ظاهره ولو کبیراً الخ) لکن ینبغي تقییده بالصغیر، کما تقدم في الإمامة تقیید الدار بالصغیرة حیث لم یجعل قدر الصفین مانعاً من الاقتداء، بخلاف الکبیرة“[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۸/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها“: ج۲، ص: ۴۰۰، ۴۰۱، ط: مکتبہ زکریا دیوبند۔
(۲) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ” “: ج۱، ص: ۶۳۴۔
(۳) تقریرات الرافعي: ج۱، ص: ۸۳۔

باب الجماعت

سترہ کسے کہتے ہیں؟

(۱۱۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: سترہ کس کو کہتے ہیں؟ نیز سترہ کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، کریم گنج

الجواب وباللہ التوفیق: سترہ کے لغوی معنی ہیں: وہ چیز جس کے ذریعہ انسان خود کو چھپا سکے، شریعت کی اصطلاح میں نماز کے باب میں ''سترہ'' سے مراد وہ لاٹھی یا چھڑی وغیرہ ہے جو کم از کم ایک گز شرعی کے برابر اونچی اور کم از کم ایک انگلی کے برابر موٹی ہو جسے نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے کھڑا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے:

''(سترة بقدر ذراع) طولاً (وغلظ أصبع)؛ لتبدو للناظر''[1]

مزید آگے لکھتے ہیں:

''(أو) مروره (بين يديه) إلى حائط القبلة (في) بيت و (مسجد) صغير، فإنه كبقعة واحدة (مطلقاً) الخ''

سترہ کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ: نمازی کے سامنے ایک ذراع، ایک ہاتھ (یعنی ہاتھ کی بڑی انگلی سے لے کر کہنی تک، دو بالشت) کے برابر لمبائی اور اس کی موٹائی کم سے کم ہاتھ کی ایک چھوٹی انگلی کے برابر ہونی چاہیے۔ اس کی لمبائی فٹ کے اعتبار سے تقریباً ڈیڑھ فٹ بنتی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے:

''حدثنا أبو الأحوص، عن سماك، عن موسى بن طلحة، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل، ولايبال من مر وراء ذلك''[3]

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، '' ''، ج۱، ص:۶۳۷.

(۲) أيضاً:

(۳) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب سترة المصلى'': ج۱، ص:۳۵۸، رقم: ۲۴۱، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت.

فتاویٰ شامی میں ہے:

”(ويغرز) ندبا بدائع ...... (الإمام) وكذا المنفرد (في الصحراء) ونحوها (سترة بقدر ذراع) طولا (وغلظ أصبع) لتبدو للناظر (بقربه) (قوله بقدر ذراع) بيان لأقلها ط. والظاهر أن المراد به ذراع اليد كما صرح به الشافعية،وهو شبران (قوله وغلظ أصبع) كذا في الهداية“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها“: ج۱، ص: ۶۳۶، ۶۳۷، ط: ایچ، ایم، سعید.

فصل رابع

اقتداء کا بیان

گھر میں رہ کر مسجد کے امام کی اقتداء کرنا:

(۱۱۳) **سوال:** ہمارا گھر مسجد کے پڑوس میں ہے، مسجد میں مائک سے نماز ہوتی ہے کیا ہم مسجد کی نماز میں شریک ہو سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد پُر ہو جائے اور گھر مسجد سے اس درجہ متصل ہو کہ مسجد اور گھر کے درمیان دو صف کا فاصلہ نہ ہو اور مائک کے ذریعہ امام کی نقل وحرکت کا علم ہو رہا ہو، تو مسجد کے امام کی اقتدا گھر میں کرنا درست ہے۔ اور اگر گھر مسجد سے فاصلہ پر ہے تو جمعہ اور جماعت کی اقتداء گھر میں رہتے ہوئے کرنا درست نہیں ہے؛[1] نیز جمعہ اور جماعت کا تقاضا اجتماعیت کا ہے اور اس کا اظہار اسی وقت ہوگا جب کہ مقتدی امام کے ساتھ مسجد میں ہوں، امام مسجد میں اور مقتدی حضرات گھر میں ہوں تو اجتماعیت کا اظہار نہیں ہو سکے گا، نیز جمعہ و جماعت کو اسی طرح قائم کرنا چاہیے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے متوارث چلا آ رہا ہے، گھر میں رہ کر مسجد کے امام جمعہ کی اقتداء سنت متوارثہ کے بھی خلاف ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۱/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عند اتصال الصفوف أي في الطريق أو على جسر النهر فإنه مع وجود النهر أو الطريق يختلف المكان، وعند اتصال الصفوف يصير المكان واحداً حكماً فلا يمنع. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه“: ج ۲، ص: ۳۳۴)

اہل حدیث کا حنفی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا:

(۱۱۴) **سوال:** حنفی مسجد میں، حنفی امام کے پیچھے کوئی مسلک اہل حدیث کو ماننے والا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اہل حدیث ہونے کی وجہ سے اس کو نماز پڑھنے سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اہل حدیث کی نماز حنفی امام کی اقتداء میں بلاشبہ درست ہے، نیز اہل حدیث، احناف کی مسجد میں حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو صرف اہل حدیث ہونے کی وجہ سے اس کو منع کرنا درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۱/۹/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کی جلد بازی کرنے کی وجہ سے مقتدی کا سجدہ چھوٹ گیا:

(۱۱۵) **سوال:** ایک شخص نے عصر کی نماز پڑھی کسی امام کے پیچھے، امام کی جلد بازی کرنے کی وجہ سے چاروں رکعت کا پہلا سجدہ امام کے ساتھ چھوٹ گیا اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، جدہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام کے بعد مقتدی نے بھی سجدہ کرلیا اس لیے نماز واقتدا درست ہوگئی ''كما لو ركع إمامه فركع معه مقارنا أومعاقبا وشاركه

---

(۱) لقوله عليه الصلاة والسلام: من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ج۱، ص: ۳۴۹)

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورة البقرة: ۱۱۴)

فيه أو بعد مارفع منه الخ ''(۱) لیکن امام کو اتنی جلدی نہیں کرنی چاہئے کہ مقتدی اس کے ساتھ شامل نہ ہو پائے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۹/۱۲/۱۴۱۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اقتدا کی درستگی کے لیے امام کی اجازت ضروری ہے؟

(۱۱۶) **سوال:** زید کو امام مسجد نے کہا کہ تم ہمارے پیچھے نماز مت پڑھنا، تو کیا امام کی بغیر اجازت زید اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: امیر حسن، چاند باغ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پڑھ سکتا ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۲/۱۴۱۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام'': ج ۲، ص: ۱۶۶۔

نعم تكون المتابعة فرضا؛ بمعنى أن يأتي بالفرض مع إمامه أو بعده، كما لو ركع إمامه فركع معه مقارنا أو معاقبا وشاركه فيه أو بعد ما رفع منه، فلو لم يركع أصلا أو ركع ورفع قبل أن يركع إمامه ولم يعده معه أو بعده بطلت صلاته. (أيضًا)

(۲) وأنه يجوز الصلاة خلفه وإن لم ينو الإمامة لأن النبي صلى الله عليه وسلم شرع في صلاته منفردا. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ج ۱، ص: ۳۰۵)

وأما إذا لم ينو الإمام إمامتها لم تكن داخلة في صلاته فلا تفسد الصلاة على أحد بالمحاذاة عندنا، وقال زفر رحمه الله تعالىٰ: يصح اقتداؤها به. وإن لم ينو إمامتها، والقياس ما قاله زفر: فإن الرجل صالح لإمامة الرجال والنساء جميعا، ثم اقتداء الرجال بالرجل صحيح، وإن لم ينو الإمامة، فكذلك اقتداء النساء، واستدل بالجمعة والعيدين، فإن اقتداء المرأة بالرجل صحيح فيهما، وإن لم ينو إمامتها. (للسرخسي، المبسوط، ''كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة'': ج ۱، ص: ۱۸۵)

بکر کا بلند آواز سے تکبیر نہ کہنے کے باوجود زید کا اقتداء کرنا:

(۱۱۷)سوال: بکر وزید دونوں ایک ساتھ سفر کر رہے تھے، بکر نے وضو کی اور نماز شروع کردی زید بھی اس کی اقتداء کرنے لگا بکر نے تکبیر زور سے نہیں کہی اور نماز پوری ہوگئی دونوں کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عاشق علی، سیتاپوری

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں نماز دونوں کی صحیح اور درست ہوگئی ہے کیوں کہ امام کے لیے مقتدیوں کی نہ نیت ضروری ہے اور نہ زور سے تکبیر کہنا ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۹/۷/۱۴۱۴ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اقتدا کے مسائل:

(۱۱۸)سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) دو یا تین منزلہ مساجد میں عام طور پر امام صاحب کے مصلی کے اوپر والی چھت میں کھلا حصہ رکھا جاتا ہے تاکہ اوپر والے مصلیان اور امام صاحب کے درمیان واسطہ برقرار رہے اگر واسطہ یعنی چھت کے کھلے حصے کو بند کر کے نماز پڑھی جائے یا واسطہ رکھا ہی نہ جائے، تو اوپر والے مصلیان کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) بعض علماء کا کہنا ہے کہ مکبر الصوت واسطے کا کام کرسکتا ہے اوپر والے مصلیان کی نماز ہوجائے گی کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) بیان ذلك أن الإمام لایصیر إماما إلا إذا ربط المقتدي صلاته بصلاته فنفس هذا الارتباط هو حقيقة الإمامة وهو غاية الاقتداء الذي هو الربط. (ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، ''کتاب الصلاة: باب الإمامة''، ج۲، ص:۲۸۴)

(۳) اگر مسجد سے متصل کسی جگہ میں اسپیکر رکھا جائے، تو آیا اس جگہ میں نماز ادا کرنے والے مصلیان کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

(۴) ایک امام صاحب کی عادت ہے فرض وسنتوں سے فراغت کے فوری بعد نمازیوں کی جانب منہ کر کے کھڑے ہوکر مسجد سے نکلنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں کیا یہ عمل صحیح ہے۔

(۵) عمل کثیر کی تعریف بیان فرمائیں۔

(۶) کیا عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خالد، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: (۱،۲) اقتداء کے لیے ضروری ہے کہ مقتدی کو امام کے احوال سے واقفیت ہو تا کہ مقتدی حضرات ارکان میں امام کی مکمل اتباع کر سکیں اسی لیے پہلے جب کہ مائک وغیرہ کا نظم نہیں ہوتا تھا، تو مسجد کی دوسری منزل پہ نماز کے لیے پہلی منزل کی چھت کے سامنے کا حصہ کھلا رکھا جاتا تھا تا کہ امام صاحب کی آواز اس کھلے حصے سے اوپر آجائے اور مقتدی حضرات ارکان میں امام کی پیروی کر سکیں اس کے علاوہ کھلا حصہ رکھنے کا بظاہر کوئی مقصد سمجھ میں نہیں آتا ہے؛ اب جب مائک کے ذریعہ آواز دوسری منزل میں پہونچ جاتی ہے، تو وہ حصہ کھلا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اوپر کا حصہ مکمل بند ہوجائے اور مقتدی حضرات کو امام کے احوال کا علم ہوجائے، تو نماز بلا کراہت ہوجائے گی۔ (۱)

(۳) اقتداء کی شرطوں میں سے ایک اہم شرط امام اور مقتدی کے مکان کا متحد ہونا ہے۔ یہ اتحاد مکان حقیقی ہو یا حکمی ہو۔ مثلاً مسجد میں امام ہے اور اسی مسجد میں مقتدی ہے تو یہ اتحاد مکان حقیقی

---

(۱) (والحائل لا يمنع) الاقتداء (إن لم يشتبه حال إمامه) بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول في الأصح (ولم يختلف المكان) حقيقة كمسجد وبيت في الأصح قنية، ولا حكما عند اتصال الصفوف؛ ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'': ج ۲، ص: ۳۳۴-۳۳۳)

ہے اور نیچے کی منزل میں امام ہے اور اوپر کی منزل میں مقتدی ہے تو یہ اتحادِ مکان حکمی ہے؛ لیکن مسجد میں امام صاحب ہوں اور دوسرے مکان میں مقتدی ہو، تو اگر چہ اسپیکر کے ذریعہ آواز پہونچ رہی ہو لیکن اقتدا درست نہیں ہے ہاں! اگر مسجد میں جگہ پُر ہو جائے اور مسجد سے متصل جگہ میں لوگ نماز پڑھیں اور درمیان میں گاڑی وغیرہ گزرنے کے بقدر فاصلہ نہ ہو، تو نماز درست ہے۔ (۱)

(۴) اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد پیچھے راستہ ملنے کا انتظار کرنا چاہیے؛ لیکن کھڑے ہو کر مسجد سے نکلنے کا انتظار کرنا مناسب نہیں؛ اس لیے کہ اس سے سامنے والے کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

(۵) عمل کثیر اور عمل قلیل کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں، اکثر علما کے نزدیک راجح تعریف یہ ہے کہ دور سے دیکھنے والا شخص نمازی کو اس عمل کی وجہ سے یقین یا غالب گمان کے درجہ میں یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں، نماز سے باہر ہے تو وہ عمل کثیر ہے، اور اگر اسے محض شک ہو یا شک بھی نہ ہو؛ بلکہ اس عمل کے باوجود دیکھنے والا اسے نماز ہی میں سمجھے تو وہ عمل قلیل ہے۔ (۲)

(۶) عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۵/۱۴ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قد تحرر بما تقرر أن اختلاف المكان مانع من صحة الاقتداء و لو بلا اشتباه و لا يصح الاقتداء و إن اتحد المكان ثم رأيت الرحمتي قد قرر ذلك فاغتنم ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'': ج۲، ص:۳۳۵)

من كان بينه و بين الإمام نهر أو طريق أو صف من النساء فلا صلاة له. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''كتاب الصلاة، فصل شرائط أركان الصلاة'': ج۱، ص:۳۰۵)

(۲) والثالث أنه لو نظر إليه ناظر من بعيد إن كان لايشك أنه في غير الصلاة فهو كثير مفسد، وإن شك فليس بمفسد، وهذا هو الأصح، هكذا في التبيين، وهو أحسن كذا محيط السرخسي، وهو اختيار العامة كذا في فتاوىٰ قاضي خان والخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني'': ج۱، ص:۱۵۶)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غیر محرم کی اقتداء کرنا:

(۱۱۹) سوال: غیر محرم کی اقتدا عورتوں کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منت اللہ، کھگڑیاوی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اقتداء درست ہے؛ البتہ پردہ کا معقول نظم اور پورا اہتمام ضروری ہے ورنہ بے پردگی کا سخت گناہ ہوگا۔ تاہم اگر مقتدی سب عورتیں ہوں اور عورتوں میں کوئی عورت امام کی محرم نہ ہو تو ایسی صورت میں عورتوں کی امامت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

''تکرہ إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته أما إذا كان معهن واحد عن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وفيه أقوال، أصحها مالايشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله أنه ليس فيها وإن شك أنه فيها فقليل. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۲، ص: ۳۸۵، ط مکتبہ زکریا دیوبند)

(۳) (و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة أصحها (ما لايشك) بسببه (الناظر) من بعيد (في فاعله أنه ليس فيها) وإن شك أنه فيها أم لا فقليل. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب'': ج۲، ص: ۳۸۴)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل'': ج۲، ص: ۳۰۷.

ولو أمهن رجل فلا كراهة إلا أن يكون في بيت ليس معهن فيه رجل أو محرم من الإمام أو زوجته فإن كان واحد ممن ذكر معهن فلا كراهة كما لو كان في المسجد مطلقاً. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان الأحق بالإمامة'': ص: ۳۰۴، شیخ الہند دیوبند)

صاحب ترتیب کا غیر صاحب ترتیب کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۱۲۰) **سوال:** صاحب ترتیب عالم بے ترتیب عالم پیش امام کے پیچھے نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، نظام آباد

الجواب وباللہ التوفیق: صاحب ترتیب کی نماز غیر صاحب ترتیب کے پیچھے بلا شبہ ادا ہوسکتی ہے۔ غیر صاحب ترتیب کی نماز درست ہے تو اس کی اقتداء بھی درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۶/۱۲/۲ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غلط قرآن پڑھنے والے کی عالم کا اقتداء کرنا:

(۱۲۱) **سوال:** اگر گاؤں بستی والوں نے ایک امام مقرر کیا اور وہ امام قرآن صحیح نہیں پڑھتا ہے یعنی حروف کی ادائیگی نہیں ہوتی اور ایک آدمی ان میں ایسا ہے جو قرآن کو صحیح پڑھتا ہے اور قرأت صحیح کرتا ہے، مگر یہ عالم مرد مستقل گاؤں میں نہیں رہتا ہے کبھی ایک ماہ بعد اور کبھی چھ ماہ بعد گاؤں میں آتا ہے تو اس عالم مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے ہوجائے گی یا نہیں مفصل ومدلل جواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد، نیپال

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ امام کے پیچھے صحیح قرآن پڑھنے والے عالم کی نماز درست نہیں واجب الاعادہ ہے۔

”ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح كما في البحر عن المجتبیٰ، وحرر الحلبي وابن الشحنة أنه بعد بذل جهده دائماً حتماً كالأمي فلا يؤم إلا مثله.

---

(۱) لا يلزم الترتيب بين الفائتة والوقتية ولا بين الفوائت إذا كانت الفوائت ستا كذا في النهر. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة“: ج ۲، ص: ۵۲۶)

قوله فلا يؤم إلا مثله! يحتمل أن يراد المثلية في مطلق اللثغ فيصح اقتداء من يبدل الراء المهملة غينا معجمة بمن يبدلها لاماً......إذا فسد الاقتداء......بأي وجه كان لا يصح شروعه في صلاة نفسه''(۱)

''ولا حافظ آية من القرآن بغير حافظ لها وهو الأمي......قوله بغير حافظ...... شمل من يحفظها أو أكثر منها لكن بلحن مفسد للمعنىٰ لما في البحر: الأمي عندنا من لا يحسن القراءة المفروضة''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیو بندی غفرلہ (۱۰/۱/۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

بند کمرے میں ہورہی جماعت کی باہر سے اقتدا کرنا کیسا ہے؟

(۱۲۲) **سوال:** اندر جماعت ہورہی ہے صف سب بھر گئی، کواڑ بند ہیں تو باہر کے صحن میں نماز جماعت سے پڑھنے والوں کی ہو جائے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ اعجاز الدین، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: بوقت جماعت اس طرح مسجد کے اندرونی کواڑوں کو بند کر لینا کہ آواز تکبیرات وقرأت امام کی باہر مقتدیوں کو نہ سنائی دے سکے درست اور جائز نہیں ہے کہ اس سے باہر کے مقتدی پریشان ہوں گے اور ان کی نماز میں خلل آسکتا ہے۔ لیکن اگر کواڑ بند ہو کر بھی تکبیرات انتقالیہ کی آواز باہر آتی ہے اور مقتدیوں کو اپنی نماز میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تو ان مقتدیوں

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا كانت اللثغة يسيرة'': ج ۲، ص: ۳۲۷، ۳۲۹، زکریا۔

(۲) أيضًا: "مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده": ص: ۳۲۴، زکریا۔

ولا يجوز إمامة الألثغ الذي لايقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فامّا إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلاته وصلاة القوم. ومن يقف في غير مواضعه ولا يقف في مواضعه لاينبغي له أن يؤم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره'': ج ۱، ص: ۱۴۴، زکریا دیوبند)

کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۹/۱۰/۱۴۳۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی تیسری منزل پر نماز پڑھنا:

(۱۲۳) **سوال:** ایک مسجد تین منزلہ ہے پہلی منزل بھرنے کے بعد دوسری منزل پر کچھ لوگ شریک نماز ہوئے وہاں پر جگہ باقی تھی مگر بہت سے نمازی تیسری منزل پر جاکر شریک نماز ہوئے یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رئیس احمد، مالیگاؤں

الجواب وباللہ التوفیق: صفوف کو پُر کرنا مسنون ہے اور سوال میں ذکر کردہ صورت انفصال کی نہیں ہے اس لیے نماز تیسری منزل والوں کی بھی درست ہوگئی البتہ ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۷/۲/۱۴۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأما إذا كان الحائط صغيراً يمنع ولكن لايخفىٰ حال الإمام فمنهم من يصح الاقتداء وهو الصحيح... وإن كان في الحائط باب سروداً قيل لايصح لأنه يمنعه من الوصول وقيل يصح لأن وضع الباب للوصول ليكون المسدود كالمفتوح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع'': ج۱، ص: ۱۴۶، زکریا دیوبند)

والحائل لايمنع الاقتداء إن لم يشبه حال إمامه بسماع أو رؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول في الأصح ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد وبيت في الأصح. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه'': ج۲، ص: ۳۳۳)

(۲) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سوّوا صفوفكم فإن تسوية الصفوف من إقامة الصلاة. (أخرجه البخاري في صحيحه، ''كتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة'': ص: ۱۵۰، رقم: ۷۲۳)

عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سوّوا صفوفكم فإن تسوية الصف من تمام الصلاة. (أخرجه المسلم في صحيحه، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف و إقامتها، و فضل الأوّل فالأوّل منها، ج۱، ص۱۸۲، رقم: ۴۳۳)

امام کے سلام سے پہلے اگر مقتدی نے سلام پھیر دیا:

(۱۲۴)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

(۱) اگر امام کی تکبیر تحریمہ یعنی ''اللّٰہ أکبر'' کے ''ر'' سے پہلے کوئی مقتدی اپنی تکبیر تحریمہ پوری کرلے، اسی طرح امام کے سلام یعنی ''السلام'' کے ''م'' سے پہلے کوئی مقتدی اپنا سلام پورا کرلے تو کیا ان دونوں کی نماز ہو جائے گی؟

(۲) اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کے الفاظ زبان سے ادا نہ کرے، بلکہ دل ہی دل میں کہہ لے اور اسی طرح سلام کے الفاظ زبان سے ادا نہ کرے؛ بلکہ دل ہی دل میں کہہ لے، تو ان دونوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالغفار، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تکبیر کی صورت میں نماز نہیں ہوگی، مگر سلام کی صورت میں کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی۔[۱]

(۲) اس میں بھی تکبیر کی صورت میں نماز نہیں ہوگی، مگر سلام کی صورت میں کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۳/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فإن قال المقتدي: اللّٰہ أکبر ووقع قوله اللّٰہ مع الإمام وقوله ''أکبر'' وقع قبل قول الإمام ذلك قال الفقيه أبو جعفر: الأصح أنه لا يكون شارعاً عندهم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع، في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة'': ج۱، ص:۱۲۶، مکتبہ زکریا دیوبند)

(وعن سبق تكبير) على النية خلافاً للكرخي كما مر أو سبق المقتدي الإمام به فلو فرغ منه قبل فراغ إمامه لم يصح شروعه والأول أولیٰ كما مر في توجيه قوله اتباع الإمام. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مقتدی نے امام سے پہلے سلام پھیر دیا:

(۱۲۵) **سوال:** امام سے پہلے سلام پھیرنے میں مقتدی کی نماز میں فرق آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شیخ معین، مہاراشٹر

الجواب و بالله التوفيق: امام سے پہلے مقتدی کے سلام پھیرنے سے نماز ہو جائے گی؛ البتہ مقتدی کے لیے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے، ہاں اگر سہواً ایا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(رد المحتار ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، بحث شروط النية'': ج ۲،ص: ۱۴۳، مکتبہ: زکریا دیوبند)

(۲) قوله: (ومتابعة الإمام) قال في شرح المنية : لاخلاف في لزوم المتابعة في الأركان الفعلية إذ هي موضوع الاقتداء واختلف في المتابعة في الركن القولي وهو القرأة فعندنا لا يتابع فيها بل يستمع وينصت وفيما عدا القرأة من الأذكار يتابع......والحاصل أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة. (ابن عابدين، رد المحتار ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في تحقيق متابعة الإمام'': ج ۲،ص: ۱۶۵، مکتبہ: زکریا دیوبند)

(لها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد ...... ولفظ السلام مرتين فالثاني على الأصح، دون عليكم الخ. (الحصكفي، الدر المختار ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة'': ج ۲،ص: ۱۴۶، ۱۴۷)

(ولو أتمه) أي لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه فرغ منه قبل إتمام إمامه فأتي بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز: أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهد لكنه قعد قدره لأن المفروض من القعدة قدر أسرع ما يكون من قرائة التشهد وقد حصل وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلا عذر فلو به كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مارّ بين يديه فلا كراهة. (ابن عابدين، رد المحتار ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح'': ج ۲،ص: ۲۴۰، مکتبہ: زکریا دیوبند)

(وإنما يصير شارعاً بالنية عند التكبير لابه) وحده ولا بها وحدها بل بهما (ولا يلزم العاجز عن النطق) كأخرس وأمي (وتحريك لسانه) وكذا في حق القرأة هو الصحيح لتعذر الواجب فلا يلزم غيره إلا بدليل فتكفي النية. وقال في الشامي: وإذا كان تحريك اللسان غير قائم مقام النطق لعدم الدليل فكيف تقام النية مقامه بلا دليل مع أن التحريك أقرب إلى النطق من النية. (ابن عابدين، رد المحتار ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب إني حديث ''الأذان جزم'': ج ۲،ص: ۱۸۱، مکتبہ: زکریا دیوبند)

کسی عذر کی وجہ سے سلام پھیرا تو مکروہ نہیں ہے۔[۱]

"عن أنس رضي الله عنه قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فلما قضى صلاته أقبل علينا بوجهه فقال أيها الناس إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع ولا بالسجود ولا بالقيام إلا بالانصراف فإني أراكم أمامي ومن خلفي"[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۱۲/۱۴۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قعدہ اخیرہ میں درود دعاء باقی ہو اور امام سلام پھیر دے تو مقتدی کیا کرے؟

(۱۲۶) **سوال**: آخری قعدہ میں اگر مقتدیوں کی دعا و درود شریف باقی رہے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیریں یا امام کے ساتھ فوراً سلام پھیریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سرتاج عالم، گنگوہ

الجواب و بالله التوفيق: ساتھ ہی سلام پھیر دیں، البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد بھی

---

(۱) ولو أتمه قبل إمامه جاز وكره، قوله ولو أتمه...... أي لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتي بما يخرجه من الصلاة كسلام وكلام أو قيام جاز أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان، لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهد وقد حصل وإنما كره للمؤتم ذلك لترك متابعة الإمام بلا عذر فلو به كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مار بين يديه فلا كراهة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح": ج۲، ص: ۲۴۰)

(۲) أخرجه مسلم في صحيحه، "كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما": ج۱، ص: ۱۸۰، رقم: ۴۲۶.

باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیرے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱۲/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے دوسرے سلام پھیرنے سے پہلے شریک مقتدی کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۱۲۷) **سوال:** اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جائے تو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اللہ، دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: وہ جماعت میں شریک نہیں کہلائے گا اور اسے جماعت کا ثواب نہیں ملے گا۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱۲/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) بخلاف سلامه أو قيامه لثالثة قبل تمام المؤتم التشهد فإنه لايتابعه بل يتمه لوجوبه ولو لم يتم جاز ولو سلم والمؤتم في أدعية التشهد تابعه لأنه سنة والناس عنه غافلون. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوة، مطلب في إطالة الركوع للجائي'': ج۲،ص:۱۹۹)

(۲) فلما قال: السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لايصير داخلا في صلاته. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب لاينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية'': ج۲،ص:۱۶۲)

آواز نہ پہونچنے پر بعض مقتدیوں نے جلدی سے رکوع کیا اور بعض نے امام کے ساتھ سجدہ کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۱۲۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین: ایک دو منزلہ مسجد ہے اس میں جماعت ہو رہی ہے، مسجد کے بڑا ہونے کی وجہ سے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر بھی ہے، لاؤڈ اسپیکر خراب ہونے کی وجہ سے فوقانی مسجد والوں کو آواز نہیں گئی، اور جب امام نے (سمع اللہ) کہا تو فوقانی مسجد والوں میں سے بعض نے جلد رکوع کیا اور امام کے ساتھ سجدے میں گئے اور بعض سیدھے سجدے میں چلے گئے ان میں سے کس کی نماز ہوئی اور کس کی نہیں ہوئی؟ اور اگر نماز نہیں ہوئی اور وہ مسافر ہے تو بعد میں قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا؟ براہِ کرم تفصیل سے جواب دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فروغ سہیل، بجنور

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جن لوگوں نے رکوع کیا ہی نہیں؛ بلکہ بغیر رکوع امام کے ساتھ سجدے میں چلے گئے ان حضرات کی نماز نہیں ہوئی از سرِ نو اپنی اپنی نماز ادا کریں[1] ان لوگوں میں جو مسافر ہیں وہ جب قضا کریں تو قصر قضا کریں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۱۱/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں عورت کا محرم کی اقتداء کرنا:

(۱۲۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام: نماز میں عورت اپنے شوہر کی اور بہن اپنے

---

(۱) لو رکع إمامه فرکع معه مقارنا أو معاقباً وشارکه فیه أو بعدما رفع منه فلو لم یرکع أصلا أو رکع ورفع قبل أن یرکع إمامه ولم یعده معه أو بعده بطلت صلاته. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، واجبات الصلاة، مطلب مهم في تحقیق متابعة الإمام'': ج۲،ص:۱۶۶)

(۲) وإن اقتدی مسافر بمقیم أتم أربعا وان أفسده یصلي رکعتین. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر'': ج۱،ص:۲۰۲)

بھائی کی اور ماں اپنے بیٹے کی اقتداء کر سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد، کشمیری

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ متعینہ صورتوں میں اقتدا درست ہے۔ تاہم ایسی صورت میں عورت کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔

"محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلوته ولها شرائط"(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام سے پہلے رکوع وسجدہ کرنا:

(۱۳۰) **سوال:** امام سے پہلے رکوع وسجدہ میں جانے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فرقان احمد، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا گیا اگر امام نے اس کو رکوع اور سجدہ میں پالیا تو اس شخص کی نماز درست ہوگئی ورنہ تو نماز درست نہیں ہوگی۔ حدیث میں ایسے شخص کے لیے جو رکوع، سجدہ امام سے پہلے ہی شروع کردے سخت وعید نازل ہوئی ہے۔

"إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا ركع فاركعوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد"(۲)

"عن أنس قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فلما قضى الصلوٰة أقبل علينا بوجهه، فقال أيها الناس إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة: الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم": ج۱،ص:۱۴۷، زکریا دیوبند.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأذان: باب إنما جعل الإمام ليؤتم به": ج۱،ص:۹۶، رقم:۶۸۹.

ولا بالسجود ولا بالقيام ولا بالإنصراف"(۱)

"أما يخشى أحدكم أو لا يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار أو يجعل الله صورته صورة حمار"(۲)

"ويفسدها مسابقة المقتدى بركن لم يشاركه فيه إمامه كما لو ركع ورفع رأسه قبل الإمام ولم يعده معه أو بعده وسلم"(۳)

"اعلم أنه اتفق كلهم على أن المبادرة من الإمام مكروه تحريماً"(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۵/۱۰/۱۴۰۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

آن لائن جماعت میں شرکت کرنا:

(۱۳۱) **سوال:** لاک ڈاؤن میں نماز کے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، مسجد کے بند ہونے کی وجہ سے جماعت میں شرکت نہیں ہو پا رہی ہے کیا اس صورت میں آن لائن شرکت کی جا سکتی ہے۔ مثلاً امام حرم کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا مسجد میں نماز ہو اور گھر پر مائک کے ذریعہ امام کی اقتدا کی جائے یا کوئی شہر میں نماز پڑھائے اور لوگ دور دراز علاقوں میں اسکائپ کے ذریعہ اقتدا کریں یا انٹرنیٹ کے ذریعہ لائیو نماز ہو اور لوگ گھروں میں اقتداء کریں یہ درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں تفصیلی رہنمائی مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زید عالم، سمستی پور

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام": ج۱، ص:۱۸۰، رقم:۴۲۶.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام": ج۱، ص:۹۶، رقم:۶۹۱؛ أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام": ج۱، ص:۱۸۰، رقم:۴۲۷.

(۳) حسن بن عمار، مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة، فصل في الإمامة": ص:۱۸۵.

(۴) الكشميري، فيض الباري في شرح البخاري، "كتاب الأذان": ج۲، ص:۲۱۶، ڈابھیل.

الجواب وباللہ التوفیق: اس طرح اقتداء کرنا کہ کوئی شہر میں نماز پڑھائے اور گھر میں اسکائپ کے ذریعہ اقتدا کی جائے یا گھر میں نماز ہو اور مائک لگا دیا جائے اور چار پانچ گھروں میں لوگ نماز پڑھ لیں، ایک بلڈنگ میں مائک سے نماز ہو اور بازو کی بلڈنگ میں لوگ اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں یا امام حرم کی ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والی نماز کی اقتدا کریں یا مسجد میں تراویح ہو اور نیٹ کے ذریعہ لائیو اس کو چلایا جائے اور لوگ گھر میں تراویح پڑھ لیں اقتدا کی یہ سب صورتیں درست نہیں ہیں ان صورتوں میں نماز نہیں ہوگی۔

اس سلسلے میں ضروری ہے کہ اقتداء کے شرائط کو معلوم کر لیا جائے کہ کوئی شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو اقتداء کے صحیح ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں؟ علامہ شامیؒ نے اقتداء کی دس شرطیں ذکر کی ہیں (۱) مقتدی اقتداء کی نیت کرے کہ میں اس امام کے پیچھے یہ نماز پڑھ رہا ہوں (۲) دونوں کی نماز ایک ہو اگر دونوں کی نماز الگ الگ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہو اور مقتدی عصر کی نیت کرے یا امام نے نفل کی نیت کی اور مقتدی فرض کی نیت کرے تو نماز نہیں ہوگی (۳) مکان متحد ہو (۴) امام کی نماز صحیح ہو، (۵) عورت، مرد کے محاذات میں نہ ہو، (۶) مقتدی امام سے آگے نہ ہو اگر مقتدی امام سے آگے ہو گیا تو مقتدی کی نماز نہیں ہوگی (۷) مقتدی کو امام کے حرکات وانتقالات کا علم ہو (۸) مقتدی کو امام کے مسافر یا مقیم ہونے کا علم ہو (۹) مقتدی امام کے ارکان میں شریک ہو اگر امام کسی رکن میں ہو اور مقتدی دوسرے رکن میں ہو تو مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی، (۱۰) مقتدی امام کے برابر ہو یا اس سے کمتر ہو مثلاً اگر تندرست آدمی نے معذور کی اقتداء کی تو نماز درست نہیں ہوگی یا رکوع سجدہ کرنے والا شخص اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

’’والصغری ربط صلاة المؤتم بالإمام بشروط عشرة نية المؤتم الاقتداء واتحاد مكانهما وصلاتهما وصلة بإمامة وعدم محاذاة لإمرأة وعدم تقدمه عليه بعقبه وعلمه بانتقالاته وبحاله من إقامة وسفر مشاركة في الأركان وكونه مثله أو دونه فيها‘‘(۱)

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة: باب الإمامة‘‘: ج ۲، ص: ۲۸۶، مکتبہ زکریا دیوبند۔

یہ اقتدا کی شرطیں ہیں ان میں ایک شرط بہت اہم ہے جس کا تفصیلی تذکرہ مسئلے کو حل کرنے میں معاون ہوگا۔ وہ یہ کہ امام اور مقتدی کی جگہ کا ایک ہونا ضروری ہے یہ اتحاد مکان حقیقی ہو یا حکمی ہو۔ مثلا مسجد میں امام ہے اور اسی مسجد میں مقتدی ہے تو یہ اتحاد مکان حقیقی ہے اور نیچے کی منزل میں امام ہے اور اوپر کی منزل میں مقتدی ہے تو یہ اتحادِ مکان حکمی ہے، اقتداء کی یہ صورت درست ہے۔

اتحاد مکان کی شرط، سوائے امام مالک کے تمام ائمہ کے یہاں ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ مکہ کے ہوٹلوں میں رہ کر کوئی حرم شریف کے امام کی اقتداء کرے تو سوائے امام مالک کے تمام ائمہ کے یہاں نماز درست نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ اقتداء، تابع ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اتحاد مکان تابع ہونے کے لیے لازم ہے جب مکان مختلف ہوگا تو تبعیت ختم ہو جائے گی، اور تبعیت کے ختم ہونے سے اقتداء ختم ہو جائے گی۔

احناف کے یہاں اتحادِ مکان کی تفصیل یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے مکان کا مختلف ہونا یہ مفسد نماز ہے، خواہ مقتدی پر امام کی حالت مشتبہ ہو یا نہ ہو، اسی وجہ سے اگر پیدل چلنے والا سوار شخص کی اقتداء کرے تو نماز درست نہیں ہوگی، یا دو لوگ الگ الگ سواری میں ہوں اور ایک دوسرے کی اقتداء کریں تو نماز درست نہیں ہوگی، اسی طرح امام اور مقتدی کے درمیان میں راستہ ہو جس میں لوگ گزرتے ہوں یا نہر ہو جس میں کشتی چلتی ہو، تو ان تمام صورتوں میں اقتداء درست نہیں ہوگی، اس سلسلے میں ایک دلیل حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

”من كان بينه و بين الإمام نهر أو طريق أو صف من النساء فلا صلاة له“[1]

مسجد مکان واحد کے حکم میں ہے لہذا اگر دیوار وغیرہ حائل ہو اور امام کے انتقالات کا علم ہو رہا ہو تو اقتداء درست ہے اگر امام کی حالت مشتبہ ہو تو پھر اقتداء درست نہیں ہے۔ اگر مقتدی مسجد کی چھت پر ہو یا مسجد سے متصل مکان کی چھت پر ہو اور اس مکان اور مسجد کے درمیان کوئی راستہ وغیرہ حائل نہ ہو تو اقتداء درست ہو جائے گی؛ اس لیے کہ اتحاد مکان حکما موجود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اقتداء کی شرطوں میں اہم شرط مکان کا متحد ہونا ہے خواہ امام کی حالت کا علم ہو

---

(۱) ابن بطال، شرح صحيح البخاري: ج۲، ص: ۳۵۱.

یا علم نہ ہو، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

”فقد تحرر بما تقرر أن اختلاف المکان مانع من صحة الاقتداء و لو بلا اشتباه و لا یصح الاقتداء و إن اتحد المکان ثم رأیت الرحمتي قد قرر ذلک فاغتنم ذلک“(۱)

اس تفصیل کی روشنی میں آن لائن کی تمام صورتیں ناجائز ہیں؛ اس لیے کہ اقتداء کی بنیادی شرط اتحاد مکان مفقود ہے۔

اگر امام مسجد میں نماز پڑھائے اور آواز گھروں میں آرہی ہو تو اگر گھر مسجد سے متصل ہے اور درمیان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے تو اقتداء درست ہے؛ لیکن اگر درمیان میں کوئی فاصلہ ہو تو پھر اقتداء درست نہیں ہے، اسی طرح، ایک گھر میں نماز ہو اور مائک کے ذریعہ دوسرے گھروں میں اقتداء کی جائے تو یہ بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ مکان مختلف ہے۔

اسکائپ کے ذریعہ اقتداء کرنے میں مذکورہ خرابی کے علاوہ دوسری بہت سی خرابیاں ہیں، مثلاً نیٹ میں بعض مرتبہ کنکشن کٹ سکتا ہے اور امام کے انتقال کا علم نہیں ہو پائے گا، اسی طرح اسکائپ میں یا انٹر نیٹ کے ذریعہ جو آواز آئے گی وہ عکس ہوگی، تصویر کے سامنے نماز پڑھنا لازم آئے گا، عام طور پر لائیو میں بھی پہلے تصویر محفوظ ہوتی ہے؛ پھر ٹیلی کاسٹ ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی پروگرام دو ٹی وی چینل پر لائیو چلتا ہے لیکن دونوں کے درمیان فرق ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لائیو پروگرام پہلے محفوظ ہوتا ہے پھر نشر ہوتا ہے اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ امام رکوع سے واپس آجائے اور لوگ ابھی قیام میں ہی ہوں؛ اس لیے اسکائپ؛ بلکہ آن لائن کی تمام صورتیں ناجائز ہیں اس سے نماز صحیح نہیں ہوگی۔

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی	مفتی دار العلوم وقف دیوبند
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	(۱۴۴۲/۲/۳ھ)

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب الکافي للحاکم جمع کلام محمد في کتبه“: ج ۲، ص: ۳۳۵.

باب الجماعت

بارش کی وجہ سے مسجد کے صحن کو چھوڑ کر نماز پڑھنا:

(۱۳۲)**سوال:** بڑی مسجد میں صحن کو چھوڑ کر حوض کے پاس بارش وغیرہ کے زمانے میں لوگ اقتداء کرتے ہیں جب کہ صحن خالی رہتا ہے، توان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: لئیق احمد، پرتاپ گڑھی

الجواب وباللہ التوفیق: نماز باجماعت کے لیے صفیں متصل و مسلسل ہونی چاہئیں بڑی مسجد میں اگر درمیان میں دو یا دو سے زائد صفوں کے بقدر فاصلہ اس طرح ہو جائے کہ درمیان کی صفوں میں بالکل نمازی موجود نہ ہوں، تو جو لوگ اس فاصلہ کی جگہ کے بعد جماعت میں شامل ہوکر نماز پڑھیں گے، ان کی اقتدا و نماز درست نہ ہوگی۔

”إنه لم يجعل الفاصل فيه أي في المسجد الصغير بقدر صفيں مانعاً من الاقتداء تنزيلاً له منزلة مكان واحد بخلاف المسجد الكبير فإنه جعل فيه مانعاً“(۱)

اور عالمگیری میں ہے ”إن كان بينه وبين الإمام نهر كبير يجري فيه السفن والزوارق يمنع الاقتداء وإن كان صغيراً لا تجري فيه لا يمنع الاقتداء هو المختار هكذا في الخلاصة وكذا لو كان في المسجد الجامع هكذا في فتاویٰ قاضی خان“(۲)

نیز اگر مسجد شرعی سے متصل کوئی جگہ مسجد کی حدود سے خارج ہو اور وہاں تک صفیں برابر نہ لگی ہوں، بلکہ درمیان میں دو یا دو سے زائد صفوں کا فاصلہ ہو اور وہاں پر کوئی شخص اقتداء کرے، تو خواہ مسجد چھوٹی ہو یا بڑی، اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

”المانع من الاقتداء في الفلوات قدر مايسع فيه صفين وفي مصلى العيد

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب إذا قراء قوله تعالىٰ جدك بدون ألف لاتفسد“: ج۲، ص: ۳۹۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع“: ج۱، ص: ۱۴۵، زکریا، دیوبند.

الفاصل لا يمنع الاقتداء وإن كان يسع فيه الصفين أو أكثر وفي المتخذ لصلاة الجنازة اختلاف المشائخ وفي النوازل جعله كالمسجد كذا في الخلاصة"[1]

مندرجہ وضاحت کے بعد مذکورہ فی السوال طریقہ اقتداء کرنے والے حضرات کی اقتدا درست نہیں اور نماز ادا نہیں ہوگی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،"كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع": ج۱، ص:۱۴۵، زکریا، دیوبند.

فصل خامس

جماعت ثانیہ کا بیان

سرکاری زمین پر بنی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم کیا ہے؟

(۱۳۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک سرکاری زمین پر لوگوں نے نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنا رکھی ہے اور پانچوں وقت کی نماز با جماعت ہوتی ہے۔ باضابطہ امام مقرر ہے اکثر نمازی بھی متعین ہیں اور یہ بس اسٹینڈ بھی ایسی جگہ پر ہے یعنی ایسی آبادی میں ہے کہ اس کے پاس کے جو بھی محلے ہیں وہ غیر مسلموں کے ہیں، سرکاری ملازمین رہتے ہیں، صرف دو چار ملازم مسلمان ہیں جو نماز پڑھنے کی جگہ ہے اڈہ ہی کی مسجد کہلاتی ہے اور اس جگہ کو مسجد ہی کی شکل دی گئی ہے، بلکہ نیچے پلاسٹر ہے اور تیرپال ڈال رکھا ہے تو ایسی حالت میں اس مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا کیسا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمران، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر وہ زمین سرکاری ذمہ داروں نے بخوشی مسجد کے لیے دی تھی جیسا کہ تحریری سوال سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو مسجد ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے اور ایک عرصہ سے پانچوں وقت نماز باجماعت بھی ہو رہی ہے تو اس صورت میں وہ شرعی مسجد بن گئی ہے اور چوں کہ اوقات نماز اور امام وغیرہ مقرر ہیں تو اس جگہ پر دوسری جماعت مکروہ ہوگی اور اگر زبردستی اس زمین پر قبضہ کر کے نماز کی جگہ بنائی ہے کہ سرکاری ذمہ دار اب بھی اس جگہ کے مسجد بنانے پر راضی نہیں ہیں تو وہ شرعی مسجد نہیں بنی اور نہ ہی اس میں نماز فی المسجد کا ثواب ملے گا البتہ جماعت کا ثواب ملتا رہے گا اور وہ

مسجد چوں کہ شرعی مسجد قرار نہیں دی جاسکتی بناء بریں وہاں جماعت ثانیہ درست ہوگی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۳/۸/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انتشار پیدا کرنے کے لیے جماعت ثانیہ کرنا:

(۱۳۴) **سوال:** ہماری مسجد میں اذان، نماز جمعہ، نماز پنج وقتہ وعیدین با جماعت مقررہ وقت پر ہوتی ہے ایک باشرع امام امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں؛ لیکن ایک شخص پانچوں وقت کی نماز صحن میں علاحدہ جماعت سے پڑھتا ہے؛ اس کے دولڑکے اور ایک شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتے ہیں، تو اس کی جماعت ثانیہ کے لیے کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حاجی علی حمزہ، شکورہ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے جو اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں وہ بھی کراہت تحریمی کا ارتکاب کرتے ہیں اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے اس کو امام بنانے والے کراہت تحریمی کے مرتکب ہوں گے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۵/۲/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (قوله ويكره) أي تحريما لقول الكافي: لا يجوز، والمجمع لا يباح، وشرح الجامع الصغير إنه بدعة كما في رسالة السندي (قوله بأذان وإقامة إلخ) والمراد بمسجد المحلة ما له إمام وجماعة معلومون كما في الدرر وغيرها. قال في المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعا. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج۲، ص: ۲۸۸)

(۲) يكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (قوله ويكره) أي تحريما لقول الكافي: لا يجوز، والمجمع لا يباح، وشرح الجامع الصغير إنه بدعة كما في رسالة السندي (قوله بأذان وإقامة إلخ) ... والمراد بمسجد المحلة ما له إمام...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسجد کی چھت پر جماعت ثانیہ کا حکم:

(۱۳۵) سوال: کیا مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد اس مسجد کی چھت پر دوبارہ جماعت کرنا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، صدر بازار، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: جس مسجد میں نماز باجماعت ہوتی ہے امام، مؤذن وغیرہ مقرر ہیں اور جماعت وقت پر ہوتی ہے اس مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد مسجد یا چھت پر دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱/۴/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وجماعة معلومون كما في الدرر وغيرها. قال في المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعا. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص: ۲۸۸)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة للفائتة، ج۱، ص: ۳۸۰)

(۱) كره تحريما (الوطء فوقه، والبول والتغوط) لأنه مسجد إلى عنان السماء. (قوله الوطء فوقه) أي الجماع خزائن؛ أما الوطء فوقه بالقدم فغير مكروه إلا في الكعبة لغير عذر، لقولهم بكراهة الصلاة فوقها. ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد، كراهة الصعود على سطح المسجد اهـ. ويلزمه كراهة الصلاة أيضا فوقه فليتأمل (قوله لأنه مسجد) علة لكراهة ما ذكر فوقه .قال الزيلعي: ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه إذا لم يتقدم على الإمام. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في أحكام المسجد": ج۲، ص: ۴۲۸)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه، ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة، كذا في الغرائب. (أيضاً)

مسجد کی سہ دری میں دوسری جماعت کرنا:

(۱۳۶)**سوال:** مسجد میں مقررہ جماعت چھوٹ جانے پر مسجد کے برابر والی خارج از مسجد سہ دری میں اتفاقاً دوسری جماعت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور دوسری جماعت ثواب کے اعتبار سے پہلی جماعت کے برابر ہوگی یا اس سے کم۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرؤف قاسمی، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی مقررہ جماعت چھوٹ جانے کے بعد مسجد کے برابر والی خارج از مسجد سہ دری میں اتفاقاً دوسری جماعت کرنا بلاشبہ جائز ہے؛ البتہ دوسری جماعت کا ثواب پہلی جماعت سے کم ہوگا؛ لیکن جماعت کا ثواب ضرور ملے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۰/۹/۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کورونا وائرس کی وجہ سے مسجد میں جماعت ثانیہ:

(۱۳۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

موجودہ حالات میں ملکی قوانین کی رعایت کی وجہ سے ایک ہی نماز ایک ہی مسجد میں امام کی

---

(۱) لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً وهو ظاهر الرواية. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۸۹)

قال قاضی خان في شرح الجامع الصغير: رجل دخل مسجدا قد صلى فيه أهله فإنه يصلي بغير أذان وإقامة وهكذا روي عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إنهم إذا فاتتهم الجماعة صلوا وحداناً وعن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ إنما يكره تكرار الجماعة إذا أكثر القوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الكراهية": ج۵،ص:۳۱۹)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة": ج۱،ص:۳۸۰)

تبدیلی کے ساتھ متعدد مرتبہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ حضور والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر حمزہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جس مسجد میں امام ومؤذن متعین ہوں اس میں ایک جماعت ہوجانے کے بعد دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے کہ اس سے جماعت کی اہمیت کم ہوجاتی ہے، اور جماعت کا جو مقصد ہے اجتماعیت اور اتحاد کا اظہار کرنا وہ مفقود ہوجاتا ہے اس لیے اگر دوسری جماعت کی اجازت دی جائے گی، تو جو لوگ امام سے ناراض ہوں گے وہ ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت کرلیں گے اس طرح آپسی اتحاد بھی پارہ پارہ ہوجائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جماعت ثانیہ ثابت نہیں ہے؛ بلکہ طبرانی کی روایت ہے کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت فوت ہوگئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی۔ مسجد میں آپ نے جماعت نہیں کی۔ حضرات صحابہؓ کا بھی معمول یہی تھا کہ اگر ان کی جماعت فوت ہوجاتی، تو تنہا تنہا نماز پڑھتے تھے؛ اس لیے ایک مسجد میں بار بار جماعت کرنے سے گریز کیا جائے، ایک جماعت ہوجانے کے بعد دوسری جماعت کے لیے مسجد کے علاوہ جگہ متعین کرلی جائے، مثلاً جمعہ میں مسجد کے چھوٹی ہونے کی وجہ سے تمام لوگ مسجد کی نماز میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں، تو دوسری جگہ مثلاً مدرسہ، شادی ہال وغیرہ کا انتخاب کرلیا جائے اور وہاں پر دوسری جماعت کی جائے اصل حکم یہی ہے، لیکن اگر کوئی متبادل جگہ کا نظم نہ ہوسکے جیسا کہ بڑے شہروں میں دیکھا گیا ہے، تو لوگوں کو چاہیے کہ کسی متبادل جگہ کی کوشش کریں اور جب تک کے لیے ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت کرسکتے ہیں۔

اسی طرح موجودہ حالات میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے ایک ساتھ تمام لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح سوشل ڈسٹینس کی وجہ سے تمام افراد ایک ساتھ نہیں آسکتے ہیں، تو ایسی صورت میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے جماعت ثانیہ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر جماعت ثانیہ ہیئت اولی پر نہ ہو تو جائز ہے یعنی جس جگہ

پہلا امام کھڑا ہوا ہو، اس جگہ دوسری جماعت کا امام کھڑا نہ ہو؛ بلکہ اس سے ایک صف چھوڑ کر کھڑا ہو۔

غور کیا جائے تو شریعت کا منشاء جمعہ و جماعت سے اجتماعت اور اتحاد کا مظاہرہ ہے، اسی لیے حکم ہے کہ شہر کی ایک جامع مسجد میں تمام حضرات جمعہ کی نماز پڑھیں؛ لیکن اگر وہ جامع مسجد لوگوں کے لیے ناکافی ہو جائے، تو دوسری مسجدوں میں بھی فقہاء نے جمعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، اسی طرح عذر کی بناء پر گھر میں جماعت کی اجازت ہے، مثلاً اگر بارش تیز ہو اور جماعت میں شامل ہونا ممکن نہ ہو، تو گھر میں بھی جماعت کی جاسکتی ہے۔ اس سے اجتماعیت متاثر نہیں ہوتی ہے اسی طرح اگر موجودہ حالات میں ملکی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے دوسری جماعت کرلی جائے، تو اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور جماعت ثانیہ کی کراہت کی جو علت ہے وہ بھی نہیں پائی جارہی ہے؛ بلکہ یہاں پر جماعت ثانیہ کرنا اہتمام جماعت کے لیے ہے۔ تاہم عذر کے ختم ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا بند کردیا جائے۔

”إن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من بيته ليصلح بين الأنصار فرجع وقد صلى في المسجد بجماعة، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلى بهم جماعة، ولو لم يكره تكرار الجماعة في المسجد لما تركها رسول الله صلى الله عليه وسلم مع علمه بفضل الجماعة في المسجد. وروي عن أنس رضي الله عنه، أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادىٰ ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة. اهـ.[1] وحينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى أهله فيه فإنهم يصلون وحدانا، وهو ظاهر الرواية ظهيرية. وفي آخر شرح المنية: وعن أبي حنيفةؒ لو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا. وعن أبي يوسف إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا تكره وإلا تكره وهو الصحيح،

(۱) (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة: باب الأذان والإقامة، فصل بيان محل وجوب الأذان“: ج۱ص:۳۸۰.

وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا في البزازية. [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی **کتبہ**: امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۱۴/۱۰: ۱۴۴۱ھ)

حرمین وغیرہ میں جماعت ثانیہ:

(۱۳۸) **سوال**: مسجد میں ایک وقت میں ایک ہی نماز ہوسکتی ہے دو نماز جائز نہیں ہے۔ جیسے ہم مسجد میں داخل ہوئے ہم نے دیکھا کہ نماز ہوچکی ہے اب ہم مسافر ہونے کی وجہ سے اپنی جماعت الگ کرتے ہیں۔ پر ہم دیکھتے ہیں کہ مسجد حرم مکہ میں اور مدینہ میں دونوں میں کتنی نماز ایک ساتھ ہورہی ہوتی ہے۔ کوئی اس کونے میں دو چار لوگوں کی جماعت کرا رہا ہے اور کوئی دوسرے کونے میں دو تین لوگوں کی جماعت کرا رہا ہے۔ اور کتنی ایسی بھی جن کا ہمیں اندازہ نہیں۔ ایک وقت میں آٹھ دس فرض نماز ہورہی ہوتی ہیں یا اس سے بھی زیادہ ممکن ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

فقط: والسلام

المستفتی: صادق صابر، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: جماعت کی اہمیت کی وجہ سے جمہور کے نزدیک ایک مسجد میں ایک ہی جماعت افضل ہے، جماعت ثانیہ مکروہ ہے، جب کہ امام احمدؒ کے نزدیک متعدد جماعتیں

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإيمان، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۸۹)

وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لا تجب على المريض الخ......أو كان إذا خرج يخاف أن يحبسه غريمه في الدين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس: في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة": ج۱، ص:۱۴۰)

ہوسکتی ہیں۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۳/۱۴۴۱ھ)

کیا ایک مسجد میں دو جماعت ہوسکتی ہیں؟

(۱۳۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا ایک مسجد میں دو جماعت ہوسکتی ہیں؟ بوجہ مجبوری دو جماعت ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نورالہدیٰ، درزیا، مدھوبنی

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں دو جماعتیں کرنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ دوسری جماعت سے لوگوں کے دلوں سے پہلی جماعت کی اہمیت وعظمت ختم ہو جائے گی اور پہلی جماعت کے افراد بھی کم ہوجائیں گے جیسا کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار میں ہے:

"ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طریق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن" (قوله:ویکره) أي تحریماً؛لقول الکافي:لایجوز، والمجمع:لایباح،وشرح الجامع الصغیر:إنه بدعة، کما في رسالة السندي،(قوله:

---

(۱) ورُوي عن أنس رضي الله عنه، أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادىٰ ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة. (الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،"كتاب الصلاة: باب الأذان والإقامة، فصل بيان محل وجوب الأذان": ج۱،ص:۳۸۰)

يكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲،ص:۲۸۸)

هكذا في الهندية، جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة": ج۱،ص:۱۴۰.

بأذان وإقامة إلخ)...... والمراد بمسجد المحلة ما له إمام وجماعة معلومون، كما في الدرر وغيرها. قال في المنبع: والتقييد بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعاً"(۱)

البتہ مسجد طریق یا ایسی مسجد جس میں امام مؤذن مقرر نہ ہوں اس میں دوسری جماعت جائز ہے نیز اگر کسی مجبوری اور عذر کی وجہ سے دوسری جماعت کرلی گئی تو نماز ادا ہوجاتی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

"واختلف في كون الأمطار والثلوج والأوحال والبرد الشديد عذرا وعن أبي حنيفة: إن اشتد التأذي بعذر قال الحسن: أفادت هذه الرواية أن الجمعة والجماعة في ذلك سواء، ليس على ما ظنه البعض أن ذلك عذر في الجماعة لأنها سنة لا في الجمعة لأنها من آكد الفرائض"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷؍ربیع الاول: ۱۴۴۳)

عذر کی وجہ سے جمعہ کی جماعت ثانیہ کا حکم:

(۱۴۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہماری مسجد دو منزلہ ہے، تمام نمازیں اوپر والی منزل پر ہوتی ہیں۔ جمعہ کی نماز گرمی کے موسم میں ۱.۳۰ بجے ہوتی ہے اور سردی کے موسم میں ۱۲.۴۵ بجے ہوتی ہے اور ہمارے شہر میں تمام مساجد میں جمعہ کی نماز کے عام طور پر یہی اوقات ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان اوقات میں کام پر ہوتے ہیں اس لیے ان اوقات پر جمعہ کی نماز کے لیے آنا مشکل ہوتا ہے اس لیے کچھ مساجد میں ایسے

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج ۲، ص: ۲۸۸.

(۲) أيضًا: ص: ۲۹۰.

لوگوں کے لیے تاخیر سے جمعہ کی دوسری جماعت کی جاتی ہے، ہم بھی اپنی مسجد میں جمعہ کی جماعت ثانیہ نیچے کے جماعت خانہ میں ہماری مسجد کے اور شہر کی دوسری مساجد کے ایسے کام والے افراد کے لیے تاخیر سے کرتے ہیں۔ ہمارے شہر کے ایک مفتی صاحب نے بتایا کہ آپ اپنی مسجد میں جو جمعہ کی جماعت ثانیہ کرتے ہو وہ مکروہ تحریمی ہے اور وجہ یہ بتائی کہ تمہارے پاس جو مدرسہ کی بلڈنگ ہے جو مسجد کے بالکل سامنے قریب ہی میں ہے اس میں ایک ہال اور دو کمرے ہیں اس میں جمعہ کی نماز کام والے حضرات کے لیے تاخیر سے رکھو۔ اسکے علاوہ میں بھی چوں کہ جمعہ کی جماعت ثانیہ میں امامت کرتا ہوں اس لیے خود میں نے دو باتیں نوٹ کیں جو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمعہ اور عصر کی جماعت اولی کی تقلیل کا سبب ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہماری مسجد کے کچھ مصلیٰ حضرات اور شہر کی دوسری مساجد کے کچھ حضرات جو جماعت اولی کے وقت کام پر نہیں ہوتے اور ہماری مسجد میں یا اپنی اپنی مساجد میں جماعت اولی میں شریک ہو سکتے ہیں پھر بھی محض سہولت کی بناء پر کہ تاخیر سے نماز ہوتی ہے جماعت ثانیہ میں آجاتے ہیں حالاں کہ جماعت ثانیہ کام والے حضرات کے لیے رکھی گئی ہے۔ اور دوسری بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ کہ سردی کے موسم میں جب جمعہ کی جماعت ثانیہ ختم ہوتی ہے اور لوگ اپنی سنن ونوافل سے فارغ ہوتے ہیں اس کے فوراً پانچ یا دس منٹ کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو جو یہ حضرات جمعہ کی جماعت ثانیہ کے لیے آئے تھے ان میں سے ہماری مسجد کے مصلی اور دوسری مساجد کے مصلی ملا کر کچھ آٹھ دس لوگ عصر کی نماز ابتدائی وقت میں جماعت کے ساتھ نیچے کے جماعت خانہ ہی میں پڑھ لیتے ہیں تا کہ جلدی فارغ ہو جائیں جو میں یہ سمجھتا ہوں کہ عصر کی جماعت کی قلت کا سبب ہے حالاں کہ ہماری مسجد کے مصلی ہماری مسجد میں اور دوسری مساجد کے مصلی اپنی اپنی مساجد میں جا کر عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

اس ساری تفصیل کے بعد مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان تینوں وجوہات (۱) ہمارے پاس جمعہ کی جماعت ثانیہ کے لیے مدرسہ کی بلڈنگ میں جگہ ہے (۲) جماعت ثانیہ میں بعضے وہ مصلّی حضرات شامل ہو جاتے ہیں جو جماعت اولی کے وقت کام پر نہیں ہوتے اور جن کی جماعت ثانیہ میں حاضری جماعت اولی کے لیے قلت کا سبب ہے (۳) جمعہ کی جماعت ثانیہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ

حضرات سردی کے موسم میں عصر ابتدائی وقت ہی میں پڑھ لیتے ہیں جو عصر کی اصل جماعت کے لیے قلت کا سبب ہے) کے باوجود کیا ہم جمعہ کی جماعت ثانیہ ہماری مسجد کے نیچے کے جماعت خانہ میں بغیر کسی کراہت کے پڑھ سکتے ہیں؟ یا پھر مدرسہ کی بلڈنگ میں پڑھیں؟

اگر مسجد میں جمعہ کی جماعت ثانیہ مکروہ ہے اور ہم مدرسہ کی بلڈنگ میں جمعہ کی نماز شروع کریں مگر مستقبل میں جگہ کم پڑ جائے، تو جگہ کی قلت کے باعث پھر سے مسجد کے نیچے کے جماعت خانہ میں جمعہ کی جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشد، بھوپال

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت کا مقصد جمعہ کی نماز سے اجتماعیت کا اظہار ہے اس لیے بڑی اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم ہے، ایک مسجد میں کسی بھی نماز میں دوسری جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ خاص طور پر جمعہ کی جماعت ثانیہ بھی مکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے کہ اس سے جمعہ کی اجتماعیت متاثر ہوتی ہے جب شہر میں کئی مساجد ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں جمعہ کی نماز کے اوقات مختلف رکھیں تا کہ اگر کسی ایک جگہ جماعت فوت ہو جائے تو دوسری مسجد میں جماعت مل جائے، اس کے لیے قریب کے علاقے کی مساجد کی ایک میٹنگ منعقد کر کے اوقات نماز کو اس طرح ترتیب دیا جا سکتا ہے جو ہر طرح کے لوگوں کے لیے ممکن العمل ہو۔ آپ نے جو عذر بیان کیا ہے اس کے لیے مسجد میں یا مسجد کے سامنے مدرسہ میں جماعت ثانیہ کرنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس سے جمعہ کی اجتماعیت متاثر ہوتی ہے۔ علامہ شامیؒ نے یہاں تک لکھا ہے کہ جمعہ کے بعد جامع مسجد کو مقفل کر دیا جائے تا کہ دوسرے لوگ جماعت نہ کر سکیں تاہم اگر اس پر عمل نہ ہو سکے، تو مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ میں جماعت ثانیہ کا نظم کیا جائے۔ مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مذکورہ عذر کی بنا پر درست نہیں ہے۔

”ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن“[1]، ”(وكذا أهل مصر فاتتهم الجمعة) فإنهم

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد“: ج ۲، ص: ۲۸۸.

يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة. ويستحب للمريض تأخيرها إلى فراغ الإمام وكره إن لم يؤخر هو الصحيح (قوله إلا الجامع) أي: الذي تقام فيه الجمعة فإن فتحه في وقت الظهر ضروري والظاهر أنه يغلق أيضا: بعد إقامة الجمعة لئلا يجتمع فيه أحد بعدها، إلا أن يقال إن العادة الجارية هي اجتماع الناس في أول الوقت فيغلق ما سواه مما لا تقام فيه الجمعة ليضطروا إلى المجيء إليه وعلى هذا فيغلق غيره إلى الفراغ منها لكن لا داعي إلى فتحه بعدها فيبقى مغلوقا إلى وقت العصر ثم كل هذا مبالغة في المنع عن صلاة غير الجمعة وإظهارا لتأكدها"[۱] "وتؤدي الجمعة في مصر واحد في مواضع كثيرة و هو قول أبي حنيفة و محمد رحمهما الله و هو الأصح"[۲] "وتؤدي في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا كان التعدد في مسجدين أو أكثر"[۳]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷: ۱۴۴۱ھ)

کچہری کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

(۱۴۱) **سوال:** کچہری دیوانی سہارنپور میں مسجد بہت عمدہ موجود ہے جس میں امام مسجد مقرر ہے اور اس کا متولی بھی موجود ہے اگر نماز ہو جائے، تو اس مسجد میں دوبارہ جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسجد تو مسافرین کے لیے ہے، اس لیے اس میں بار بار بھی نماز پڑھ سکتے

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة": ج۳،ص:۳۳.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة": ج۱،ص:۲۰۹.

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في صحة الجمعة بمسجد المرجة": ج۳،ص:۱۵.

ہیں حالاں کہ اس میں مستقل نمازی موجود ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال عثمانی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مذکورہ مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں اور نماز وجماعت کے اوقات بھی مقرر ہیں، تو اس مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ شرعی مسجد سے الگ ہٹ کر دوسری جگہ پر جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں؛ لیکن اس کی عادت نہ ڈالیں کہ اس میں جماعت اولیٰ کی تقلیل اور اس کی طرف سے بے توجہی ہے جو ایک مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے۔

"يكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أوفي مسجد لا إمام له ولا مؤذن ويكره أي تحريماً لقول الكافي، لا يجوز، والمجمع لا يباح، وشرح الجامع الصغير إنه بدعة كما في رسالة السندي "قوله بأذان وإقامة"... والمراد بمسجد المحلة ماله إمام وجماعة معلومون كما في الدرر وغيرها، قال في المنبع: والتقييد بمسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعاً"[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۱/۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

جماعت ثانیہ کے سلسلے میں ائمہ کے مذاہب اور ان کے دلائل:

(۱۴۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے، اس سلسلے میں ائمہ کی کیا آراء ہیں اور دلائل کے اعتبار سے کون سا

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد": ج۲، ص:۲۸۸، زکریا دیوبند۔

المسجد إذا كان له إمام معلوم وجماعة معلومة في محلة، فصلى أهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه بأذان ثان، أما إذا صلوا بغير أذان يباح إجماعاً وكذا في مسجد قارعة الطريق، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، فصل في الجماعة": ج۱، ص:۱۴۱، ۱۴۰)

مذہب زیادہ قوی ہے تفصیل سے مطلع فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فردوس، کیمور

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت امام احمدؒ اور امام اسحٰقؒ بلاکراہت مسجد میں جماعت ثانیہ کی اجازت دیتے ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ جماعت ثانیہ کو ناجائز کہتے ہیں۔ گویا جمہور کے نزدیک جماعت ثانیہ درست نہیں ہے۔ احناف کے مسلک کی تفصیل یہ ہے کہ جن کی جماعت چھوٹ گئی ہو وہ گھر میں لوگوں کو جمع کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیں، یا دوسری مسجد میں جماعت تلاش کریں مل جائے تو ٹھیک ہے، باقی اپنی مسجد میں اگر پڑھنا چاہیں تو تنہا نماز پڑھیں، جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں، چاہے اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کریں یا بلا اذان و اقامت کے جماعت کریں۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت ہے کہ جماعت ثانیہ، اگر پہلی جماعت کی ہیئت کے خلاف ہو اور ہیئت اولی کے خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بلا اذان و اقامت کے ہو، محراب کے علاوہ ہو تو جماعت ثانیہ جائز ہے۔ صاحب بدائع الصنائع نے امام محمدؒ کا مسلک ذکر کیا ہے کہ ان کے نزدیک تداعی کے ساتھ جماعت ثانیہ ناجائز ہے بلا تداعی جماعت ثانیہ جائز ہے؛ لیکن امام صاحب کے یہاں بالکل گنجائش نہیں ہے۔

”وروي عن أبي يوسف أنه إنما يكره إذا كانت الجماعة الثانية كثيرة، فأما إذا كانوا ثلاثة أو أربعة فقاموا في زاوية من زوايا المسجد وصلوا بجماعة لا يكره، وروي عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعي والاجتماع فأما إذا لم يكن فلا يكره“(۱)

امام شافعیؒ کتاب الام میں لکھتے ہیں: کہ ایک بار جماعت ہونے کے بعد دوبارہ جماعت کی ہم ہرگز اجازت نہیں دے سکتے ہیں؛ ہاں اگر کوئی شخص دوبارہ جماعت کر لے تو ہم اس کی نماز کو صحیح کہیں گے۔

---

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة، فصل بيان محل وجوب الأذان“: ج ۱، ص: ۱۵۳.

”وإذا كان للمسجد إمام راتب ففاتت رجلا أو رجالا فيه الصلاة صلوا فرادى ولا أحب أن يصلوا جماعة فإن فعلوا أجزأتهم الجماعة فيه وإنما كرهت ذلك لهم لأنه ليس مما فعل السلف قبلنا بل قد عابه بعضهم .“(۱)

وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جماعت ثانیہ سلف سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ بہت سے سلف نے جماعت ثانیہ پر انکار کیا ہے؛ اس لیے جماعت ثانیہ کی مذہب میں گنجائش نہیں ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں: کہ جس محلے کی مسجد میں اذان ہوگئی اور وہاں کے امام نے ایک بار جماعت کے ساتھ نماز پڑھا دی ہو تو جن لوگوں نے جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے وہ تنہا تنہا نماز پڑھ لیں، ہم جماعت ثانیہ کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔

”قال مالك: إذا جمع قوم في مسجد له إمام راتب ولم يحضر فله إذا جاء أن يجمع فيه وإذا صلى فيه إمامه وحده ثم أتى أهله لم يجمعوا فيه وصلوا أفذاذا“(۲)

معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک جماعت ثانیہ درست نہیں ہے؛ بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ یہ اس مسجد کے بارے میں ہے جس کا امام، مؤذن اور مصلی متعین ہوں یعنی آبادی کی مسجد کے بارے میں ہے، مسجد سوق جہاں امام مؤذن متعین نہ ہو تو ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے، ایک دوسری قید یہ بھی ہے کہ وہ جماعت ثانیہ ممنوع ہے جس میں امام کی نماز بھی فرض ہو اور مقتدی کی نماز بھی فرض ہو اگر مقتدی کی نماز نفل ہے تو وہ جماعت ثانیہ ممنوع نہیں ہے۔

امام احمدؒ کے دلائل میں ایک دلیل ترمذی کی روایت ہے جس کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جماعت ہونے کے بعد ایک شخص مسجد نبوی میں آیا اور وہ تنہا نماز پڑھنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آدمی ہے جو اس کی اقتدا کر کے اس کو فائدہ پہنچا دے، اس کے ثواب میں اضافہ کر دے، تو حاضرین میں ایک شخص کھڑے ہوئے بیہقی میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان

---

(۱) محمد بن إدريس الشافعي، الأم، ”صلاة الجماعة“: ج۱، ص:۱۸۰.

(۲) التاج والإكليل لمختصر خليل، ”فصل في حكم صلاة الجماعة“: ج۲، ص:۴۰۳.

کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت ثانیہ ہو رہی ہے۔

امام احمدؒ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ بخاری نے فضیلت جماعت کے سلسلے میں ترجمۃ الباب میں تعلیقا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل نقل کیا ہے۔ مسند ابویعلی اور بیہقی میں یہ روایت موصولا بھی مذکور ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت انس ایک مسجد میں آئے جس میں جماعت ہو چکی تھی تو انہوں نے تین غلاموں کو جمع کیا اور اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کی۔ اگر جماعت ثانیہ ناجائز ہوتی تو کیسے حضرت انس یہ عمل کرتے؟

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ذکر کیا گیا ہے کہ وہ جماعت ہونے کے بعد مسجد میں آئے اور انہوں نے اسود، علقمہ اور مسروق تینوں شاگردوں کو جمع کر کے جماعت کی اگر جماعت ثانیہ ناجائز ہوتی تو عبداللہ بن مسعودؓ کیسے جماعت ثانیہ کرتے۔ جمہور کے دلائل اس باب میں زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ ذیل میں ان کے دلائل کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) طبرانی میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت سے عوالی مدینہ تشریف لے گئے تھے جب آپ وہاں سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد نبوی میں نماز ہو چکی تھی تو آپ گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے جماعت سے نماز ادا کی، اگر جماعت ثانیہ کی اجازت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی فضیلت کو چھوڑ کر گھر میں نماز نہ پڑھتے، اپنے اہل کو مسجد نبوی لا کر جماعت ثانیہ کرتے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل امت کے لیے نمونہ ہوتا ہے اگر جماعت ثانیہ کی اجازت ہوتی تو آپ مسجد میں جماعت کرتے تا کہ امت کے لیے نمونہ بن جائے۔

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسن بصریؒ کا مقولہ ہے، فرماتے ہیں: صحابہؓ کا معمول یہ تھا کہ اگر جماعت چھوٹ جاتی تو صحابہؓ تنہا نماز پڑھتے تھے، جماعت نہیں کرتے تھے، ظاہر ہے کہ جماعت کی نماز کی بڑی فضیلت ہے اگر دوبارہ جماعت کی گنجائش ہوتی تو کیا صحابہؓ جماعت کی فضیلت کو چھوڑ دیتے۔

(۳) سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ

میں نماز قائم کرادوں اور جو لوگ بلا عذر کے جماعت میں نہیں آتے ہیں ان کے گھروں کو آگ لگادوں اگر جماعت ثانیہ کی گنجائش ہوتی تو جو لوگ کہ جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے ان کے لیے عذر تھا کہ وہ کہہ دیتے کہ حضور میں دوسری جماعت میں شریک ہو جاؤں گا۔

(۴) جماعت کے ساتھ نماز مشروع کرنے کی حکمت و مصلحت یہ ہے کہ مسلمانوں میں اجتماعیت اور اتفاق واتحاد قائم ہو، الفت ومحبت قائم ہو، اتحاد کی مصلحت کے پیش نظر جماعت مشروع ہوئی ہے اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دے دی جاتی تو ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو امام راتب سے اختلاف ہوگا وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہیں گے اور جماعت کے ختم ہونے کا وہ انتظار کریں گے اور جماعت کے ختم ہونے کے بعد وہ مخالفین کو لے کر جماعت ثانیہ کریں گے اس سے اختلاف اور انتشار کی بنیاد پڑ جائے گی اور شریعت کا مزاج پارہ پارہ ہو جائے گا۔ گویا کہ جماعت ثانیہ جماعت کی روح اور اس کے منشاء کے خلاف ہے؛ اس لیے شریعت نے جماعت ثانیہ کا دروازہ بند کر دیا اور ایک جماعت کی ترغیب دی تاکہ جماعت کی روح باقی رہ جائے۔

”أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من بيته ليصلح بين الأنصار فرجع وقد صلى في المسجد بجماعة، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلى بهم جماعة ولو لم يكره تكرار الجماعة في المسجد لصلى فيه. وروي عن أنس أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادىٰ ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثر وإلا تأخروا. اهـ بدائع. وحينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى أ هله فيه فإنهم يصلون وحدانا، وهو ظاهر الرواية ظهيرية. وفي آخر شرح المنية: وعن أبي حنيفةؒ لو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا. وعن أبي يوسفؒ إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا تكره وإلا تكره وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا في البزازية ...... قوله الا في مسجد على طريق هو ليس له إمام ومؤذن

راتب فلا تكره التكرار فيه بأذان وإقامة بل هو الأفضل"(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** امانت علی قاسمی

محمد اسعد قاسمی، محمد عمران گنگوہی مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند ۱۳/۱/۱۴۴۲ھ

بارش کی وجہ سے مسجد میں نماز عید کی دو جماعت کرنا:

(۱۴۳) **سوال:** عید وبقرعید میں اگر بارش کی وجہ سے مسجد کے اندر مکرر نماز ہو اور باضابطہ تبدیلی امام بھی ہو تو اس صورت میں کراہت باقی رہتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عباس، دربھنگہ

الجواب وباللہ التوفیق: عید، بقرعید میں اگر بارش ہونے لگے تو مسجد کبیر میں باضابطہ تبدیل امام پر مکرر نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اگر بغیر عذر شرعی کے ایسا کیا جارہا ہے تو یہ فعل غلط ہے اور نماز مکروہ ہوگی اس لیے کہ تکرار جماعت مکروہ ہے۔

"ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن ......ولنا أنه عليه الصلاة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى، ولو جاز ذلك لما اختار الصلاة في بيته على الجماعة في المسجد"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۱/۱۱/۱۴۱۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه": ج۲،ص:۶۰.

وإذا لم يكن للمسجد إمام ومؤذن راتب فلا يكره تكرار الجماعة، فيه بأذان وإقامة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسجد کے خارجی حصہ میں جماعت ثانیہ کرنا:

(۱۴۴) **سوال:** مسجد شرعی کیا ہے، جمعہ میں مجمع کی کثرت کی وجہ سے لوگ مسجد کے خارجی حصہ میں بھی نماز پڑھتے ہیں کیا لوگوں کے نماز پڑھنے کی وجہ سے اس کا حکم بھی مسجد کا ہے؟ اور اس حصہ میں جماعت ثانیہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زید عالم، بارہ بنکی

الجواب وباللہ التوفیق: جس حصہ کو مسجد شرعی میں شامل کیا گیا ہے وہ مسجد شرعی ہے اور جو حصہ مسجد شرعی میں شامل نہیں کیا گیا وہ حصہ مسجد شرعی نہیں ہے، خواہ نماز جمعہ میں اس حصہ میں بھی نمازی جمعہ پڑھتے ہوں لیکن وہاں جماعت ثانیہ درست ہے مگر اس کی عادت بنا لینا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۱/۱۴۲۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بل هو الأفضل ذكره قاضي خان، أما لو كان له إمام ومؤذن معلوم يكره تكرار الجماعة فيه باذان وإمامة. (إبراهيم الحلبي، حلبي كبيرى، ''كتاب الصلاة: فصل أحكام المساجد'': ص: ۵۳۰، دارالکتاب دیوبند)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد'': ج ۲، ص: ۲۸۸، زکریا دیوبند.

وقال العلامة ابن نجيم رحمه الله قال قاضي خان في شرح الجامع الصغير: رجل دخل مسجداً قد صلى فيه أهله فإنه يصلي بغير أذان وإقامة، لأن في تكرار الجماعة تقليلها. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة'': ج ۲، ص: ۱۲۸)

(۱) وتكرار الجماعة إلا في مسجد على طريق فلا بأس بذلك. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه'': ج ۲، ص: ۶۳)

دارالعلوم وقف کی دارالحدیث میں دو مرتبہ جماعت کرنا:

(۱۴۵) **سوال:** دارالعلوم وقف کی دارالحدیث میں ایک مرتبہ جماعت سے نماز ہوگئی اس کے بعد دوسری جماعت وہیں پر کرنا کیسا ہے بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اویس قرنی، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جو جگہ مسجد کے لیے وقف کردی گئی ہو اور نماز باجماعت کے لیے خاص کردی گئی ہو اور وہاں پر نماز کی عام اجازت ہو، مسجد میں عام طور پر دو حصے ہوتے ہیں: ایک حصہ زمین وہ کہ جس کو نماز کے لیے متعین کرلیا جائے اس حصہ کو مسجد شرعی کہا جاتا ہے اور دوسرا حصہ وہ جو مسجد کی دیگر ضروریات کے لیے متعین کیا جاتا ہے مثلاً وضو خانہ جوتے نکالنے کی جگہ، امام مؤذن کے رہنے کی جگہ اور پانی کی ٹنکی اور ساز وسامان کی حفاظت کی جگہ اس وضاحت کے مطابق جو جگہ مسجد شرعی ہو اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مساجد جو راستہ کی مساجد کہلاتی ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ ان مساجد کے نمازی متعین نہ ہوں کوئی محلّہ وغیرہ ان سے مربوط نہ ہو، امام ومؤذن متعین نہ ہو وغیرہ۔ اور دوسری وہ مساجد جو محلّہ کی مساجد کہلاتی ہیں جہاں نمازی بھی متعین ہوتے ہیں کہ عموماً اہل محلّہ وہاں نماز پڑھتے ہیں، امام ومؤذن بھی متعین ہوتے ہیں۔ مذکورہ تفصیل کے مطابق محلّہ کی جو مسجد ہو اس کے اس حصہ میں جو نماز کے لیے مخصوص ہو جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے جس کی اصل علت یہ معلوم ہوتی ہے کہ منشاء شریعت تکثیر جماعت ہے اور اگر بار بار جماعت ہو تو وہ تقلیل جماعت کا سبب ہوگا لوگوں کو چاہئے کہ وقت جماعت کی پابندی کریں جماعت کو اپنا پابند نہ کریں اور اگر کسی کی جماعت چھوٹ جائے اور اتنے لوگ ہوں کہ جماعت کی جاسکے تو مسجد شرعی کے حصہ کو چھوڑ کر کسی علاحدہ جگہ جماعت کرلینی درست ہے۔ پس مذکورہ وضاحت کے مطابق دارالعلوم وقف کی دارالحدیث نہ مسجد ہے نہ مسجد کے حکم میں ہے وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہی نہیں ہے لیکن جماعت میں ہر جگہ تکثیر مقصود ہے اس لیے بلا وجہ وبلا عذر پہلی جماعت ترک کرنا غلط ہے۔ اول جماعت کا اہتمام کرنا چاہئے لیکن اگر کسی کی جماعت چھوٹ جائے تو اسی دارالحدیث میں

دوبارہ جماعت درست ہے۔ کوئی کراہت نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۴/۴ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

طلبہ کا دوسری منزل پر جماعت ثانیہ کرنا:

(۱۴۶) **سوال:** زید کا معمول ہے کہ زید مسجد سے متصل ایک کمرے میں درس حدیث دیتا ہے، حال یہ ہے کہ مسجد میں عشاء کی جماعت ہوتی رہتی ہے سلام پھیرنے کے پندرہ بیس منٹ بعد زید طلباء کی چھٹی کر دیتا ہے پھر طلباء زید کے ساتھ مل کر مسجد کی دوسری منزل میں جماعت ثانیہ کرتے ہیں اس صورت میں مسجد کی جماعت کا ترک کرنا زید اور طلبہ کے لیے کیا حکم رکھتا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید علی، رانڈ کھیری

الجواب وباللہ التوفیق: زید کا مذکورہ معمول درست نہیں ہے۔ مسجد کی پہلی

---

(۱) والمسجد إذا كان له إمام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى أهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه بأذان ثان. أما إذا صلوا بغير أذان يباح إجماعاً وكذا في مسجد قارعة الطريق، كذا في شرح المجمع للمصنف. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل في الجماعة'': ج۱، ص:۱۴۱، زکریا دیوبند)

من بنى مسجداً لم يزل ملكه عنه حتى يفرزه عن ملكه بطريقة ويأذن بالصلاة فيه......أو أمرهم بالصلاة مطلقا ونوى الأبد ففي هذين الوجهين صارت الساحة مسجداً لومات لايورث عنه. وإما أن وقت الأمر باليوم أو الشهر أو السنة ففي هذا الوجه لاتصير الساحة مسجداً لومات يورث عنه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الوقف: الباب الحادى عشر في المسجد ومايتعلق به، الفصل الأول فيما يصير به مسجدا و في أحكامه و أحكام ما فيه'': ج۱، ص:۴۰۹، زکریا دیوبند)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لاتفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق. الخ. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان تكرار الجماعة في المسجد'': ج۱، ص:۳۸۰، زکریا دیوبند)

جماعت کے ساتھ ہی سب کو باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے، درس حدیث بعد نماز بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔ مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہوجانے کے بعد اس میں دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے۔ اور اس کا معمول بنالینا اور بھی زیادہ بُرا ہے۔

''عن الحسن قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه، صلوا فرادى''(۱)

''لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

---

(۱) ابن أبي شيبة، في مصنفه ''كتاب الصلاة: باب من قال: يصلون فرادى، ولا يجمعون. مؤسسة علوم القرآن جديد: ج۵، ص: ۵۵، رقم: ۷۱۸۸۔

أما لو كان له إمام ومؤذن معلوم فيكون تكرار الجماعة فيه الخ. (غنية المستملى المعروف بالحلبي الكبيرى، ''كتاب الصلاة، فصل في أحكام المسجد'': ج، ص: دار الکتاب دیوبند)

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان تكرار الجماعة في المسجد'': ج۱، ص: ۳۸۰، زکریا دیوبند۔

فصل سادس

عورتوں کی جماعت کا بیان

کیا عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں؟

(۱۴۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: عورتوں کی جماعت کے بارے میں کیا حکم ہے کیا عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتی تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران عمر، جوجھار پور

الجواب وباللہ التوفیق: اگرچہ ابتداء اسلام میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ جماعت کرنا ثابت ہے؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد سے یہ عمل ترک ہوگیا اور عورتوں کا جماعت میں شامل ہونا مکروہ ہوگیا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن عائشة رضي الله عنها، قالت: لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الفجر فيشهد معه نساءٌ من المؤمنات متلفعات في مروطهن ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة، باب في كم تصلي المرأة في الثياب'': ج۱، ص:۸۴، رقم:۳۷۲)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تمنعوا نسائكم المساجد وبيوتهن خيرلهن. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، ''كتاب الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد: ج۱، ص:۸۳، رقم:۵۶۷)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عورتوں کا باجماعت نماز پڑھنا:

(۱۴۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: آج کل تبلیغ کا زور ہونے کی وجہ سے بعض جگہ عورتیں جمعہ کے دن جمع ہوکر جماعت کرکے ایک ساتھ ظہر کی نماز پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحیم، اکبرپور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ان کی نماز ادا ہوگئی۔ ایسی صورت میں جو عورت امام ہو اس کو چاہیے کہ مردوں کی طرح آگے نہ کھڑی ہو؛ بلکہ اگلی صف میں معمولی سی آگے بڑھ کر کھڑی ہو، لیکن تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اس لیے یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في حجرتها أفضل من صلاتها في بيتها. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، "كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك": ج۱، ص:۸۴، رقم:۵۷۰)

وكره لهن حضور الجماعة إلا للعجوز في الفجر والمغرب والعشاء، والفتوىٰ اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم: ج۱، ص:۱۴۶)

وأما بيان من تجب عليه الجماعة فالجماعة إنما تجب على الرجال العاقلين الأحرار القادرين عليها من غير حرج فلا تجب على النساء. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة للفائتة، فصل في بيان محل وجوب الأذان: ج۱، ص:۳۸۰)

والفتوىٰ اليوم على الكراهة في كل صلوات لظهور الفساد. (عالم بن العلاء، التاتارخانية، كتاب الصلاة، باب الجماعة، ج۱، ص:۱۵۷)

(۱) عن عائشة -رضي الله عنها- إنها كانت تؤذن وتقيم وتؤم النساء وتقوم وسطهن. (الحاكم المسند: ج۱، ص:۳۲۰، رقم:۷۳۱)

ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح فإن فعلن تقف الإمام وسطهن ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عورتوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا:

(۱۴۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کسی شخص کو مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر میں نماز باجماعت عورتوں کے ساتھ پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور بیوی بہن ماں کو شریک جماعت کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقادر، کانپور

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں جماعت ہوگئی یا شرعی عذر کی بنا پر مسجد میں نہ جاسکے، تو گھر میں بیوی، ماں، بہن وغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرسکتا ہے، یہ ہی بہتر ہے؛ تاکہ جماعت کا ثواب مل جائے، مگر عورت ایک ہو یا زیادہ ہوں، ہر صورت میں عورت کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے، امام کے برابر میں ایک مرد کی طرح عورت کا کھڑا ہونا درست نہیں، اس طرح کرنے سے نماز ادا نہیں ہوگی، مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ بلا عذر شرعی ترک جماعت کی عادت بنالینا گناہ ہے اور بروئے حدیث ایسا شخص عملی منافق کہلاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ولقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلاة إلامنافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي الصلاة" ایک دوسری حدیث میں ہے **"ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم الخ.**[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فلو قدمت أثمت. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة": ج۲،ص:۳۰۵)

ويكره للنساء أن يصلين وحدهن الجماعة فإن فعلن قامت الإمام وسطهن لأن عائشة رضي الله عنها فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الإسلام. (المرغيناني، الهداية، "كتاب الصلاة، باب الإمامة": ج۱،ص:۱۲۳)

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب المساجد ومواضع الصلاة"، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خواتین کا مسجد میں جانا:

(۱۵۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آپ سے اہم دینی مسئلہ کے متعلق فتوی مطلوب ہے جو عوام الناس میں تشویش ناک صورت حال اختیار کر رہا ہے وہ ہے کہ خواتین کا مسجدوں میں جانا عمومی اور خصوصی طور پر کہاں تک گنجائش ہے؟ جب کہ ہم طالب علم یہ جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں خواتین کا مسجد میں جانا فتنے کا سبب ہے اور دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ اصلاحی مجالس کے لیے خواتین کا مسجد میں جانا مختلف مساجد میں الگ الگ دنوں میں جمع ہونا درست ہے یا نہیں؟ برائے کرم اس مسئلہ پر اطمینان بخش فتوی مرحمت فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔

فقط: والسلام

المستفتی: نور محمد اشفاق قاسمی، ہندوپور

الجواب وباللہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین نماز کے لیے مسجد میں آیا کرتی تھیں؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی خیر القرون کا زمانہ تھا؛ لیکن اس زمانہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فتنہ کے خوف سے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا؛ اسی لیے حضرات فقہاء نے عورتوں کے لیے مسجد میں جماعت سے نماز کو مکروہ قرار دیا ہے۔ عبادات میں سب سے افضل اور اہم عبادت نماز ہے، جب عورتوں کو نماز کے لیے مسجد آنا پسندیدہ نہیں ہے، تو دیگر اصلاحی پروگراموں کے لیے آنا بھی پسندیدہ نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ خواتین کا مسجد کے علاوہ کسی گھر یا مقام پر پروگرام کیا جائے، جہاں مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ اور اگر عورتوں کے لیے مسجد میں علاحدہ نظم ہو جس میں کسی قسم کا اختلاط نہ ہو تو دینی پروگرام کرنے کی گنجائش ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲/۱۱/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب صلاة الجماعة من سنن الهدى'': ج۱، ص: ۲۳۱، رقم: ۶۵۴۔

(۱) إن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

انفرادی احوال میں خواتین کا جماعت سے نماز پڑھنا:

(۱۵۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماءدین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا خواتین مرد کی امامت کے بغیر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرسکتی ہیں؟ میرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سی خواتین ایک گھر میں جمع ہوکر اسلامی باتیں سیکھتی اور سکھاتی ہیں ان پر بات کرتی ہیں بحث کے اختتام پر مرد امام کے بغیر ایک عورت ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے اور باقی سب اس کی دعا پر آمین کہتی ہیں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا عورتوں کے لیے نماز کی جماعت کی صورت میں ہاتھ اٹھانا جائز ہے اور نماز کا خواتین کے لیے سنت طریقہ کیا ہے؟ مجھے مستند کتاب کا حوالہ مل جائے تو میں آپ کا مشکور رہوں گا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان عمر، بوجھار پور، بستی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......یصلي الفجر فيشهد معه نساءٌ من المؤمنات متلفعات في مروطهن ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة، باب كم تصلي المرأة في الثياب“: ج۱،ص:۸۴،رقم:۳۷۲)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تمنعوا نسائكم المساجد وبيوتهن خير لهن. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، ”كتاب الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد“: ج۱، ص:۸۳،رقم:۵۶۷)

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في حجرتها أفضل من صلاتها في بيتها. (أخرجه أبو داؤد، في سننه، ”كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك“: ج۱،ص:۸۴،رقم:۵۷۰)

وكره لهن حضور الجماعة إلا للعجوز في الفجر والمغرب والعشاء، والفتوىٰ اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم: ج۱،ص:۱۴۶)

وأما بيان من تجب عليه الجماعة فالجماعة إنما تجب على الرجال العاقلين الأحرار القادرين عليها من غير حرج فلا تجب على النساء. (الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الصلاة، باب الجماعة، فصل بيان من تجب عليه الجماعة“: ج۱،ص:۳۸۴)

والفتوىٰ اليوم على الكراهة في كل صلوات لظهور الفساد. (عالم بن العلاء، التاتار خانية، كتاب الصلاة، باب الجماعة: ج۱،ص:۱۵۷)

الجواب و بالله التوفيق: تنہا خواتین کی جماعت بغیر مرد کی امامت کے مکروہ ہے عورتوں کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں تنہا تنہا نماز پڑھ لیا کریں اور اگر گھر میں مرد امام نماز پڑھا رہا ہو، تو عورتیں ان کے ساتھ جماعت میں بھی شریک ہو جائیں۔ اگر تنہا عورتوں نے جماعت کر ہی لی تو ایسی صورت میں عورت امام آگے نہیں کھڑی ہوگی؛ بلکہ درمیان صف میں کھڑی ہوگی؛ لیکن عورتوں کی جماعت کا معمول یا نظام بنانا مکروہ ہے۔ عہد نبوی یا عہد صحابہؓ سے انفرادی طور پر جماعت کے نماز کا ثبوت ملتا ہے؛ لیکن باضابطہ نظام بنانے کا ثبوت نہیں ملتا ہے جب کہ بعض آثار سے ممانعت بھی ثابت ہے۔

"عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا خير في جماعة النساء......الخ"[1]

"فعلم أن جماعة النساء وحدهن مكروهة"[2]

"عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: لاتؤم المرأة، قلت: رجاله كلهم ثقات"[3]

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:

"(و) يكره تحريما (جماعة النساء) ولو في التراويح في غير صلاة جنازة (لأنها لم تشرع مكررة)، فلو انفردن تفوتهن بفراغ إحداهن؛...... (فإن فعلن تقف الإمام وسطهن) فلو قدمت أثمت" (قوله: ويكره تحريما) صرح به في الفتح والبحر (قوله: ولو في التراويح) أفاد أن الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا أو نفلا...... (قوله: فلو تقدمت) أثمت، أفاد أن وقوفها وسطهن واجب، كما صرح به في الفتح، وأن الصلاة صحيحة، وأنها إذا توسطت لاتزول الكراهة،

---

(۱) رواه الإمام أحمد في مسنده، " ": ج۶، ص:۱۵۴.

(۲) ظفر أحمد عثماني، إعلاء السنن، "كتاب الصلاة، باب صفات المؤذن": ج ۲، ص: ۱۴۷، (ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیۃ، کراچی)

(۳) ظفر أحمد عثماني، إعلاء السنن، "كتاب الصلاة، باب كراهة جماعة النساء": ج۴، ص:۲۴۳

وإنما أرشدوا إلى التوسط؛ لأنه أقل كراهية من التقدم، كما في السراج بحر"[۱]

"حدثنا وكيع، عن ابن أبي ليلى، عن عطاء، عن عائشة، أنها كانت تؤم النساء تقوم معهن في الصف"[۲]

"عن قتادة، عن أم الحسن، أنها رأت أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: تؤم النساء تقوم معهن في صفهن"[۳]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۷/۱۴۴۲ھ)

عورت کا مردوں کی امامت کرنا:

(۱۵۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں عورت کی امامت درست ہے یا نہیں؟ یعنی عورت مردوں کی امامت کرسکتی ہے یا نہیں؟ آج کل اس پر بحث جاری ہے کہ عورتیں بھی امامت کرسکتی ہے؟ بلکہ کیرلا میں ایک جگہ عورت نے مردوں کی امامت کی ہے۔ سوال ہے یہ عورت مردوں کی امامت کرسکتی ہے یا نہیں ہے اگر نہیں کرسکتی ہے، تو اس کی وجہ کیا ہے؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: احسان قاسمی، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: عورت عورتوں کی امامت کرسکتی ہے یا نہیں اس میں ائمہ

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة": ج ۲، ص: ۳۰۵.

(۲) مصنف ابن أبي شيبة، "كتاب الصلاة، باب المرأة تؤم النساء": ج ۱، ص: ۴۳۰، رقم: ۴۹۵۴.

(۳) أيضًا.

اربعہ کے درمیان اختلاف ہے؛ لیکن عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی ہے، اس میں ائمہ اربعہ کے درمیان اتفاق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی عورت کا مرد کی امامت کرنا ثابت نہیں ہے، اسی طرح عہد صحابہؓ میں عورت کا امامت کرنا ثابت نہیں ہے اگر یہ عمل جائز ہوتا ہے ہمیں عہد صحابہؓ میں اس کی مثالیں ضرور ملتی، بلکہ اس کے خلاف روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کی امامت نہیں کرسکتی ہیں۔ ایک روایت میں حضرت علی کا قول ہے کہ عورتیں امامت نہ کریں اس میں تو مطلقاً عورت کو امامت سے منع کیا گیا ہے خواہ وہ عورتوں کی امامت کریں یا مردوں کی۔[۱]

تصفیق (خاص طریقے سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا) عورتوں کے لیے ہے اور تسبیح (سبحان اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عورت مردوں کی موجودگی میں نماز میں آواز نہیں نکال سکتی امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے جب عورت معمولی سی آواز نہیں نکال سکتی تو مکمل نماز کی امامت کیسے کرسکتی ہے؟ امام نووی رحمہ اللہ المجموع شرح المھذب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عورتوں کا مردوں کی امامت پر ممانعت سے متعلق ضعیف حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے کہ کسی عورت کے پیچھے بچے اور بالغ مرد کی نماز جائز نہیں ہے، آگے لکھتے ہیں خواہ ممانعت عورت کی امامت مردوں کے لیے فرض نماز سے متعلق ہو یا تراویح سے متعلق ہو یا سارے نوافل سے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور سلف وخلف میں سے جمہور علماء کا ہے۔ اور بیہقی نے مدینہ کے تابعین فقہائے سبعہ سے بیان کیا ہے اور وہ امام مالک، امام ابوحنیفہ، سفیان، امام احمد اور داؤد ہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: لا تؤم المرأة. قلت: رجاله كلهم ثقات. (ظفر أحمد عثماني، إعلاء السنن، "كتاب الصلاة، باب جماعة النساء": ج ۴، ص: ۲۲۷) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

محرم وغیر محرم کی امامت کرنا:

(۱۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک حافظ کے پیچھے ایک کمرہ میں صف در صف صرف محرمات وغیر محرمات عورتوں کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: زاہد الرحمٰن، کٹیہار

الجواب وباللہ التوفیق: محرم عورتوں کے ساتھ اگر غیر محرم عورتیں پچھلی صفوں میں ہوں تو بلا کراہیت نماز درست ہو جائے گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۲۳/۵/۱۴۰۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا ظہر کی نماز کی جماعت کرنا:

(۱۵۴) **سوال:** عورتیں ایک جگہ جمع ہو کر جمعہ کے دن ایک ساتھ مل کر ظہر کی نماز پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے ان کی نماز ہو جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحیم، اکبر پور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) لا يصح اقتداء الرجل بالمرأة لقوله عليه السلام: أخروهن من حيث أخرهن الله تعالىٰ. (مصنف عبد الرزاق، ''كتاب الصلاة، باب شهود النساء الجماعة'': ج۱، ص:۴۱۰، رقم:۵۱۱۵)
وعليه الإجماع. (إبراهيم بن محمد الحلبي، غنية المستملي شرح منية المصلي، ''كتاب الصلاة، فصل في الإمامة'': ص:۴۷)

(۱) تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه) كأخته (أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا) يكره بحر. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال عورتوں کو جماعت سے نماز کی عادت نہ ڈالنی چاہئے اس لیے کہ عورتوں کی جماعت کو فقہاء نے مکروہ تحریمی لکھا ہے؛ لیکن پھر بھی عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی امام اگلی صف میں چار انگلی کے برابر آگے نکل کر کھڑی ہوگی مردوں کی طرح سے نہیں۔

''ویکره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح''[۱]

''ويكره حضورهن في الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ''[۲]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۵/۱۴۱۸ھ) نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

عورتوں کا مردوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا:

(۱۵۵) **سوال:** عورتوں کا برقعہ اوڑھ کر مسجد میں جا کر مردوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد السمیع، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد تھا کہ ﴿بیوتھن خیر لھن﴾ یعنی ان کے گھر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مع الشافعي أم لا؟''، ج۲، ص: ۳۰۷)

لو كان بين صف النساء وصف الرجال سترة قدر مؤخر الرحل كان ذلك سترة للرجال ولا تفسد صلاة واحد منهم، وكذلك لو كان بينهم حائط قدر الذراعِ وإن كان أقل من ذلك لا يكون سترة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيانِ مقام الإمام والمأموم''، ج۱، ص: ۱۴۶)

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟''، ج۲، ص: ۳۰۵.

(۲) أيضًا: ص: ۳۰۷.

ان کے لیے مسجد سے زیادہ بہتر ہیں ام حمید ایک جاں نثار خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو؛ لیکن تمہارے لیے بند کوٹھری میں نماز پڑھنا صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز سے برآمدہ کی نماز بہتر ہے اس کے بعد سے ام حمیدؓ نے نماز کے لیے کوٹھری متعین کر لی اور وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہی مسجد میں نہیں گئیں جب حضرت عمرؓ کا دور آیا اور عورتوں کی حالت میں تبدیلی آگئی، عمدہ پوشاک، زیب وزینت اور خوشبو کا استعمال وغیرہ ہونے لگا تو حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھ کر ان عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا تو تمام صحابہؓ نے اس کو پسند فرمایا کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا؛ البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہؓ سے اس بات کی شکایت کی تو حضرت عائشہؓ نے بھی خلیفہ حضرت عمر فاروق سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو دیکھتے جواب عورتوں میں نظر آتی ہیں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے۔ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کے کنکریاں مارتے ان کو مسجد سے نکالتے۔ یہ اُس دور کی بات ہے جب کہ عورتوں میں شرم وحیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور مردوں میں اکثریت نیکوکار کی تھی، فیوض و برکات کے حصول کا زریں موقعہ تھا اور مسجد نبوی کی فضیلت اور نماز باجماعت ادا کرنے کی شریعت میں سخت تاکید تھی، باوجود اس کے عورتیں مسجد کی حاضری سے روک دی گئیں، دور حاضر میں کیا حکم ہونا چاہئے۔

”قیاس کن زگلستان من بہار مرا“

درمختار میں ہے۔

”ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد وعظٍ مطلقاً ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۶/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

شوہر و بیوی کا جماعت سے نماز پڑھنا:

(۱۵۶) **سوال:** اگر شوہر اپنی بیوی کو لے کر نماز کی امامت کر رہا ہے اور بیوی ایک قدم پیچھے کھڑی ہے کہ رکوع اور سجدے میں عورت کے اعضاء شوہر کے محاذی ہو جاتے ہیں تو کیا اس طرح نماز درست ہوگی یا فاسد ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار عمر، بوجھار پور، بستی

الجواب وبالله التوفيق: اگر شوہر اپنی بیوی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے تو بیوی کو شوہر کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر بیوی اس کے دائیں یا بائیں محاذاۃ میں کھڑی ہوگئی تو نماز درست نہیں ہوگی۔

”محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته ولها شرائط: منها) أن تكون المحاذية مشتهاةً تصلح للجماع ولا عبرة للسن وهو الأصح......(ومنها) أن تكون الصلاة مطلقةً وهي التي لها ركوع وسجود......(ومنها) أن تكون الصلاة مشتركةً تحريمةً وأداءً...... (ومنها) أن يكونا في مكان واحد......(ومنها) أن يكونا بلا حائل......وأدنى الحائل قدر مؤخر الرحل وغلظه غلظ الأصبع والفرجة تقوم مقام الحائل وأدناه قدر ما يقوم فيه الرجل، كذا في التبيين. (ومنها) أن تكون ممن تصح منها الصلاة......(ومنها) أن ينوى الإمام إمامتها أو إمامة النساء وقت الشروع......(ومنها) أن تكون المحاذاة في ركن كامل ......(ومنها) أن تكون جهتهما متحدة......ثم المرأة الواحدة تفسد صلاة ثلاثة واحد عن يمينها وآخر عن يسارها وآخر خلفها ولا تفسد أكثر من ذلك. هكذا في التبيين. وعليه الفتوى. كذا في التتارخانية والمرأتان صلاة أربعة واحد عن يمينهما وآخر عن يسارهما واثنان خلفهما بحذائهما،وإن كن ثلاثا أفسدت صلاة واحد عن يمينهن وآخر عن

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟“ ج۲،ص:۳۰۷، زکریا دیوبند۔

يسارهن وثلاثة خلفهن إلى آخر الصفوف وهذا جواب الظاهر. هكذا في التبيين "[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۱۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) "كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامه، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم": ج۱، ص:۱۴۶؛ وأحمد بن محمد، حاشيه الطحطاوى على مراقي الفلاح، "كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة": ص:۳۲۹، ط: قدیمی)

(ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول": ج۲، ص:۳۱۲)

فصل سابع

جماعت کے متفرقات

گرام سماج کی زمین پر بنی مسجد میں نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۱۵۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک مسجد گرام سماج کی زمین میں بنائی ہے، یعنی اس زمین میں گاؤں کے ہندو مسلم سبھی شریک ہیں، کچھ لوگوں کو اعتراض بھی ہو رہا ہے، لیکن مسجد بنانے والوں کے رسوخ کی وجہ سے کسی نے کچھ نہ کہا اور وہ مسجد مکمل ہوگئی ہے، تقریباً پانچ چھ برس باجماعت نماز ادا ہوئی، تو کیا ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جائے گی اور صلوۃ فی المسجد اور نماز باجماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خالد، اڈیشہ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت اگر واقعی ہے، تو مسجد کے بناتے وقت لوگوں کا اعتراض نہ کرنا ان کی خوشی کی دلیل ہے، اگرچہ گرام سماج کی زمین کسی شخص کی نہیں ہوتی، تو کسی فرد واحد کے ناراض ہونے سے بھی مسجد کے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہوگا ہاں سرکار سے اجازت لینا ضروری ہوگا تبھی وہ مسجد شرعی ہوگی اور اس میں نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کا ثواب ملے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۲۰؍۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أرض وقف على مسجد والأرض بجنب ذلك المسجد وأرادوا أن يزيدوا في المسجد شيئاً من الأرض جاز لكن يرفعوا الأمر إلى القاضي ليأذن لهم..... وفي الأجناس..... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا:

(۱۵۸)**سوال:** گرمی کی شدت اور کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے مغرب اور عشاء کی جماعت مسجد کی چھت پر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انصار، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کر سکتے ہیں، بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی قاسمی (۱۲/۲۴:۱۴۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

موسم گرما میں مسجد کی چھت پر عشاء وتراویح پڑھنا:

(۱۵۹)**سوال:** دہلی میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ موسم گرما میں مسجد کی چھت پر عشاء وتراویح

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (وفي نوادر هشام) قال: سألت محمد بن الحسن عن نهر قرية كثيرة الأهل لا يحصى عدد هم وهو نهر قناة أو نهر واد لهم خاصة، وأراد قوم أن يعمروا بعض هذا النهر ويبنوا عليه مسجداً ولا يضر ذلك بالنهر ولا يتعرض لهم أحد من أهل النهر قال محمد رحمه الله تعالىٰ: يسعهم أن يبنوا ذلك المسجد للعامة أو المحلة كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الوقف:الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الأول فيما يصير به مسجداً وفي أحكامه'':ج۲،ص:۴۰۹)

(۱) وكره تحريما (الوطء فوقه، والبول والتغوط) لأنه مسجد إلى عنان السماء. (قوله الوطء فوقه) أي الجماع خزائن؛ أما الوطء فوقه بالقدم فغير مكروه إلا في الكعبة لغير عذر، لقولهم: بكراهة الصلاة فوقها. ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد: كراهة الصعود على سطح المسجد اهـ. ويلزمه كراهة الصلاة أيضا فوقه فليتأمل (قوله لأنه مسجد) علة لكراهة ما ذكر فوقه. قال الزيلعي: ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه إذا لم يتقدم على الإمام. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب في أحكام المسجد'':ج۲،ص:۴۲۸)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه، ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة، كذا في الغرائب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الخامس في آداب المسجد'':ج۵،ص:۳۷۲،زکریا دیوبند)

پڑھتے ہیں اور نیچے کا جماعت خانہ خالی رہتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی رئیس احمد قاسمی، بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: گرمی کی وجہ سے مسجد کے اصل جماعت خانہ اور صحن مسجد کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے، ہاں جن کو نیچے جماعت خانہ اور صحن میں جگہ نہ ملے اگر وہ چھت پر جا کر نماز پڑھ لیں، تو بلا کراہت جائز ہے، کہ یہ مجبوری ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "**الصعود على سطح كل مسجد مكروه؛ ولهذا إذا شتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذٍ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة**"[1] شامی میں ہے "**ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد الخ، ويلزمه كراهة الصلوة أيضاً فوقه فليتأمل**"[2] اس لیے گرمی میں صحن مسجد میں نماز با جماعت بدون حرج کے بھی صحیح ہے[3] اور اگر کسی جگہ صحن داخل مسجد نہ ہو اور مسجد سے خارج ہو، تو بانی مسجد یا متولی مسجد اور جماعت کے لوگ باہم متفق ہو کر اس کے داخل کرنے کی نیت کر لیں، تو صحن داخل مسجد ہو جائے گا اور اس پر مسجد کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۱۰/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب الخامس في آداب المسجد": ج۵، ص: ۳۷۲، زکریا دیوبند)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في أحكام المسجد": ج۱، ص: ۴۲۸۔

(۳) وفناء المسجد له حكم المسجد. (أيضًا: "باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه": ج۲، ص: ۳۳۲)

(۴) أرض وقف على مسجد والأرض بجنب ذلك المسجد وأرادوا أن يزيدوا في المسجد شيئاً من الأرض جاز. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الوقف: الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به": ج۲، ص: ۴۰۹، مکتبہ: زکریا دیوبند)

باب الجماعت

نیت توڑ کر موم بتی جلانا:

(۱۶۰) **سوال:** عشاء کی جماعت شروع ہوگئی، بجلی چلی گئی، ایک شخص نے نیت توڑ کر موم بتی جلادی۔ اب پھر نیت باندھ لی کیا یہ نماز درست ہے؟

فقط والسلام

المستفتی: عبدالوہاب، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز درست ہوگئی اگر پہلی رکعت کے رکوع میں یا رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہوگیا ہو اور اگر رکعت چھوٹ گئی اور اس نے امام کے بعد کھڑے ہوکر اس رکعت کو پورا کرلیا تب بھی نماز درست ہو جائے گی؛ لیکن ایسا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۰/۲/۱۴۰۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) قطع العبادة الواجبة بعد الشروع فيها بلا مسوغ شرعي غير جائز باتفاق الفقهاء لأن قطعها بلا مسوغ شرعي عبث يتنافى مع حرمة العبادة وورد النهي عن إفساد العبادة، قال تعالىٰ: ولا تبطلوا أعمالكم. أما قطعها بمسوغ شرعي فمشروع فتقطع الصلوة لقتل حية ونحوها. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۳۴، ص:۵۰،۵۱)